سہ ماہی کثیر لسانی رسالہ

وراثت

جموں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز

وراثت

جلد: 3
شمارہ: 1

Volume:3....No:1

VIRASAT

Designed by:Gurmeet Singh

VIRASAT

Quarterly Journal of Ethnic Literature

Volume:3....No:1

Editorial Staff

Mufti Shafiq-ur-Rahman
Dr. Abid Ahmad Bhat
Dr. Syed Iftikhar Ahmad
Dr. Shabnum Rafiq
Asmat Aziz

Jammu & Kashmir Academy of Art , Culture & Languages, Srinagar

سہ ماہی کثیر لسانی رسالہ

وراثت

جلد:3............شمارہ:1

(جنوری تا مارچ 2024ء)

نگران

بھارت سنگھ

مجلسِ ادارت

مفتی شفیق الرحمٰن ...... اُردو
ڈاکٹر عابد احمد ...... انگریزی
ڈاکٹر سید افتخار احمد ...... کشمیری
ڈاکٹر شبنم رفیق ...... کشمیری
عصمت عزیز ...... اُردو

ٹرانسلیشن ریسرچ سینٹر، کشمیر

جموں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگو یجز سرینگر

ناشر: سیکریٹری، جموں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز

کمپیوٹر کمپوزنگ : گورمیت سنگھ

سرورق : گورمیت سنگھ

تعداد : 300

مطبع : گورنمنٹ پریس سرینگر

قیمت :

''وراثت'' میں شائع ہونے والے مضامین میں ظاہر کی گئی آراء سے اکیڈیمی کا کُلیاً یا جُزئیاً متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

خط و کتابت کا پتہ

مفتی شفیق الرحمٰن خان

انچارج آفیسر ٹرانسلیشن ریسرچ سینٹر۔

جموں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز لال منڈی سرینگر

موبائیل نمبر:9906842887

email: syediftikharacademy@gmail.com

(حصۂ اُردو)

فہرست

نمبر شمار	عنوان	مصنف/ترجمہ کار	صفحہ نمبر
1	سلطان العارفین......حیات اور کارنامے	محمد عبداللہ بٹ	8
2	پہاڑی زبان وغزل اسلوب وفن......ایک جائزہ	شبیر احمد خان شمسؔ	328
3	تاریخ کشمیر......(قسط:8)	مفتی شفیق الرحمٰن	457

☆

پیش لفظ

گذشتہ دو سالوں سے کثیر لسانی سہ ماہی ''وراثت'' کے کامیابی کے ساتھ مسلسل شائع ہونے سے اکیڈیمی کا اشاعتی منصوبہ کافی حدتک مضبوطی اور کامیابی سے ہمکنار ہوا ہے۔ کثیر لسانی ہونے کی وجہ سے یہ رسالہ مختلف زبانیں بولنے اور جاننے والوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ تحقیقی اور ترجمہ کردہ مضامین پر مشتمل ہونے کی وجہ سے یہ رسالہ محقّقین اور ادب کے طالب علموں کے تحقیقی اور درسی کاموں میں بھی معاون ثابت ہو رہا ہے۔

اشاعت کے تیسرے سال کے پہلے شمارے کے اردو حصے میں ملک حیدر چاڈورہ کی تاریخِ کشمیر کے فارسی سے اردو ترجمے کا سلسلہ جاری ہے۔ اس شمارے میں اس سلسلے کی ساتویں کڑی شامل کر کے ہم تاریخِ کشمیر کے ترجمے کی تکمیل کے کافی قریب پہنچ گئے ہیں۔ سلطان العارفینؒ پر تحقیقی مضمون کے سلسلے کے علاوہ اور بھی کئی دلچسپ مضامین اس شمارے کی زینت کو دوبالا کرتے ہیں۔

کشمیری حصے میں جہاں ہماری کوشش گمنام صوفی شاعروں اور دیگر قلمکاروں کی شخصیت اور فن پر مضامین شائع کرنے کی ہوتی ہے تو وہیں دوسری طرف ہم دیگر زبانوں کے گرانقدر فن پاروں کا کشمیری میں ترجمہ کرا کے پڑھنے والوں تک پہنچانے کی

کوشش میں رہتے ہیں۔ یقیناً وراثت کا یہ حصّہ بھی محبّینِ تحقیق وادب کے لئے ایک قیمتی تحفہ ہے۔

اس شمارے کے انگریزی حصے کے بارے میں ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں کہ یہ کشمیر کی ادبی اور ثقافتی میراث کو غیر کشمیریوں تک پہنچانے میں اہم رول ادا کر رہا ہے۔ موجودہ شمارے میں ۔۔۔۔ ہمارے دعویٰ کی تصدیق کرتے ہیں۔

وراثت کا یہ شمارہ قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے جہاں ہمیں خوشی ہورہی ہے تو وہیں اپنے محققّین، ادباء اور ناقدین سے ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس کام کو بہتر انداز میں آگے بڑھانے کے لئے مثبت انداز میں ہمیں اپنی تنقیدی اور حوصلہ افزاء آراء سے ضرور نوازیں گے۔

مفتی شفیق الرحمان خان
انچارج آفیسر ٹرانسلیشن ریسرچ سینٹر کشمیر

☆

محمد عبداللہ بٹ

سلطان العارفین......حیات اور کارنامے

حضرت شیخ حمزہ مخدوم رحمۃ اللہ علیہ

نسب نامہ اور خاندانی پسِ منظر

(قسط:۲)

کوٹہ رانی بہت ہی مدبرّ اور داناں عورت تھی۔ وہ اپنے خاوند رینچن شاہ کو امورِ سلطنت انجام دینے میں مفید مشورے دیا کرتی تھی۔ بلکہ یہ اپنے باپ کی بھی مشیر تھی۔ یہ رینچن شاہ کے نکاح میں صرف ڈھائی سال یا تین سال تک ہی رہی۔ تاریخی حوالہ سے ظاہر ہے کہ رینچن شاہ 727ھ میں ماہِ رمضان میں شبِ جمعہ کو اس دارِ فانی سے رخصت ہوا۔ اور یہ رات لیلۃ القدر تھی۔ رینچن شاہ کا ایک بیٹا حیدر کوٹہ رانی کے بطن سے پیدا ہوا۔ مگر والد کے انتقال کے وقت وہ نابالغ تھا۔ اور رینچن شاہ کے معتمدِ خاص شہمیر کی تولیت میں تھا[1]۔

راجہ سہد یو کا بھائی اُدون دیو بھی اپنے بھائی کی طرح ذوالجو کے حملے کے وقت پکھلی کی طرف بھاگ گیا تھا۔ بعض مؤرخین اس کو ادیان دیو بھی لکھتے ہیں۔

کوٹہ رانی نے اکابرینِ سلطنت کے مشورے سے اس کو بلوایا اور 728ھ

میں اس کو تخت نشین بنا کر اس سے شادی کر لی مگر وہ ایک کمزور حکمران ثابت ہوا۔ کیونکہ یہ مذہب پسند شخص تھا اس کی زیادہ تر دل لگی مذہبی امورات کی طرف تھی۔ ملکی امور عام طور پر کوٹہ رانی ہی چلایا کرتی تھی۔

اُدون دیو (ادیان دیو):۔ کی تخت نشینی کے فوراً بعد ہی کشمیر کو ترکوں کے ایک اور حملے کا سامنا کرنا پڑا۔ ترک ملک کے اندر ہیر پور کے راستہ سے داخل ہو چکے تھے۔ ادیان دیو سراسیمگی کے عالم میں لداخ بھاگ گیا لیکن کوٹہ رانی نے ہمت نہ ہاری اور موقع کی نزاکت کا خیال رکھتے ہوئے اپنے خاص افسروں مثلاً بھائی راون رینہ، شاہمیر اور بھٹ بھکشنا کی مدد سے حملہ آوروں کا مقابلہ کرنے کا تہیّا کر لیا اس نے ان تمام سرداروں کو جنہوں نے بیرونی حملہ سے فائدہ اُٹھا کر ہی اپنے خودمختاری کا اعلان کر دیا تھا، باغیانہ روش کو چھوڑ کر دشمن کے خلاف اس کے جھنڈے کے نیچے متّحد ہونے کے لئے خطوط لکھے۔ اور ان پر ظاہر کیا کہ آپس کی نا اتفّاقی اور خود غرضی کا انجام تباہی و بربادی کے سوا کُچھ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ذوالجو کے حملے کے وقت ہوا تھا۔ بہر حال اس کی اپیل نے سرداروں کو خوابِ غفلت سے بیدار کر دیا اور وہ اس کے گرد جمع ہو گئے انجام یہ ہوا کہ ترکوں سے خون ریز جنگ ہوئی اور انہیں مجبوراً وادی سے جانا پڑا۔ ترکوں کی واپسی پر ادیان دیو سرینگر لوٹا لیکن بزدلانہ طور پر بھاگ جانے کی وجہ سے اس کی کوئی عزّت باقی نہیں رہی تھی۔ لہٰذا وہ عوام کے معاملات سے بے تعلّق ہو کر عزلت نشین ہو گیا۔ امورِ سلطنت کی نگرانی کا کام کوٹہ رانی ہی سرانجام دیتی رہی۔

ادیان دیو کا انتقال 1338ء میں ہوا لیکن کوٹہ رانی نے اپنے آپ کو مضبوط

بنانے کے خیال سے اس کی موت کی خبر کو چار روز تک پوشیدہ رکھا۔کوٹہ رانی کے اب دو بیٹے تھے ایک تو اس کے پہلے خاوند رینچن سے تھا جو شاہمیر کی تولیت میں تھا اور دوسرا ادیان دیو سے تھا۔ جس کا مربی بھٹ بھکشنا تھا۔ اس نے اپنے دونوں بیٹوں کے استحقاق کی بالکل پرواہ نہ کی اور خود مسندِ حکومت پر بیٹھ گئی لیکن عنانِ حکومت سنبھالتے ہی اس کو اپنے بڑے بیٹے کے اتالیق شاہمیر سے خطرہ لاحق ہو گیا[2]۔اور وہ اندر کوٹ منتقل ہوئی اور اپنے مذکورہ بیٹوں کے ساتھ بادشاہت کرتی رہی۔

شاہ میر (شہمیر) سلطان شمس الدین:-چونکہ کوٹہ رانی کو شاہ میر سے خطرہ لاحق تھا اس لئے اُس نے بھٹ بھکشنا (جس کو بعض مؤرخین ایچہ بٹ کا کاپوری بھی لکھتے ہیں) کو وزیر اعظم بنایا اور شاہ میر کو یہ بات گوارہ نہ ہوئی۔شاہ میر نے سرینگر میں بڑی شہرت اور عزّت حاصل کر لی تھی۔اور اکثر امراء اور رؤسا اس کی حمایت کرتے تھے۔شاہ میر پہلے بھٹ بھکشنا کو قتل کرانے میں کامیاب ہوا۔اس کے بعد اس نے کوٹہ رانی سے شادی کرنے اور حکومت میں شراکت داری کی پیش کش کی اور انکار کی صورت میں جنگ کی دھمکی بھی دی۔لیکن کوٹہ رانی نے اس تجویز کو مسترد کر دیا۔

شاہ میر نے سرینگر سے اندر کوٹ پر فوج کشی کی۔کوٹہ رانی کا بھائی راون رینہ خود اپنی قضا سے فوت ہوا تھا۔لوگ چونکہ شاہ میر کے حسنِ سلوک سے راضی تھے اس لئے وہ بغیر کسی تردّد کے اس کے اطاعت گزار اور فرمان بردار ہو گئے کوٹہ رانی (کوتہ رین) اپنے چند مٹھی بھر لوگوں کے ساتھ اندر کوٹ میں رہ رہی تھی۔شاہ میر نے اندر کوٹ فتح کر لیا۔کوٹہ رانی مجبوراً اس کے ساتھ نکاح کرنے پر راضی ہوئی۔مگر اُس کی

غیرت اس نکاح کو برداشت نہ کرسکی اور مشہور ہے کہ علی الصّباح اس نے خود کو خنجر سے مار ڈالا۔ اس واقعہ کے متعلق مؤرخین کی الگ الگ رائیں ہیں طوالت کے باعث انہیں تحریر نہیں کیا جاسکتا۔

شہمیر خدائے توانا کے حکم سے بغیر کسی تشویش کے 743ھ مطابق 1339ء میں تخت پر بیٹھا اور خود کو سلطان شمس الدین کا لقب دے کر اس نے تین سال اور پانچ مہینوں تک حکومت کی۔ سلاطینِ کشمیر کا جنہوں نے کامل آزادی اور کامرانی کے ساتھ دو سو سال سے زائد عرصے تک حکمرانی کی اور سلطنت کا بندوبست کر کے مذہب وملّت کی خدمت بھی انجام دی۔ جدِّ بزرگ یہی بادشاہ تھا۔ سال 747ء میں ساقیٔ اجل نے اُسے حسرت کا جامِ شراب پلایا اور اس کے نفس نفیس نے اِرجعی کی ندا پر دائمی اجل کو لبیّک کہا اور اپنے پیچھے دو بیٹے چھوڑے۔ ایک سلطان جمشید اور دوسرا سلطان علی شیر جو سلطان علاء الدین کے نام سے مشہور ہوا۔[۳]

سلطان جمشید:- باپ کی وفات کے بعد تخت پر بیٹھا اور اس نے ایک سال دو ماہ تک حکمرانی کی۔ اس کے بعد اس کے بھائی علی شیر نے بغاوت کردی اور دونوں بھائیوں کے درمیان جنگ وجدل کا بازار گرم ہوا۔ بالآخر زینہ پورہ گاؤں میں ان کے درمیان جنگ ہوئی اور جمشید کو شکست ہوئی۔ اس نے سلطنت کو خیرآباد کہا اور گاؤں گاؤں پھرتا رہا اور ان ہی ایاّم میں اس کی وفات ہوئی اس نے چودہ مہینوں تک حکومت کی۔ بعض مؤرخیں نے لکھا ہے کہ وہ جنگ میں مارا گیا جب کہ بعض نے اسے غلط قرار دیا ہے۔ اس کے بعد اس کا بھائی علی شیر سلطان علاء الدین تخت پر قابض ہوا۔ علاء الدین پورہ

اسی کا آباد کیا ہوا ہے۔ جواب ملک آنگن کے نام سے مشہور ہے[۴]۔ اس نے اپنے باپ کی طرح اصلاحی کام شروع کئے۔ سال 758ھ مطابق 1354ء میں اس کا انتقال ہوا[۵]۔

سلطان شہاب الدین:- سلطان علاء الدین کا بیٹا[۶] سلطان شہاب الدین والد بزگوار کے بعد امرائے نامدار کے مشورے سے تخت پر بیٹھا۔ تخت پر بیٹھنے سے پہلے اپنے عالی قدر باپ کے عہد میں شکار کرنے کے لئے جنگ کی طرف نکل چکا تھا۔ اس نے ایک کامل مجذوبہ[۷] کے ہاتھ سے دودھ کی دو پیالیاں پی کر بادشاہت کی بشارت پائی تھی۔ شہاب الدین نے جنڈا کو اپنی فوج کا سپہ سالار اور رائے شردل کو اپنا وزیرِ مملکت بنایا اور سلطنتِ کشمیر کو پائیدار بنیادوں پر استوار کیا۔ اس نے فوجی و انتظامی منصوبوں کا بڑے عزم و استقلال کے ساتھ آغاز کیا۔ اس نے سیلابوں کے خطرات کو کم کرنے کے لئے نشیب میں واقع شہر اور گاؤں کی از سرِ نو منصوبہ بندی کی اور دریائے جہلم کی تہہ کو صاف کروایا۔ اس نے زراعت کی ترقی اور کسانوں کی فلاح و بہبود کو ترجیح دی اور زیادہ غلہ اگاؤ مہم کی حوصلہ افزائی کی۔ شہاب الدین نے جو پیدائشی طور پر شہری سکیم ساز تھا کوہِ ہری پربت کے اردگرد ایک بلند و صحت افزاء علاقہ کو دارالحکومت کے لئے منتخب کیا۔ یہاں اس نے شارک پور (نگر نگر) کا شہر آباد کیا۔ اس نے سیلاب و امراض سے محفوظ رہنے کی ضمانت دی۔ اس نے دریائے جہلم و سندھ کے سنگم پر شہاب الدین پورہ کا شہر بسایا۔ ہم ذوقِ لطیف اور غیر معمولی قابلیتِ شہر سازی کا اندازہ جہانگیر کی توجہ سے لگا سکتے ہیں۔ جس نے شہاب الدین پور کو اس کی تعمیر کے دوسو پچاس سال

بعد دیکھا تھا جہانگیر لکھتا ہے شہاب الدین پور کشمیر کے مشہور مقامات میں سے ایک ہے ۔ایک نفیس اور سرسبز قطعۂ زمین جہاں ایک سو خوبصورت چناروں کا جُھرمٹ آپس میں اس طرح مل گیا ہے کہ پوری زمین پر سایہ پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ اس پر قالین بچھانا فضول اور ناقص معلوم ہوتا ہے [8]۔آج یہ شہر شادی پور گاؤں کی صورت میں باقی ہے جو چناروں کے جُھرمٹ میں ایک پُرکشش مقام ہے۔

شہاب الدین بڑا مردم شناس تھا اپنی حکومت میں ان ہی لوگوں کو ملازم رکھتا جو اپنی لیاقت اور دیانتداری کے لئے مشہور ہوتے تھے۔اس کو اپنے وزیر اودے شری اور کوٹہ بھٹ پر بڑا اعتماد تھا اودے شری اس کا وزیرِ اعلیٰ اور وزیرِ مال تھا۔لیکن کچھ ہی عرصہ بعد کوٹہ بھٹ نے دنیا کو تیاگ دیا اور جنگل میں رہنے لگا۔اس کے فوجی سرداروں میں ملک چندر، شورلولک اور اوچل رینا تھے۔ مؤخرالذکر رام چندر کی نسل سے تھا سلطان نے اس کو موضع چاڈورہ بہ طور جاگیر عطا کیا تھا۔[9]

☆

ملک ابدال رینہ:

ابدال رینہ عرف ازلی رینہ، راون رینہ کا فرزندِ ارجمند تھا[10]۔ اس کو سلطان شہاب الدین نے اپنے عہدِ حکومت میں سپہ سالاری کا منصبِ اعلیٰ بخش دیا جب سلطان شہاب الدین نے فیروز شاہ شہریار دہلی کے ساتھ ستہ لا یعنی دریائے ستلج کے قریب جنگ لڑی تو اس وقت یہی ابدال رینہ اس کی فوج کی کمان کر رہا تھا۔ سلطان موصوف نے اس کو اعلیٰ فوجی خدمات کے عوض علاقہ چاڈورہ بطورِ جاگیر بخش دیا۔ جیسا کہ پہلے تذکرہ ہوا۔ جو کہ پشت در پشت اس کی اولاد و احفاد کے پاس رہا۔ سلطان شہاب الدین کو 775ھ میں جب یہ اطلاع ملی کہ کابل اور بدخشان[11] کے شہروں میں چند کوتاہ اندیشوں نے بغاوت کی ہے تو اس نے ابدال رینہ کو ہی ایک زبردست لشکر کے ساتھ ان باغیوں کی سرکوبی کے لئے بھیج دیا لیکن وہاں اس کی موت واقع ہوگئی اس کی نعس کو لغمان کے شہر سے لا کر چاڈورہ اپنی جاگیر میں دفن کیا گیا۔

ملک دولت رینہ:

ملک دولت رینہ ملک ابدال رینہ کا فرزند ارجمند تھا۔ اس کو سلطان شہاب الدین نے اپنے باپ ابدال رینہ کی طرح فوج کے منصفِ اعلیٰ سے سرفراز فرمایا۔ سلطان شہاب الدین کے آخری ایّام اچھے نہیں گزرے۔ اس کا اپنی ملکہ لکشمی کی بہن کی لڑکی لاسہ سے تعلّق پیدا ہوگیا تھا۔ جس کی اس کی ملکہ نے پرورش کی تھی۔ وہ بڑی حسین اور زیرک تھی اس نے اپنی چال سے سلطان اور ملکہ میں علیٰحدگی کرادی۔ اور پھر اس کے دونوں لڑکوں حسن خان اور علی خان کو جلاوطن کرادیا۔ بہرحال اپنی موت سے قبل 1373ء میں اس نے اپنے

لڑکوں کو جو دہلی میں مقیم تھے سرینگر واپس آنے کا حکم دیا لیکن اس حکم کو صرف حسن نے مانا مگر وہ اپنے باپ کی زندگی میں اس سے ملاقات نہ کر سکا۔

شہاب الدین کے انتقال کے بعد اس کا چھوٹا بھائی سلطان قطب الدین 1373ء۔1389ء تخت نشین ہوا۔ وہ ایک قابل حکمران، بلکہ خوش مذاق شاعر اور علم و ادب کا قدردان تھا[۱۲]۔ اس کے دورِ حکومت میں فتنہ و فساد کے دروازے بالکل بند ہو گئے۔ اس محلے کو جو قطب الدین پورہ (موجودہ مہاراج گنج سے محلہ پیر حاجی محمد صرّاف کدل تک کا علاقہ ہے۔ اس نے اس کو اپنا دارالخلافہ قرار دیا۔ اور واقعتاً لوگوں کے سر پر لطف و احسان کا ہاتھ رکھا۔ اس کے سعادتوں سے لبریز زمانے میں اللہ تعالیٰ کی جن خاص نوازشوں اور برکتوں سے کشمیر فیضیاب ہوا، ان میں سے بطورِ خاص جناب تقدس مآب، قطب الاولیاء۔ محبوب ربّانی حضرت سید علی ہمدانی نوّر اللہ مرقدہ کا قدوم پُر برکت قابلِ ذکر ہے، جنہوں نے سال 781ھ کے مہینوں میں جنت نظیرِ کشمیر میں شرف مندی کا نزول فرمایا۔ اس سے قبل سلطان شہاب الدین کے عہدِ حکومت میں اُن ہی کے حکم سے حضرت شیخ سید حسین سمنانیؒ تشریف لا چکے تھے۔

تحقیق کے ساتھ معلوم ہوا ہے کہ حضرت سیّد علی ہمدانیؒ کے ہمراہ خدّام، رفقاء و سادات کی سات سو افراد پر مشتمل جماعت تھی اور آپ نے اس ملک کے خواص و عوام کی بھرپور رہنمائی و تربیت فرمائی۔ آنجناب کا قیام علاء الدین پورہ محلّے کی اس سرائے میں ہوا جو وہاں موجود تھی۔ جہاں پر اب خانقاہِ فیض پناہ ہے۔ وہیں پر دریائے بہت (جو آج کل جہلم کے نام سے جانا جاتا ہے، ماضی میں اس کو ویتھ بولتے تھے) کے

کنارے ایک مربّع صفّہ (چبوترہ) آراستہ کیا جہاں پانچ وقت کی نماز پڑھتے تھے اور سلطان سچی عقیدت و ارادت کے ساتھ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوکر عقیدت و محبت کے آداب بجالاتا تھا اور آنجناب سے پند و نصائح سُن کر ان پر عمل پیرا ہوتا تھا۔ چنانچہ لاعلمی کی وجہ سے اس نے جو دو بہنوں کے ساتھ بیک وقت نکاح کیا ہوا تھا اُسے فسخ کردیا۔ کیونکہ اس وقت تک لوگ شرعی احکامات سے اچھی طرح سے واقف نہیں تھے۔ اور مسلمانوں کی تعداد بھی کم تھی۔ اور خود سلطان بھی غیر شرعی لباس پہنتا تھا جسے سلطان نے حضرت سیدؒ کے فرمان کے مطابق ترک کردیا اور جان و دل سے آنجناب کے فرمودات کی تعمیل کی۔

جناب حضرت سیادت دستگاہ قطب اولیاؒ نے بادشاہ قطب الدین کو کمالِ لطف وکرم سے کلاہِ مبارک عطا فرمائی تھی۔ سلطان نے اسے قبول کر کے آداب بجالا کر اپنے تاج میں تعظیم و تکریم کے ساتھ رکھا۔ اور یہ روایت و برکت سلطان فتح شاہ کی سلطنت کے اواخر تک خاندانِ شاہمیر میں باقی تھی۔ اور سلطان فتح کی وصیّت کے مطابق اس کو اس کے کفن میں رکھ کر سپردِ خاک کردیا گیا۔ بزرگوار مولانا محمد آئیؒ نے جو سلطان فتح شاہ کے عہد کے علاّمہ اور عارف تھے، فرمایا کہ سلطان فتح برکت و حکومت کو اپنے ساتھ زمین کے نیچے لے کے چلا گیا۔[۱۳]

سید علی ہمدانیؒ کشمیر پہلی بار 1372ء میں وارد ہوئے چار ماہ قیام کے بعد حجِ بیت اللہ کے لئے ملّہ معظّمہ تشریف لے گئے۔ اور پھر وہاں سے ہمدان واپس آئے۔ دوسری مرتبہ وہ 1379ء میں قطب الدین کے دورِ حکومت میں تشریف لائے اس

مرتبہ اُنہوں نے وادی میں ڈھائی سال تک قیام کیا اور پھر لداخ سے ہوتے ہوئے ترکستان چلے گئے وہ تیسری اور آخری مرتبہ 1383ء میں تشریف لائے اور تقریباً ایک سال یہاں قیام کر کے ترکستان چلے گئے۔[۱۴]

سلطان قطب الدین نے سولہ سال تک بادشاہت کی اور 796ھ مطابق 1389ء میں اس دُنیا سے رحلت کی۔ قطب الدین کو بڑھاپے میں اللہ نے ایک بیٹا عطا کیا۔ جس کا نام سکندر رکھا گیا۔ اس کی ولادت کے موقع پر جشن منایا گیا۔ درباریوں کو تحفے اور جاگیریں عطا ہوئیں اور قیدی رہا کئے گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کی ملکہ کو ایک اور بیٹا پیدا ہوا جس کا نام ہیبت رکھا گیا۔

سلطان سکندر:- 1389ء میں قطب الدین کے انتقال پر اس کا بڑا بیٹا سکندر تخت نشین ہوا۔ لیکن چونکہ وہ نابالغ تھا۔ اس لئے اس کی ماں ملکہ سورا اس کی قائمقام بن کر کام کرتی رہی۔ وہ لائق اور مضبوط کردار کی خاتون تھی۔ اس نے سختی کے ساتھ حکومت کی اور سکندر کے خلاف سازش کرنے پر اس نے اپنی بیٹی اور داماد کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔[۱۵]

سلطان سکندر نے اپنے والد سلطان قطب الدین کی سلطنت کی ہی حفاظت کی اور زیادہ فوج کشی نہ کی۔ سلطان سکندر راسخ العقیدہ مسلمان تھا۔ وہ غیر شرعی رسوم و رواج کا مخالف تھا۔ اس نے جامع مسجد سرینگر کی تعمیر کی اور اس کے بنانے میں بہت اہتمام اور توجّہ سے کام لیا۔ اس مسجد کا معمار صدر الدین خراسانی تھا۔ اس میں 372 لکڑی کے کھمبے ہیں۔ ہر کھمبے کی لمبائی چالیس گز اور قطر چھ گز ہے۔ اس میں

چار محراب ہیں۔ ہر محراب میں بتیس لکڑی کے کھمبے ہیں۔ سکندر نے قصبہ بجبہاڑہ میں بھی ایک مسجد تعمیر کروائی اور سرینگر میں ایک عیدگاہ کا سنگِ بنیاد رکھا۔ جس کو اس کے بیٹے علی شاہ نے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ مسجدوں کے علاوہ اس نے وچی اور ترال گاؤں اور قصبہ سوپور میں خانقاہیں تعمیر کروائیں۔ سید علی ہمدانیؒ نے جہاں علاؤالدین پورہ میں نماز کے لئے چبوترہ بنایا تھا۔ وہاں سلطان سکندر نے ایک خانقاہ تعمیر کرائی جو خانقاہِ معلیٰ کے نام سے مشہور ہے۔ [۱۶]

سلطان سکندر کی وفات کے بعد اس کا فرزند ارجمند سلطان علی شاہ تخت نشین ہوا اس نے چھ سال اور نو مہینوں تک حکومت کی۔ اپنی حکومت کے آخری ایاّم میں اس نے بادشاہت چھوڑ کر حج ادا کرنے کا ارادہ کیا اور سال 827ء میں اپنے بھائی زین العابدین کو تخت و تاج حوالے کر کے بیت اللہ شریف کے لئے روانہ ہوا۔

سلطان زین العابدین:- یہ سلطان سکندر کا دوسرا فرزند تھا۔ مولانا نادری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ سلطان علی شاہ جب جموں پہنچا تو وہاں کے راجہ نے، جس کی بیٹی علی شاہ کی بیوی تھی، سلطنت ترک کر دینے پر اس کو ملامت کی اور اسے حج پر جانے سے روک لیا اور لشکر کشی پر آمادہ کیا۔ چنانچہ اس فسادی کے فریب میں آ کر سلطان علی شاہ نے پکھلی سے بُرے ارادے کے ساتھ کشمیر کا رُخ کیا۔ اس وحشت خیز خبر کو سُن کر سلطان زین العابدین پورے لشکر کے ساتھ بارہمولہ کی راہ سے پکھلی کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور راستے میں فریقین میں مقابلہ ہوا۔ جنگ اور کشت و خون کے بعد سلطان زین العابدین کو فتح و نصرت حاصل ہوئی اور سلطان علی شاہ کو پکھلی میں قید کر دیا گیا۔ جہاں

اس کی وفات ہوگئی۔

سلطان زین العابدین قابلِ ستائش صفات سے آراستہ تھا وہ بڑی رعایا پروری کرتا تھا۔ لباس بدل کر راتوں کو نکلتا تھا کہ خود اپنے حکام کے بارے میں اچھی بُری باتیں سُنے۔ اس نے زین نام پر کئی جگہیں آباد کیں۔ زینہ کوٹ، زینہ پور، زینہ ڈب، زینہ گیر، زینہ کدل، زینہ لنک اور زینہ باز ار اسی کی آباد کی ہوئی جگہیں ہیں۔[17]

''سلطان زین العابدین کا عہد مذہبی رواداری کے لئے زیادہ مشہور ہے۔ وہ تمام مذاہب کے لوگوں کے ساتھ یکساں سلوک کرتا تھا۔ اور انصاف وعدل کرنے میں کوئی امتیاز یا بھید بھاؤ نہیں کرتا تھا۔ اس نے اُن تمام برہمنوں کو کشمیر واپس آنے کا حکم دیا جو کشمیر کو چھوڑ کر دوسرے علاقوں میں جا بسے تھے۔ اُس نے ہر کسی کو اپنے پسند کا مذہب اختیار کرنے کی آزادی دی۔ تاریخی ماخذوں میں یہ بات بہت ہی کم نظر آتی ہے۔ ہندو اور ہندو مت کی سرپرستی کرنے کے ساتھ ساتھ زین العابدین کے دورِ حکومت میں اسلامی تمدّن کی رونق میں کافی اضافہ ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا دورہ کشمیر میں مسلم مفکّروں، صوفیوں، عالموں، شاعروں، ادیبوں، ماہروں اور کاری گروں کی تشریف آوری کا دور ہے۔ سارے کشمیر میں مدرسوں خانقاہوں کی وسیع تعمیر زین العابدین کی زبردست خواہش تھی[18] سلطان زین العابدین نے پورے پچاس سال کشمیر پر حکومت کی۔

ملک اوتر رینہ پسرِ دولت رینہ: — ملک اوتر رینہ دولت رینہ کا نیک بخت بیٹا تھا۔ اس کو اپنے والد نے اپنی زندگی میں پوری فوجی تربیت سے آراستہ کر دیا تھا۔ چنانچہ اس

کے والد کے انتقال کے بعد ہی سلطان زین العابدین ''بڈ شاہ'' نے اس کو اس کے والد کے منصبِ سپہ سالاری سے نوازا۔اس نے سپہ سالاری کی زندگی میں بہت سے کارنامے انجام دیئے۔ ایک مرتبہ سلطان زین العابدین کو ممالکِ تبّت و کاشغر فتح کرنے کا خیال آیا جن کو سلطان علی شاہ کے زمانے میں والیٔ کاشغر نے اپنے قبضے میں لیا تھا۔اس سلسلے میں سلطان زین العابدین نے بیس ہزار سوار اور ایک لاکھ فوج تیار کی [19]۔ اس ساری فوج کو پورے ساز و سامان سے لیس کر کے ملک اتر رینہ کی کمان میں روانہ کر دیا۔ادھر کاشغر سے وہاں کا حکمران اپنا لاؤلشکر لے کر لڑائی کے لئے موضع شی زن مضافاتِ تبّت میں آیا۔فریقین میں گھمسان کا رن پڑا۔جس میں بڑے بڑے سردار اور سورما کام آئے۔لیکن خوش قسمتی سے سلطان زین العابدین کو ملک اوتر رینہ کی سرکردگی میں فتح نصیب ہوئی۔سلطان نے ملک اوتر رینہ کے جنگی کارناموں سے خوش ہو کر اس کی بہت عزّت افزائی کی یہاں تک کہ اس کی جاگیروں کو دوگنا کر دیا۔[20]

صوفی محی الدین لکھتے ہیں کہ ''فوج ایک لاکھ پیدل اور تیس ہزار سواروں پر مشتمل تھی، کہتے ہیں کہ بھائی کے ساتھ جنگ لڑتے لڑتے تبت بڈ شاہ کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔اس کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے اس نے سردارانِ لشکر ہلمت رینہ، احمد رینہ اور ان کے والد اوتر رینہ وغیرہ کو جمع کر کے ان کے مشورے سے نہ صرف کشمیر کو دشمن کے حملوں سے بچانے بلکہ مقبوضہ تبت کو واپس حاصل کرنے کی تیاریاں کیں (تاریخ بڈ شاہ، فوق، ص: 91) بحوالۂ تذکرہ اسلاف۔

ہلمت رینہ:- یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ سلطان زین العابدین (بڈ شاہ) کشمیر

کی تاریخ کا ایک عظیم بادشاہ تھا۔ اور اس نے پچاس سال کے طویل عرصے تک کشمیر پر حکومت کی۔ اور اس کی فوج میں ایک ہی خاندان کے تین افراد ایک باپ یعنی ملک اوتر رینہ اور دو بیٹوں یعنی ہلمت رینہ اور احمد رینہ کا اہم کردار رہا ہے۔

ملک ہلمت رینہ ملک اوتر رینہ کا بڑا ہونہار بیٹا تھا۔ اس کو سلطان زین العابدین نے اس کے باپ اوتر رینہ کی زندگی میں ہی اپنی فوج کا سپہ سالار بنا دیا تھا۔ اس نے اپنے باپ کی معیّت میں بہت سی جنگوں میں شمولیت کی۔ اس کا چھوٹا بھائی ملک احمد رینہ بھی پوری طرح فوجی صلاحیتوں سے آراستہ تھا۔ اس کو بھی اپنی قابلیت اور صلاحیت کی بناء پر سلطان زین العابدین نے سپہ سالاری کے منصب پر فائز کیا تھا۔ ''محمّد الدین فوق نے لکھا ہے کہ ہلمت رینہ سلطان کا سپہ سالار تھا اور احمد رینہ امیر الجیش تھا'' [۲۱] دونوں بھائی سلطان کے وفادار اور خیر خواہ تھے۔ اس سلطان کے عہد میں ملک ہلمت رینہ اپنی شجاعت بہادری اور دانشمندی سے سرکش باغیوں کی شورشیں اور فسادات دبانے میں بہت ہی مشہور و معروف رہا ہے بڑے بڑے ملکی کارنامے اور حکومتی امورات انجام دینے کی وجہ سے سلطان اس سے ہمیشہ خوش تھا۔ اس کے تین فرزندانِ ارجمند تھے۔ جو ملک جہانگیر رینہ، ملک کزر رینہ اور ملک زوگی رینہ سے موسوم ہیں [۲۲]۔

ملک جہانگیر رینہ:- ملک جہانگیر رینہ ہلمت رینہ کا نیک بخت بیٹا تھا۔ جب سلطان حسن شاہ 880ھ مطابق 1475ء کو حکومتِ کشمیر کے تخت پر بیٹھا تو اس نے ملک جہانگیر رینہ کو اپنی فوج کا سپہ سالار اور ملک کا رئیس بنا دیا۔ حکومتی معاملات میں اس کو پورا اختیار اور اقتدارِ کلّی بخش بنا دیا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے دور میں سیاہ و سفید کا مالک

تھا۔ ملکی اموراور اقتدار کوخوش اسلوبی سے انجام دینے کی وجہ سے عوام اس سے بہت خوش تھی۔ کارہائے نمایاں انجام دینے کے صلے میں اس کو حکومت کی طرف سے علاقہ زینہ گیر میں موضع تجر بطور جاگیر ملا۔ یہ زمانہ پُر آشوب تھا عام طور پر سرکش لوگ بغاوتیں کرتے تھے جن کو دبانے میں ملک موصوف کا کردار قابلِ تعریف رہا ہے۔ یہ ایک سرکردہ فوجی ہونے کے باوجود اپنے وقت میں عالم، زاہد، پرہیزگار، گوشہ نشین اور سخت ریاضت کش گذرا ہے۔ اس کو حضرت شیخ بابا اسماعیل زاہد کبرویؒ جو کہ اپنے زمانے میں منصب شیخ الاسلام پر فائز اور تقویٰ شعاری و پرہیزگاری میں کامل بزرگ تھے، سے بڑی عقیدت تھی یہاں تک کہ وہ اُنکے حلقۂ ادارت سے منسلک تھا۔ مریدِ صادق ہونے اپنی والہانہ عقیدت کی بنا پر حضرت شیخِ موصوف رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا موروثی باغ، باغِ دولت رینہ بطورِ نذرانہ پیش کیا۔ یہ باغ زیادہ تر انگوروں کے درختوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس کی آمدنی کو حضرت شیخ موصوف اپنی خانقاہ کے لنگر پر خرچ کیا کرتے تھے۔ محبوب العالم حضرت مخدوم شیخ حمزہ قدّس سرّہ کو ایک وقت اس باغ کی حفاظت اور خانقاہِ عالیہ کی خدمت کے لئے آپ نے مامور کیا تھا۔ آخر میں اس باغ کو عام مسلمانوں کے لئے بطورِ قبرستان وقف کر دیا گیا۔ اس سے پہلے سرینگر شہر کے اہلِ اسلام کا عام مقبرہ کوہِ سلیمان کے دامن میں واقع تھا جہاں مردوں کو جاڑے کی شدّت میں دفنانے کے لئے سخت مشکلات اور تکالیف سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔ اس میں ایک مسجد بھی بنائی گئی تھی جو کہ ہارہ مسجد کے نام سے موسوم تھی۔ اب اس مسجد کے صرف کھنڈرات موجود ہیں۔ [۲۳]

ملک جہانگیر رینہ کی وفات اور مدفن کے بارے میں کوئی صاف حوالہ موجود

نہیں ہے۔ پیرزادہ حسن شاہ تاریخِ حسن جلد دوم میں صفحہ 210 پر لکھتے ہیں کہ جب سلطان حسن شاہ نے سید حسن بیہقی پسر سید ناصر بیہقی کو اپنی حکومت میں اقتدار بخش دیا تو سید موصوف نے بادشاہ کے مزاج کو اُمرائے حکومت کے خلاف اُکسایا اور اس طرح ملک کے بے شمار بلند مرتبت اُمراء کو قتل کر دیا گیا۔ مصنّفِ تحفۂ محبوبی لکھتے ہیں کہ بیہقی سادات کے فسادات میں جب کہ 889ھ میں ان کے اعیان و اکابر کا ایک گروہِ عظیم قتل ہوا جہانگیر رینہ کی جان بھی سلامت نہ رہی [۲۴]۔

زیتی رینہ رحمۃ اللہ علیہ:- 1484ء مطابق 889ھ میں جب کہ زیتی رینہ کے باپ جہانگیر رینہ کے بے دردی سے قتل کئے جانے کی خبر مشہور ہوئی تو رینہ خاندان پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ اور اس کی جمعیّت، معیشت، اعتبار اور اقتدار کا شیرازہ درہم و برہم ہو گیا۔ ہر طرف لوٹ مار اور خونریزی کا بازار گرم تھا [۲۵]۔ زیتی رینہ اور اس کا بھائی غیاث رینہ کم سن تھے۔ ان کی سرپرستی کرنے والا شہر میں کوئی نہ تھا۔ روزمرّہ کے دارو گیر کی وجہ سے ان کی زندگی اجیرن بن گئی۔ شہر میں ان کا گزارہ کرنا بہت مشکل ہو گیا۔ ناچار شہر چھوڑ کر اپنے والدِ بزرگوار کی جاگیر تجر شریف علاقہ زینہ گیر کشمیر میں جا کر سکونت پذیر ہو گئے۔

تجر شریف کی موروثی جاگیر میں ملک زیتی رینہ نے ہوش سنبھال کر بہت صبر و تحمّل اور استقلال و حکمتِ عملی سے کام لے کر اپنی خوشحالی کا سامان پیدا کیا۔ اپنے والدِ بزرگوار کی طرح آپ میں بھی رشد و سعادت کے خداداد آثار پائے جاتے تھے۔ اِن خداداد آثار کے طفیل سنِ بلوغت کو پہنچتے ہی آپ نے شیخ الاسلام حضرت شیخ اسماعیل

زاہد کبرویؒ کی درگاہِ عالیہ سرینگر میں حاضر ہوکر اپنی والہانہ عقیدت وادارت کا اظہار کیا۔ مُرشدِ کامل سے فیضِ روحانی حاصل کرنے کے لئے آپ کا شہر میں آنا جانا ہمیشہ کے لئے معمول رہا۔

زیتی رینہ کے وقت سے رینہ خاندان کی اس شاخ نے سرکاری علمداری سے بالکل قطع تعلّق کیا۔

تجر شریف میں آپ کا دولت خانہ وہاں موجود مسجد جامع کے بالکل ساتھ تھا۔ آپ کے والدِ بزرگوار کے گزر جانے کے بعد آپ بے بسی اور بے کسی کی حالت میں یہاں آئے۔ لیکن عنایتِ خداوندی سے ترقی کرتے کرتے آپ ایک بڑے مالدار آدمی بن گئے۔ آپ کے مال مویشی کا ریوڑ اتنا بڑا تھا کہ موضع لٹھی شاٹھ اور تجر شریف کے درمیان کا علاقہ ہاڑ کے مہینے کے آغاز میں سارے کا سارا اس سے بھر جاتا تھا۔ اس جگہ کا نام پہلہ ہاڑ اسی وجہ سے پڑا۔ کیونکہ آپ کا ریوڑ اسی جگہ جمع ہوکر رہتا تھا۔ آپ بڑے سخی آدمی تھے۔ آپ کے دولت خانے پر لنگر چالو رہتا تھا۔ جو کوئی بھی آپ کے یہاں آتا تھا اس کو کھانا کھلائے بغیر نہیں چھوڑا جاتا تھا۔ آپ تجر شریف میں ہی مشرق کی طرف پہاڑی کے نزدیک دفن ہیں۔ آپ کے جانشین آپ کے فرزند ارجمند حضرت شیخ بابا عثمان رینہ رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ [۲۶]

شیخ بابا عثمان رینہ رحمۃ اللہ علیہ: — حضرت شیخ بابا داؤد خاکی رحمۃ اللہ علیہ دستور السالکین میں لکھتے ہیں:

”والدِ عثمان رینہ وجدّش زیوؔ رینہ کہ سرانِ قبیلۂ خود کہ آنرا لون میگویند

بودند دگر نسبتِ خویشیٔ ایشان بامراء این کشور کہ معروف بچکا نند نیز می پیوند دو مردمِ متموّل ومتدیّن وخواننده بودند ومن فقیر پدرِ ایشان عثمان رینہ را دریافت کرده بودم کہ مردی خوش فہم وعالم بمسایل فقہیہ شرعیہ وابیات بمحل خواننده وخوش صحبت بود و نیز چند صوفی دیدم در ہمان دِہ پرہیزگار وبادب آراستہ پرسیدم کہ این اثرِ صحبت کیست در شما؟ گفتند کہ ما تربیت کردۂ عثمان رینہ ایم و یکی از علامتِ دینداری واخلاصِ پدرِ ایشان این بوده کہ شنیدم ہر سال باسمِ زکوۃ عشرِ حبوب و حواشی وسایرِ اموالِ خود بی ملاحظۂ نصابِ وی وبی ملاحظۂ مقدارِ وجوب کہ در بعضی کم از عُشر بوده ادا میکردند واکثرِ آن بخانقاہِ مولانا شیخ اسمٰعیل شامی مرحوم کہ در شہرِ شیخِ سنیّانِ آنوقت بود میرسانید وباواخلاص میکردند“[27]

حضرت مخدومؒ کے والد بزگوار کا نام عثمان رینہ اور دادا کا نام زیدؔ رینہ تھا۔ جو اپنے قبیلہ، قبیلہ لون کے سرداروں اور بزرگوں میں شمار ہوتے تھے۔ ان کا خاندانی تعلق کشمیر کے شاہی خاندان چکوں سے ہے۔ آپ کے خاندان کے بزرگ امیر بھی تھے اور صاحبِ دیانت بھی اور گھر میں علم وادب کا خوب چرچا تھا۔

میں (خاکیؒ) نے حضرت مخدومؒ کے والد بزرگوار کو دیکھا ہے نہایت ہی با سیلقہ، خوش فہم، خندہ جبیں، مجلس آراء اور مسائل فقہیہ سے بخوبی واقف تھے۔ کثرت سے برمحل اشعار پڑھتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ ان کے گاؤں میں چند ایک ایسے صوفی ہیں جو پرہیزگار اور آدابِ دین سے پوری طرح آراستہ تھے۔ میں نے ان بزرگوں سے پوچھا ”یہ کس کی صحبت کا فیضان ہے؟“۔ جواب دیا کہ ”عثمان رینہ (والدِ حضرت

مخدومؒ) کی تربیت کا نتیجہ ہے۔

حضرت مخدوم علیہ الرّحمۃ کے خاندانی بزرگوں کی دین پروری و پرہیز گاری کا حال اس سے بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ وہ ہمیشہ اور باضابطہ فصل، مویشی اور مال و دولت کی زکوٰۃ اور عشر ادا کرتے تھے اور اس میں سے اکثر حصّہ حضرت مولانا شیخ اسمٰعیل کبروی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں بھی بھیجا کرتے تھے۔ حضرت شیخ اسمٰعیلؒ ان دنوں سرینگر میں رہتے تھے۔ اور اس وقت شہر میں وہ اہل السنّۃ کے شیخ تھے۔

حضرت بابا عثمان رینہؒ کے عقدِ نکاح میں دولت ملک ساکن موضع کاژہ ہامہ متصل ہرے تحصیل ہندوارہ کی عفت خُو بہن حضرت بی بی مریم تھیں۔ جو بہت ہی پاکباز، متقّی، زاہد اور صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ ابتدا ہی سے دیہات کی باقی لڑکیوں سے عقل وفہم اور شرم وحیاء میں ممتاز اور اپنی نظیر آپ تھیں۔ حضرت بابا عثمان رینہؒ نے صرف ایک نکاح کیا۔ حضرت بی بی موصوفہ کے بطن سے آپ کے صرف دو ہی فرزندانِ ارجمند مخدومنا حضرت بابا محمد علی رینہؒ اور مخدوم العرفاء سلطان العارفین محبوب العالم حضرت شیخ حمزہ رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ ان کے علاوہ اور کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی۔

معلوم ہوا ہے کہ بابا عثمان رینہؒ نے یکم رمضان المبارک کو اس دنیائے فانی سے دارالبقاء کے لئے رخصتِ سفر باندھا۔ آپ کا مدفن تجر شریف میں ہی ہے۔ اسی مزارِ مقدّس میں آپ کی پرہیز گار و دیندار اہلیہ حضرت بی بی مریم بھی دفن ہیں۔ اس مزارِ مقدّس کے ساتھ ایک بڑی خانقاہ ہے جس کو بونہ آستان تجر شریف کہتے ہیں۔ [۲۸]

☆☆☆

حاشیہ:

۱: تذکرۂ اسلاف یعنی حضرت سلطان العارفین۔

۲۔Kashmir under sultans از مُحبّ الحسن ۔اردو ترجمہ ''سلاطین کے عہد میں'' مترجم، میجر علی حماد عباسی۔

۳: واقعاتِ کشمیر محمد اعظم دیدمری۔

۴: ایضاً

۵: کشمیر سلاطین کے عہد میں ۔

۶: بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ شہاب الدین سلطان علاؤالدین کا چھوٹا بھائی تھا لیکن اکثر مؤرخین نے بیٹا ہی لکھا ہے۔

۷: مؤرخ حسن کھوئہامی نے لکھا ہے کہ پانی پلانے والی للہ عارفہ تھی جب کہ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ وہ کچھ جوگنیاں تھیں۔ جوان کی بڑی جوگن تھی اس نے شہاب الدین اوراس کے دوساتھیوں کوشربت پینے کے لئے دیا تھا۔اورانکے ساتھ جوسائیں تھا اس کے لئے پانی نہیں بچا۔وہ شکار کے بعد واپس آتے ہی انتقال کر گیا۔توزک ج ص94 (بحوالہ کشمیر اسلامی عہد میں)

۸: محبّ الحسن نے لکھا ہے شہاب الدین پور جواب شیام پور کہلاتا ہے اور سرینگر کا حصہ ہے۔

۹:Kashmir under sultans از محبّ الحسن ترجمہ کشمیر سلاطین کے عہد میں۔ص:72۔

۱۰: اس کا نام اوڑلی رینہ تھا۔(قلمی بہارستان شاہ ص:19)

ازلی رینہ سلطان شہاب الدین کا سپہ سالار تھا (قلمی تاریخ کشمیر حسن بیگ۔ص:73)

اس کا نام اُچل چند ہے۔ (قلمی تاریخ ملک حیدر چاڈورہ۔ص:41)

اُس کا نام اُچل رینہ تھا(قلمی تاریخ کشمیر پنڈت نارائن کول عاجز۔ص:63)

اس کا نام اُچل چاڈوری ہے۔(تاریخ نوادر الاخیار۔ص:3)

سلطان شہاب الدین کی فوجیں سید حسن شاہ بہادر، اُچل یا ابدال رینہ اور ڈامر جنرلوں کے زیر کمان تھیں۔(میڈیول کشمیر)

مصنّف میڈیول کشمیر یہ بھی لکھتا ہے کہ 'اچلا دیوا سکندر کا چیف کمانڈر تھا۔ اُچلا دینِ اسلام میں داخل ہوا اور ابدال رینہ کے نام سے مشہور رہا' اس مصنّف کی بات میں ایک اور تضاد ہے۔

(بحوالہ تذکرۂ اسلاف یعنی سلطان العارفین۔ص:71)

۱۱: کشمیر کی تاریخوں میں لکھا ہے کہ شہاب الدین نے بارہمولہ کے راستہ سے فوج کشی کی اور پکھلی اور سوات پر قبضہ کرلیا۔ پھر اس نے ملتان، لغمان، کابل، غزنی، قندھار پر حملہ کیا اور ان پر ایک ایک کر کے قبضہ کیا(کشمیر سلاطین کے عہد میں۔ص:68)

☆

۱۱: کشمیر کی تاریخوں میں لکھا ہے کہ شہاب الدین نے بارہمولہ کے راستہ سے فوج کشی کی اور پکھلی اور سوات پر قبضہ کرلیا۔ پھر اس نے ملتان، لغمان، کابل، غزنی، قندھار پر حملہ کیا اور ان پر ایک ایک کر کے قبضہ کیا(کشمیر سلاطین کے عہد میں۔ص:68)

۱۲: ایضاً

۱۳: واقعات کشمیر از محمد اعظم دیدمری ترجمہ ڈاکٹر شمس الدین احمد۔

۱۴: Kashmir under sultans ترجمہ کشمیر سلاطین کے عہد میں۔ص:7-8۔

۱۵: Kashmir under sultans ترجمہ کشمیر سلاطین کے عہد میں۔ص:80۔

۱۶: Kashmir under sultans

۱۷: واقعات کشمیر۔

۱۸: Islam in Kashmir by prof . Mohd. Ashraf wani کشمیری ترجمہ

عبدالوحید بٹ۔ ص: 111

۱۹: سید علی کی قلمی تاریخ بھی اس کی تصدیق کرتی ہے۔

۲۰: تذکرۂ اسلاف یعنی سلطان العارفین۔ ص: 75

۲۱: تاریخ بڈشاہی ص: 370 اور 376 بحوالۂ واقعاتِ کشمیر ترجمہ ڈاکٹر شمس الدین احمد حاشیہ نمبر 439۔

۲۲: تذکرۂ اسلاف از عبدالمجید سائر رینہ مخدومی۔ ص: 76

۲۳: تذکرۂ اسلاف۔ ص: 83-84

۲۴: تحفۂ محبوبی از خواجہ محی الدین صاحب۔ ص: 34۔

۲۵: تحفۂ محبوبی از خواجہ محی الدین صاحب۔ ص: 34۔

۲۶: تذکرہ اسلاف۔ ص: 86-87

۲۶: مطبوعہ دستور السالکین ۔ص: 44

۲۷: تذکرۂ اسلاف۔ ص: 93-94

شبیر احمد خان شمسؔ

پہاڑی زبان وغزل

اسلوب وفن......ایک جائزہ

پہاڑی زبان دنیا کی قدیم ترین زبانوں میں سے ایک زبان ہے۔ دنیا دراصل ایسی جگہ کا ہی نام ہے جس میں ہر چیز میں تبدیلی رونما ہوتی رہتی ہے۔ دنیا کے کئی رنگ ہیں جو مختلف ادوار کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ دنیا میں ہر چیز عروج سے زوال اور زوال سے عروج کی طرف آتی جاتی ہے۔ ہر عروج کے بعد زوال لازمی ہے اور ہر زوال کے بعد پھر سے ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔ سردیوں کے بعد بارش اور پھر بہار جو تمام نباتات کو زمین سے اُگا کر ہر طرف سبزہ پھیلا دیتی ہے۔ اسی طرح زمانے کے بدلے ہوئے حالات کبھی ایک زبان پر بھی آتے ہیں تو کیفیت یہ ہوتی ہے کہ وہ بولی سے زبان کا رُخ اختیار کر لیتی ہے اور پھر قلیل عرصہ میں ہر جگہ اپنا سکہ بٹھا دیتی ہے۔

پہاڑی زبان بھی کئی انقلابات سے گزری اور آج پوری آب وتاب سے ارتقاء کی منزلیں طے کرتے ہوئے کامیابی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ پہاڑی زبان میں اب تک ادب کی تمام مشہور اصناف کم وبیش اپنا وجود بنا چکی ہیں۔ لیکن ہم بات کریں گے آج پہاڑی غزل کی۔ پہاڑی غزل جو پہاڑی زبان کی ایک قابلِ قدر صنف ہے اور یہ پہاڑی قوم کی ایک الگ پہچان قائم کرتی ہے۔ یہی غزل پہاڑی ثقافت کی غمّاز

بھی بنتی جارہی ہے۔ پہاڑی غزل نے قدیم روایت کوساتھ لے کر جدید دور میں بڑی جلدی اور انوکھے انداز میں داخلہ لیا ہے۔ پہاڑی زبان جو گندھارا تہذیب کی علامت، بُدھ دھرم کی پہچان اور پھر شومت کی جان کے علاوہ اسلامی تعلیمات اور تبلیغ کرنے کے لئے موزوں رہی اور اسے پہاڑی علاقوں کے باہر بھی پذیرائی مِلی۔ اِتنی قدیم اور جامع زبان کا ذخیرۂ الفاظ کس قدر ہونا چاہیے۔ اگر چہ یہ علوم اپنے مخصوص وقت کے ساتھ ہی کیوں نہ تعلّق رکھتے ہوں۔ پر ہمارے پاس اُن قدیم علوم میں سے کُچھ بھی محفوظ نہیں، جو اس دور میں مرتب ہوئے وہ زمانے کے اُلٹ پھر سے برباد ہو گئے۔

جس زبان کی جڑیں گندھارا تہذیب اور بُدھ مت سے جُڑی ہوئی ہوں، تو کون یقین کرے گا کہ اس میں شاعری جیسی کوئی چیز موجود نہ ہو۔ یونانیوں نے عربی علوم سے فیض حاصل کیا۔ عربوں نے پھر یہ علوم ڈھونڈ نکالے، پر یہ سب کچھ تب ہی ممکن ہوا کہ ان کے رسم الخط محفوظ تھے، مگر پہاڑی زبان کا یہ نصیب کہاں تھا کہ اس کا رسم الخط مع علوم کے محفوظ رکھا جاسکتا۔ کے، ڈی، مینی اپنے ایک مقالے ''پہاڑی غزل ......اک مطالعہ'' میں لکھتے ہیں کہ:

''جموں وکشمیر پہاڑی زبان کی بنیادیں بڑی گہری ہیں۔ کہا جاتا ہے یہ زبان دو ہزار سال پہلے جموں وکشمیر میں بُدھی عالموں نے رائج کی تھی۔ اس کی ضرورت اس وجہ سے پیش آئی کہ اس دور میں ریاست میں سنسکرت زبان رائج تھی اور جب بُدھ مذہب پھیلا تو انھیں اس مذہب کا پیغام عام آدمی تک پہچانا تھا جس کیلئے کسی ایسی زبان

کی ضرورت تھی جو عام لوگوں کے نہایت ہی قریب ہو۔ سنسکرت کو عام آدمی نہیں سمجھ سکتا تھا۔ اس لئے انھیں عالموں نے شاردا یونیورسٹی میں باہم مشورہ کے بعد ایسی زبان دریافت کی جس کا اسکرپٹ شاردا کہلانے لگا اور جس میں مقامی زبانوں کے سارے الفاظ کو شامل کیا گیا۔ یہ زبان بہت ہی سادہ اور سمجھ میں آنے والی تھی، اس طرح یہ بُدھی پیغام اس پہاڑی خطے سے جموں وکشمیر میں پھیلا''۔

اس اقتباس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اس وقت پہاڑی زبان کو شاردا اسکرپٹ دی گئی، مگر اس اسکرپٹ کو آج نہ کوئی پڑھنے والا ہے اور نہ ہی لکھنے والا۔ اس میں سے کچھ حصّہ اب موجود ہے۔ لیکن ہم اس سے لاعلم اور لاتعلّق ہیں۔ ایک فطری بات ہے کہ بُدھ مذہب کی اتنی بڑی یونیورسٹی تھی اور پیغام کے لئے چُنی گئی زبان میں تحقیق کا کام نہ ہوا ہو اور مواد اِکٹھا نہ ہوا ہو یہ ناممکن ہے۔ لیکن اس بات کا آج تک ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ البتہ ساتویں صدی عیسوی میں چینی سیّاح ہیونگ سانگ جس وقت کشمیر آیا اور دو سال یہاں قیام کر کے بُدھ مذہب کا علم حاصل کرتا رہا۔ اس نے شاردا یونیورسٹی کے متعلق لکھا ہے کہ یہاں مقامی زبان میں تعلیم دی جا رہی ہے۔ کُچھ لوگوں نے پہاڑی زبان کو لاوارث دیکھ کر مقامی زبان کو کشمیری کہا۔ مگر تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ وہ مقامی زبان پہاڑی تھی جو کئی طوفان جھیلنے کے بعد اب نئے سے اپنی جڑوں سے تنے اور شاخیں نکالنے لگی ہے۔

اسی طرح دردقوم اور کھش جو پہاڑی تھے، اُن کا دور ایک مکمّل طاقت سے بھرپور دور گزرا ہے۔ ایسا تو کبھی نہیں ہوا کہ کسی قوم کے پاس طاقت اور تاج وتخت ہو اور

وہ اپنی زبان کو ترقی نہ دے۔ ہاں ایک بات ضرور ہے کہ قدیم زمانے میں مُلکی ہوس اور مذہب کی بنیاد پر جنگ میں فتح پانے والے مفتوح قوم کے تہذیب وثقافت اور علم کے خزانے کو مٹا دیتے تھے۔ اس قسم کے سینکڑوں ثبوت تاریخ میں ثبت ہیں۔

خوش دیو مینیؔ اس بارے میں لکھتے ہیں کہ:

دسویں صدی عیسوی میں جب بُدھ مذہب پر ہندوستان کا زوال آیا اور ہندو مت کا پھر بول بالا شروع ہوا اور بُدھوں کے ساتھ ہی ان کی زبان بھی نیست و نابود ہوگئی۔ اس میں ادب کی تخلیق بند ہوئی۔ دربار کی طرف سے عتاب شروع ہوا اور پُرانے ادب کو آگ کی نذر کر دیا گیا۔

بُدھی لوگ شہروں سے راہِ فرار اختیار کر کے دور دراز پہاڑوں اور غاروں میں پناہ لینے پر مجبور ہوگئے۔ جہاں تعلیم کا اُجالا نہیں پُہنچ سکا۔ اس طرح ان کی زبان محض ایک بول چال تک ہی محدود ہوگئی۔ نسلیں تبدیل ہوئیں۔ صدیاں گزر گئیں۔ مذہب اور عقیدے تبدیل ہوئے پر یہ زبان لوگوں سے نہیں چھوٹی۔ کیونکہ اب یہ پہاڑوں میں رہنے والے لوگوں کی آپسی بول چال کی زبان تھی۔ اس لئے اسے پہاڑی کہا گیا۔ یوں صدیوں تک سینہ بہ سینہ آگے بڑھتی رہی۔ خط و کتابت کا کوئی رواج نہیں تھا بس کچھ اگر تھا تو وہ لوک ادب تھا جو لوگوں کو زبانی یاد تھا اور ایک دوسرے کو سنانا جن میں کہانیاں اور گیت تھے جو سُنے سنائے جاتے تھے۔''

میری بات کی تصدیق کے لئے موصوف کا اقتباس کافی ہے۔ ایک بات اور نکل کے سامنے آئی کہ پہاڑی لوگ شہروں سے بھاگ کر پہاڑوں میں جا بسے۔ قدیم

تواریخ میں کشمیر کی وجہِ تسمیہ کھا شاقبیلہ کی طرف نسبت بیان کی گئی ہے۔ یوں جب ادب تخلیق نہ ہوتو یقیناً زبان محض ایک بولی کی حدتک زندہ رہ سکتی ہے۔لیکن پہاڑی زبان کا لوک ادب وافر مقدار میں موجود ہے۔جس میں کہانیاں، گیت وغیرہ شامل ہیں۔لوک گیتوں کو دیکھیں تو وہ وقت کے ساتھ بنتے اور بگڑتے رہتے ہیں۔مثال کے طور پر یہ شعر۔

تُسیں سامنے بسدے ماہیا

اَساں دِکھ کے ہسدے مایا

اس شعر یا بیت کو دیکھیں تو اس کا قافیہ، ردیف ضرور علمی وراثت کی دین ہے۔

ہائے چاک گریباں ماہڑا وے

ہائے سڑ گیا دِل داٹھارا وے

اس بیت میں تصوّف کی گہرائی اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ یہ کسی عمیق علم کی وارث زبان کا بیت ہوسکتا ہے۔قبل از اسلام عربوں کی بھی کُچھ ایسی ہی حالت تھی کہ بلا کا حافظہ ہونے کے باجود لکھنے پڑھنے کا عام رواج نہیں تھا لیکن ان کی قدیم شاعری آج بھی دنیا کے ادب میں سرِ فہرست ہے۔نزولِ قرآن کے وقت صرف چند افراد ہی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ٹھیک اسی طرح پہاڑی قوم کے حافظے کی ایک قدیم روایت رہی ہے۔کہ وہ اسلام قبول کرنے کے بعد بھی اپنے حافظے پر فخر کیا کرتے تھے۔

یہ حافظہ تھا جس نے پہاڑی لوک ادب کو کسی خانے میں زندہ رکھا اور اس کی

جھلکیاں مختلف انداز سے نمایاں ہورہی ہیں۔

کہاہ کپاں دراٹی پچ گئی ہے
کوئی کالی نی بدلی گج گئی ہے

آج اگرچہ پہاڑی زبان کے پاس قدیم ادب موجودنہیں ہے لیکن انھیں آج بھی اپنی زبان دانی اور حافظے پر فخر ہے۔ مؤرخین کے مطابق جب جموں وکشمیر میں مسلمان مبلّغین آئے اور اُنہوں نے توحید کا درس دیا، تو اس وقت تک یہاں کے پہاڑی لوگ لکھنا پڑھنا بھول چُکے تھے۔ بقولِ کے ڈی مینّی:

''جموں وکشمیر میں یہ لوگ مسلمانی عقیدے کے ساتھ تعلّق رکھتے تھے، جنھیں ہندی یا شاردالپی نہیں آتی تھی، اسی لئے ان میں جب لکھنے پڑھنے کا رواج ہواتواردوشاہ مُکھی میں لکھنا شروع کیا جس کی مثال سیف الملوک ہے، جو ۱۹۰۷ء سے پہلے رقم ہوئی، جب کہ سائیں قادر بخش، محمد بوٹا، نواب پنچھی اور فقیرالدین وغیرہ نے اسی لہجے میں شاعری کی ۔ پران کی شاعری پر پنجابی غالب رہی۔ اس طرح آزادی سے قبل پہاڑی میں ''بیت، سی حرفی، مثنویاں، اور بارہ ماہے'' لکھے گئے۔ پرغزل تک کوئی نہیں پہنچ سکا''۔

موصوف نے صرف اردو کا ذکر کیا ہے جب کہ ابتداء عربی اور فارسی سے ہوئی ہے اور اکثر پہاڑی زبان کے علماء ان دوزبانوں سے اچھی طرح بہرہ مند تھے، البتہ اُنھوں نے اردو کے طرز پر، پنجابی لہجہ کی مدد سے پہاڑی زبان میں شاعری کو پروان چڑھایا۔ یہ بات توسبھی جانتے ہیں کہ زبان کی تبدیلی اس کی ترقی کی ضامن ہے۔ اگر

زبان رُک جائے یاساکن رہے تو یہ اس کی مرگ کی نشانی ہے۔

غزل ہمیں اس دور میں کیوں نہیں ملتی اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح اردو کو محمد قلی قطب شاہ جیسے سرپرست ملے پہاڑی زبان اس سے محروم رہی۔ اگر چہ مظفرآباد سے کرناہ تک پہاڑیوں نے دیر تک حکومت کی مگر یہ امن وسکون کا زمانہ نہیں تھا بلکہ وہ اس دور میں کسی نہ کسی محاذ پر نبرآزمادرہے اور اندرونِ ملک یا ریاست پر توجہ دینے کا موقع کم ہی مِلا۔ دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ پہاڑی زبان میں شاعری کرنے والے اکثر بزرگ شاعری کے ذریعہ دین اسلام لوگوں تک آسان طریقے سے پہچانا چاہتے تھے یا کچھ دوسرے لوگ اپنی اندر کی بھڑاس کو شعر کا جامہ پہنارہے تھے۔ ایک بات یاد رہے کہ سیف الملوک کا زمانہ ۱۹۰۷ء کے قریب قرار دیا گیا ہے لیکن تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۸۵۰-۷ء کے دوران لکھی گئی ہے۔ یہ کلام تو ہمارے پاس موجود ہے لیکن بات غزل کی ہورہی ہے۔ بات پھر وہیں جاتی ہے کہ عام لوگوں میں شرحِ خواندی نہ ہونے کے برابر رہی، اور عام لوگوں کو اس کے مواقع بھی میسّر نہ ہوئے تھے کہ مُلک تقسیم ہو گیا جس کا سب سے زیادہ اثر پہاڑی زبان بولنے والی آبادی پر پڑا۔ آزادی کے وقت ہمارا پہاڑی خطّہ دو حصّوں میں بٹ گیا آدھے اِدھر اور آدھے پار چلے گئے، کسی کا باپ اِدھر اور بیٹی اُدھر، بہن اِدھر تو بھائی اُدھر۔ اوپر سے بار بار حالات کی سنگینی اور جنگ۔ اس لئے پہاڑی ایک عرصہ تک اپنے زخموں پر مرہم پٹی کرنے میں مصروف رہے اور اس طرف دھیان نہ دے سکے۔ پھر اس طرح مصیبتیں اور تکلیفیں جھیلتے رہے اور بہ مشکل زندگی کے دن گزارتے رہے اور دونوں ملکوں کی رسہ کشی میں ہمیشہ پہاڑی ہی

کچلا گیا۔اور یہ جنوری کے یخ بستہ کہورے کے نیچے دبے رہے۔ پھر جب تھوڑی سی سیاسی دھوپ نکلی تو یہ ادب کے پھولوں سمیت باہر نکل آئے اورانہوں نے عرصۂ دراز سے بنجر پڑی ہوئی زمین میں ادب کا بیج بونا شروع کر دیا۔

بقولِ کے، ڈی، مینیؔ ۱۹۷۵ء میں جب شیرِ کشمیر دوبارہ برسرِ اقتدار آئے تو اُنہوں نے دیگر زبانوں کی طرح ہمارے کلچر کی طرف دھیان دیا۔ ۱۹۷۸ء میں کلچرل اکیڈیمی میں پہاڑی شعبہ قائم کیا گیا اور اگلے سال ریڈیو کشمیر سرینگر سے پہاڑی میں چھوٹا موٹا پروگرام شروع ہوا۔اوراس حوصلہ افزائی سے نئے لکھاڑیوں کا ایک قافلہ چل پڑا۔ یہ وہ لکھاڑی تھے جن کی ماں بولی پہاڑی تھی تعلیم یافتہ تھےاوران میں سے اکثر محکمۂ تعلیم میں مدرّس اور دوسرے ملازم تھے، اُنھوں نے اصل میں اردو میں تعلیم حاصل کی تھی اوراُردو ہی پڑھاتے تھے۔ جہاں غزل کوشاعری کا بادشاہ مانا جاتا تھا۔اور جب یہ پہاڑی کی طرف آئے تو اُنھوں نے بھی غزل میں طبع آزمائی کی۔ قطعِ نظر پہلے تو یہ ایک عیب سا لگنے لگا کیونکہ پہاڑی میں لکھے جانے والی غزل کا چربہ صاف دِکھنے لگا لیکن پھر جلد ہی یہ رواج کم ہوااور پہاڑی غزل نے اپنی ایک الگ پہچان بنالی۔

پہاڑی شاعر محمد عظیم خان اپنے ایک مقالے ''پہاڑی غزل داترِی سالہ سفر'' (شیرازہ پہاڑی گولڈن جوبلی نمبر ۸۔۶۔ جلد ۲۹) میں غزل کو دوحصّوں میں بانٹتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''غزل قدیم اورغزل جدید''

غزلِ قدیم میں وہ غزلیں شامل ہیں جو ۱۹۷۹ء یعنی کلچرل اکیڈیمی میں ''پہاڑی شعبہ قائم ہونے سے پہلے لکھی گئی ہیں۔ان کی تعداد بہت ہی کم ہے۔اس کی

وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اگرچہ اس دور میں غزل شناس شعراء کافی تعداد میں گزرے ہیں لیکن وہ غزل گوئی کی طرف کم دھیان دیتے تھے۔

غزلِ جدید:- یہ غزل کی دوسری قسم ہے۔ یہ ۱۹۷۹ء کے بعد شروع ہوئی۔ پہاڑی غزل کا یہ دور ہمارا موضوعِ بحث ہے۔ اس دور میں پہاڑی غزل نے محدود عرصہ میں ایک لمبی مسافت طے کی۔ اس لمبے سفر کے دوران پہاڑی غزل میں کچھ خاص اور اہم تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ کیونکہ قدیم دور کے برعکس اس دور میں غزل گو شعراء زیادہ اور غزل شناس شعراء کم پیدا ہوئے اور پہاڑی غزل کے میدان میں دانستہ اور نادانستہ طور پر کچھ نشیب وفراز سامنے آئے''۔

محمد عظیم خان جلدی ہی اُن کو گمنامی کے جنگل کی طرف واپس دھکیل دیتے ہیں جو غزل کو کھیل تماشہ سمجھ کے اس میدان میں کودے تھے۔ بعض لوگوں نے کوشش نہیں چھوڑی تو وہ آگے چل کر کامیاب ہوئے۔ خوش دیو مینیؔ اور فدا راجورویؔ اس بات پر متفق ہیں کہ غزل اردو سے پہاڑی میں آئی۔

اب بات اگر یہاں تک پہنچ گئی ہے تو قصیدہ کا ذکر کیوں نہ ہو۔ قصیدہ عربی سے فارسی میں آیا۔ فارسی شعراء نے قصیدے کی تشبیب یا تمہید میں سے محبوب کا سراپا الگ کیا، غزل بنائی اور پھر غزل ایک مستقل صنف بن گئی۔ اسی حالت میں یہ اردو اور پھر پہاڑی میں آئی اور یہاں اسے غزل کا نام دیا گیا۔ قصیدے کی طرح غزل کا پہلا شعر جس کے دونوں مصرے ہم قافیہ ہوتے ہیں، مطلع کہلاتا ہے۔ غزل کے ہر دوسرے مصرعہ میں قافیہ کی پابندی کی جاتی ہے اور ہم قافیہ الفاظ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ غزل کا

آخری شعر مقطع کہلاتا ہے۔جس میں شاعر اپنا تخلّص استعمال کرتا ہے۔غزل میں کم از کم سات شعر اور زیادہ سے زیادہ اکیس شعر ہوسکتے ہیں۔ پر اس کی پابندی سختی سے نہیں کی جاتی۔غزل میں بحر کے علاوہ قافیہ لازمی ہے۔اس کے ساتھ اگر ردیف کا اضافہ ہو تو بہتر ہے۔ردیف قافیہ کے بعد برتا جاتا ہے۔ایڈوکیٹ بشارت حسین کی یہ غزل جو بڑی معنی خیز ہونے کے باوجود ہلکی پُھلکی سی محسوس ہوتی ہے۔پیش کی جارہی ہے۔

اوہ دینہہ اَجاں نیہہ چڑھیا لوکو
گئے سیال تہ برہیا لوکو
ہر مَتھے پُر خوف لکیراں
خوشیاں پیرنیہہ تہَریا لوکو
روز پڑھاں اخبار اندر
ایہہ مریا اوہ مریا لوکو
لال گلاباں نے موسم بچ
رتو نا رنگ پہَریا لوکو

اس غزل کا پہلا شعر مطلع ہے۔چڑھیا، برہیا،تہَریا،مریا،پہَریا قافیے ہیں اور ''لوکو' ردیف ہے۔ڈاکٹر جہانگیر دانشؔ کی غزل کا بھی ایک مقطع پیش ہے:

نہیں حیران دانشؔا!
مِٹ گیا خواب ہک

غزل میں ردیف کے استعمال سے ایک نغمگی پیدا ہوجاتی ہے۔غزل کا ہر

ایک شعر معنی کے لحاظ سے مکمل ہوتا ہے۔ اس کا دوسرے شعر کے ساتھ معنوی رابطہ ہونا ضروری نہیں۔ اگر چند شعروں میں خیال کا تسلسل ہو تو اس کو غزلِ مُسلسل کہیں گے۔ غزل کے ایک یا دو مصرعوں میں کسی وسیع مضمون کو ادا کرنا ہوتا ہے۔ جو آسان نہیں، اسی لئے شاعر مختلف تدابیر اختیار کرتے ہیں۔ ایک راہ یہ ہے کہ بات کے کسی حصّے کو حذف کر دیا جائے اور اس کی طرف صرف اشارہ کیا جائے۔ جیسے محمد عظیم خان کا یہ شعر۔

کِسے ہمدردنی گل پُر مِکّی اج اعتبار آیا
میں جس کی ہِند ہِند سٹیا اوئی آخر بکار آیا

اس شعر میں شاعر کہتا ہے کہ مجھے کسی ہمدرد کی بات پر آج اعتبار آیا۔ جس کو میں نے دھتکار دیا وہی آخر مشکل میں کام آیا۔ اس شعر میں یہ بات محذوف ہے کہ شاعر کو کس بات پر اعتبار آیا اور جسے دھتکارا تھا وہ آخر کس کام آیا۔ کلام کے جس حصّے کو محذوف کیا گیا ہو اس کا علم یا اس کا جاننا قاری کی اپنی استعداد پر موقوف ہے۔ کبھی کسی شاعر کے مخصوص انداز سے اس کے کلام کا مفہوم حاصل ہوتا ہے۔ شعر میں ایمائیت پیدا کرنے کے بہت سے طریقے ہیں۔ کسی شعر کی ایمائیت غیر معیّن ہوتی ہے اور یہ بات پڑھنے والے پر چھوڑ دی جاتی ہے کہ وہ اپنے تجربے، مشاہدے اور تخیّل سے کام لے کر کون سا مفہوم پیدا کرتا ہے۔ مثلاً ڈاکٹر صابر مرزا کا یہ شعر۔

دِل بچ چن ماہی لُکیا ہے
تائیں ماہڑا ساہ سُکیا ہے

معنی: دِل میں وہ چاند سا محبوب چُھپا بیٹھا ہے۔ اسی لئے خوف کے مارے سانس رُک

گیا ہے۔محبوب کو دِل کے اندر بسا کے ہر وقت اسی کا خیال کر کے عاشق اس بات سے ڈر رہا ہے کہ لوگوں کو خبر نہ ہو جائے۔یا محبوب روٹھ کر چلا نہ جائے۔یا وصال کے انتظار میں وہ عشق کی ریگستانی دھوپ میں پڑ گیا ہے۔پھر بھی اس کے اندر اس قدر ڈر اور خوف کیوں ہے اس بات کو بیان نہیں کیا گیا ہے۔

ذاکر فیاضیؔ کا یہ شعر بھی ملاحظہ ہو۔

وطناں نے بِچ جداوہ آسن
چوکھے رنگ بہاراں لاسن

یہ بات واضح نہیں ہے کہ وطن میں کون آنے والا ہے کیونکہ شعر کے معنی ہیں: جب وہ وطن میں آئے گا تو بہاریں الگ ہی رنگ بکھیریں گی۔ یہ محبوب کی آمد کی خوشخبری ہے یا عادل بادشاہ کی ۔مفہوم پوشیدہ ہے۔غزل میں براہِ راست کوئی بات بیان نہیں کی جاتی،اظہار کا بالواسطہ پیرایہ اختیار کیا جاتا ہے۔یہ کام مجاز اور صنائع و بدائع سے لیا جاتا ہے۔

مجاز:-اگر کلام میں لفظ لغوی معنوی میں استعمال ہو تب تو اس کو حقیقت یا حقیقی معنیٰ کہیں گے۔اس کے برعکس اگر ایسے معنیٰ مراد لئے جائیں جو اس کے حقیقی معنیٰ ہوں تو اس کو مجاز کہیں گے۔ مجاز کی چار اقسام ہیں(۱) تشبیہ(۲) استعارہ(۳) مجازِ مُرسل(۴) کنایہ۔

تشبیہ میں ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ مشابہت دی جاتی ہے۔مثلاً ؎

ہے ٹُور تیری بانکی، پیراں نی اُف نزاکت

قدماں ناہر نقش ہک آستان ہونہ جائے

(محمد سرور ریحان)

معنی: تیری چال میں یہ بانکپن اور قدموں کی یہ نزاکت اس قدر ہے کہ کہیں تمہارے نقش پا آستانہ نہ بن جائیں۔

یا ؎

چن نا ٹوٹا، خوشبو، شبنم، پُھل، ہوا تہ رنگ
اس کی ہور میں کیہہ لکھاں جیہڑا دل نا جانی ہے

(پرویز مانوسؔ)

تشبیہ کے پانچ اجزاء ہوتے ہیں۔

(۱) مُشبّہ: جسے تشبیہ دی جائے۔

(۲) مشبّہ بہ: جس سے کسی چیز کو تشبیہ دی جائے۔

(۳) وجہِ تشبیہ: وہ خصوصیت جس کی وجہ سے تشبیہ دی گئی ہو۔

(۴) غرضِ تشبیہ: جس مقصد کے لئے تشبیہ دی گئی ہو۔

(۵) حروف تشبیہ: وہ حروف جن کے ذریعے مشابہت دی جائے۔

جیسے مخلص وجدانؔی کا یہ شعر ؎

مُکھڑے اُتے زُلف دا کنڈل
بیٹھا سپ خزانے اُتے

اس طرح مشبّہ کی دو قسمیں ہیں۔(۱) عقلی یا خیالی۔(۲) حسی تشبیہ۔

مثال۔

کنڈیاں دے اس شہرا اندر
لیراں نالو پھٹرنا پیسی
(خورشید منوّر)

کانٹوں کے اس شہر میں اٹکے ہوئے کپڑے کی طرح پھٹنا پڑے گا۔یہ عقلی تشبیہ ہے اور اگلا شعر حسی تشبیہ کے تعلّق سے ہے۔

چوب ہزاراں لگدے رہسن
پتھر بن کا جرنا پیسی
(خورشید منوّر)

یہاں کانٹے چبھتے رہیں گے مگر ایک پتھر کی طرح سب چُپ چاپ سہنا ہوگا۔اس کی اور بھی کئی اقسام ہیں۔جیسے سماعت، لمسی، شامی، مذوقی وغیرہ۔

استعارہٗ مجاز کی دو قسمیں ہیں:۔ استعارے کی بنیاد تشبیہ پر ہوتی ہے۔تشبیہ میں مُشبّہ اور مُشبّہ بہ میں مشابہت دکھائی جاتی ہے۔ جب کہ استعارہ میں مشابہت کی وجہ سے مُشبّہ کو مُشبّہ بہ کہتے ہیں۔اگر کہیں احمد شیر کی طرح بہادر ہے تو یہ تشبیہ کہلائے گی لیکن بہادری کی صفت کی وجہ سے احمد کو شیر کہیں تو یہ استعارہ ہوگا۔

اکھیاں مست شراب پیالے
پی میں مست قلندر لکھساں
(خورشید منوّر)

معنی آنکھیں مست شراب کے پیالے ہیں میں پی کر مست قلندر ہو جاؤں۔
اردو زبان کی طرح پہاڑی غزل بھی بڑی حد تک استعاراتی ہے۔ ہر استعارہ تشبیہ کے مختلف علاقے رکھتا ہے۔جنہیں تلازمہ کہتے ہیں۔ مثلاً باغ، دریا، سرگی، رات، وغیرہ ایک خاص تلازمہ ''شیشہ'' ہے۔جس کو عموماً صوفیہ تخلیق کار صفائی کے معنی یا تمثیل کے کام میں لائے ہیں۔

استعاروں کا سلسلہ میکدہ اور اس کے متعلّقات جیسے ساقی، رِند، شراب، مستی، زاہد وغیرہ ہیں۔ ان کے بعد دوسرا بڑا دائرہ متعلّقاتِ قتل کا ہے۔غزل کا محبوب قاتل اور عاشق بسمل ہوتا ہے۔ مثلاً خنجر، تیر، چُھری، لہو، زخم، دار و رسن وغیرہ مزید استعارے بھی ہیں۔متعلّقاتِ سفر، متعلّقاتِ بحر، متعلّقاتِ جنون، متعلقاتِ مرضِ عشق، متعلقاتِ کفر و ایمان، متعلّقاتِ بزم۔

مجازِ مُرسل: اس کی تعریف یہ ہے کہ لفظ کو لغوی معنوی کے علاوہ کسی اور معنی میں استعمال کیا جائے۔

مجاز کی چوتھی قسم کنایہ ہے۔لُغت میں پوشیدہ بات کہنے کو کنایہ کہتے ہیں، علمِ بیان میں کنایہ وہ لفظ یا الفاظ ہیں جو حقیقی معنوں میں استعمال نہ ہوں بلکہ ان کے غیر حقیقی معنی مراد ہون۔

صنعت نگاری: غزل کے فن میں صنعت نگاری کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ صنائع کے برتنے سے شعر میں کئی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ اس سے شعر میں جہاں معنوی دلکشی پیدا ہوتی ہے، وہیں اس میں نغمگی کا اضافہ ہوتا ہے۔

صنائع کی دو قسمیں ہیں۔(۱)صنائع لفظی (۲)صنائع معنوی۔اس طرح لفظ اور معنی کو قطعی طور پر الگ نہیں کیا جا سکتا، پر معنی سے کچھ دیر کے لئے صرفِ نظر کر کے حروف کو مجموعہ تصوّر کرتے ہوئے شعر میں اس کے اندراج سے الگ انداز پر نظر ڈال سکتے ہیں اور صوتی خوبیوں کی نشاندہی کی جا سکتی ہے۔ کچھ لفظی صنعتیں معنوں سے جُڑی ہوئی ہوتی ہیں جیسے تجنیس تام،صنائعِ معنوی کا تعلّق معنوی خوبیوں کے ساتھ ہوتا ہے۔لیکن صنائع معنوی لفظوں سے بے نیاز نہیں ہو سکتیں۔

صنائع لفظی

صنعتِ تجنیس تام:۔شعر میں دو ایسے لفظ لائے جائیں جن کا تلفّظ ایک ہو پر معنی الگ الگ ہوں۔

عزیز دچھنوی کا یہ شعر ۔

اس بجلی کو پوا ہک وار بجلی
غریباں کو ستیندی ہے بجلی

معنی اس بجلی پر ایک ہی بار آسمانی بجلی گرے کیونکہ یہ غریبوں کو ستاتی ہے۔

صنعتِ تجنیس محرف: شعر میں ایسے الفاظ کا استعمال جن کے حروف ایک ہوں۔ پر حرکات اور سکنات میں فرق ہو۔مثلاً ڈاکٹر صابر مرزا کا یہ شعر ۔

ہرے ہوئے سب سُکے بوٹے
فِر آئے پَھل پُھل نے موسم

معنی: تمام خشک پیڑ ہرے ہو گئے پھر سے پھل اور پھول کے موسم آ گئے۔تجنیس کی اور

بھی کئی اقسام ہیں، پر یہاں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

صنعتِ اشتقاق :۔شعر میں ایسے الفاظ لائے جائیں جو ایک ہی مادّہ سے مشتق ہوں۔مثلاً

حق بحق ہوسی جدوں وی سارے کُھلسن راز وی
سامنے آئی حقیقت ٹُر دلالی مُک گئی
(محمد سرور ریحانؔ)

یعنی آخر کار حق تو حق ہے جب سامنے آئے گا تو تمام راز کُھل جائیں گے اور حقیقت کے سامنے آنے کے بعد یہ دلاّلی کہاں چلنے والی ہے۔

اس شعر میں حق، بحق، حقیقت یہ تینوں ایک ہی مادے مشتق ہیں۔

صنعتِ تکرار:۔ شعر میں مکرّر لفظ لائے جائیں ۔لفظوں کے تکرار سے اصوات(آوازوں) کی بھی تکرار ہوتی ہے۔جس سے نغمگی پیدا ہوتی ہے۔مثلاً

بیری آخر بیری ہوندا ہے
بیری پھل کے ہار نیہنہ دیندا
(کریم اللہ قریشی)

شہراں شہراں ، بستی بستی
ہر پاسے لگّے در لگن
(اقبال نسیم)

صنعتِ متتابع :۔بات میں سے بات جس وقت نکالتے ہیں تو اس کو صنعتِ متتابع کہتے

ہیں۔اس صنعت میں عموماً لفظ مکرّر رلائے جاتے ہیں۔مثلاً

اقبالؔ اَساں دِلبر لوکاں کو
پتھر دل وی دِلبر لگن
(اقبال نسیم)

صنعتِ قلب:۔اس صنعت میں ایسے دو لفظ لائے جاتے ہیں جن کو پلٹنے سے دوسرا لفظ بن جاتا ہے۔مشکور احمد شادؔ کا یہ شعر

تاریاں دی لوہ ٹُٹی کال ایہہ کیہجا پے گیا
غم دی کالی رات ہوئی تہ سویرا ٹہہ گیا

صنعتِ ردّ العجز علی الصّدر:۔شعر کے دونوں مصرعوں کو تین حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔صدر،حشو،عروض۔ابتداء،خشو،عجز۔

ڈاکٹر صابر مرزاؔ کا یہ شعر ملاحظہ فرمائیں جس کا لفظ ''سوہنی'' صدر میں ہے اور دوسری جانب ابتداء میں ہے۔

سوہنی رُت صابر کہر آئی
سوہنے نے اج کل نے موسم

عروض،حشو،صدر

شربت مٹھے پیاں پیالے،ہور شراب پرانے
کھان پلا کباب فلودے،رنگ رنگا دے کھانے
(تاج الملوک،بنام سیف الملوک میاں محمد بخشؒ)

صنعت قطار البعیر:۔اس کے پہلے مصرعہ کا آخری لفظ اور دوسرے مصرعے کا پہلا

لفظ ایک ہی ہوتا ہے۔جیسے خورشید منوّر کا یہ شعر ہے۔

خالی ہے دامن قسمت ہے بگڑی
بگڑی بناواں، دِل آکھدا ہے

صنعتِ ترصیع:-شعر کے دونوں مصرعوں میں ترتیب سے ایسے الفاظ لائے جائیں جو ہم قافیہ اور ہم وزن ہوں۔

رب جیا قہار سُنیدا خوب بھلا اس بابو
ہے ستار غفار ہمیشہ رحم اُمیدا جنابوں
(میاں محمد بخشؒ)

ترصیعِ مماثلہ:- دونوں مصرعوں میں الفاظ علی الترتیب ہم وزن ہوں ہم قافیہ نہ ہوں۔مثلاً محمّد عظیم خان کا یہ شعر۔

نور نہیہ،شعور نہیہ،دل دماغ ہوش نہیہ
بے عمل ہے زندگی،تاریاں دادوش نہیہ

صنعتِ ذوالقافیتین:-یہ ہے کہ شعر میں دو قافیے ہوں جیسے۔

پُھلاں ناں بازار بناساں
چُنی چُنی تہ ہار بناساں
(فضل حسین کوثر)

صنائعِ معنوی:-صنائعِ معنوی سے شعر کی معنوی خوبیاں واضح ہو جاتی ہیں۔ذیل میں چند صنعتوں کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے۔

صنعتِ تضاد :-شعر میں ایسے الفاظ لائے جائیں جن کے معنی ایک دوسرے کی ضد ہوں۔اس کو صنعتِ طباق بھی کہتے ہیں۔غلام قادر غائرؔ کا یہ شعر پیش ہے جو صنعتِ تضاد کی مثال ہے۔؎

مِٹھی زندگی نے کنڈے پُھلاں تھیں چنگے لگنین
ماہڑی زندگی نے دُشمن سجناں تھیں چنگے لگنین

اس شعر میں کنڈے،پُھل ،دشمن،سجن،متضاد الفاظ ہیں۔

صنعتِ ایہام :-شعر میں ایسا لفظ برتا جائے جو دو مفہوم رکھتا ہو۔ایک قریب کا مفہوم جس کی طرف فوراً ذہن منتقل ہو۔دوسرا مفہومِ بعید جو غور کرنے کے بعد سامنے آئے اور شاعر کی مراد دوسرا مفہوم ہو۔مثلاً؎

صحرا بچ مدہم جئ سیجل
ریتو بچ تہر سنیاں یاداں
(رشیدؔ قمر)

سیجل کے معنی ہیں تر ہونا ، بھیگنا اور اس کا بعید کا مفہوم ہے دل میں ٹھنڈک پڑنا،دل کو تسلّی ہونا،چھوٹی سی اُمید جاگنا۔

صنعتِ مراعات النظیر :-شعر میں ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں جو آپس میں مناسبت رکھتے ہوں۔جیسے؎

برفوں نے حرفاں سنگ لکھے
تہیّاں بچ کتاب نے ورقے
(رشیدؔ قمر)

صنعتِ تجاہلِ عارفانہ:- کسی بات کو جانتے ہوئے لاعلمی کا اظہار کرنا۔

دہسو وی آخر ماہڑے تھیں کیہڑی خطا ہوئی
بِنا خطا دے ایہہ سزا کیہڑے سزا ہوئی

(اقبال نسیمؔ)

صنعتِ لفّ ونشر:- چند چیزوں کا مختصراً ذکر کر کے ان کی تفصیل بیان کرنا۔ مثلاً

زُلفاں کالی بدلی بچ ، ایہہ چن جیہا مُکھڑا کے سجدا
جس ویلے زُلفاں کُھل جاسن تہ چکور بچارا پُھل جاسی

(سید محمد ایوب ملنگامیؔ)

تعلیل: کے معنی ہیں علت یا وجہ بیان کرنا۔ مثلاً

اِنہاں تیرے کم نیہہ آنا
سپّاں نے مُنہ ہتھ نہ پاتوں

(میر محمد میرؔ)

اِس دیاں اکھیاں دِکھنے والے
پُھل گئے لوک شراب دی گل

(مخلص وجدانیؔ)

صنعتِ مشاکلہ:- دو مختلف چیزوں کا ذکر کیا جائے اور ان میں تشبیہ، استعارہ، محاورہ یا روزمرّہ کے استعمال سے آپسی رابطہ ظاہر کیا جائے۔ مثلاً

سُرخرو وی اِس دی بعد از مرگ دِکھ

اج اوہ سُرخی ہے ہر اخبار دی

(ڈاکٹر جہانگیر دانش)

صنعتِ عکس:۔کلام کے ٹکرے آگے پیچھے کر کے دوسرا مصرعہ بنا لینا۔مثلاً ؎

اسیں ہاں اِس دے خیال دی تصویر

جس دی تصویر ہے خیال اپنا

(ترجمہ:فانی بدایونیؔ)

صنعتِ مبالغہ:۔کسی بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا۔مثلاً ؎

تیرا چُپ رہنا ہے ایسا، سُتی سب لوکائی دِکھاں

ایسا لگنا ہے تیرا ہسنا، چاروں طرف صفائی دِکھاں

(سید مبارک علی نقویؔ)

(ا) پہلے شعر میں محبوب کی خاموشی سے شاعر کو پوری دنیا سوئی ہوئی لگتی ہے۔اس کو دنیا کی چُہل پُہل اور رونق محبوب کی باتوں میں اس کے مسکرانے میں نظر آتی ہے۔ دوسرے مصرعہ میں محبوب کا ہنسنا جیسے کوئی پوری دُنیا کی گندگی غلاظت کو صاف کر کے پاک کر دیتا ہے۔جس سے انسان کیا ہر جاندار نفرت، حسد، بُغض، تعصّب کینہ وغیرہ سے خالی ہو جاتا ہے اور ہر طرف محبت ہی محبت دکھائی دیتی ہے۔

شاعر نے محبوب کے چُپ رہنے اور ہنسنے میں اس قدر مبالغہ آرائی کی ہے کہ دنیا اس کے چپ رہنے کو دنیا کی ویرانی اور اس کے ہنسنے کو دنیا کی آبادی و رونق قرار دیا ہے۔

صنعتِ تلمیح:۔کسی مشہور قصّے، واقعے یا کردار یا شخصیت کے ذریعے کسی بات کی طرف اشارہ کرنا، تلمیح کے ذریعہ ایک یا چند لفظوں کے استعمال سے پورا واقعہ یا قصہ سامنے آجاتا ہے۔ یہ شعر میں کفایتِ لفظی اور ایمائیت پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ مثلاً

دوئے جہاں بُھلائے دل تھیں خبر نہ رہئی والوں
رانجھے وچ سما محمّد چُھٹی ہیر جنجالوں

(میاں محمد بخش)

غزل کے موضوعات:

غزل کا خاص موضوع عشق ہے، غزل کا واحد متکلم عاشق ہوتا ہے، غزل میں وہ اپنے جذبات اور احساسات کا اظہار کرتا ہے۔ وہ محبوب کے حسن سے متاثر ہوتا ہے، اور اس کے سراپا کی تشبیہات اور استعارات کے ذریعے تصویر کشی کرتا ہے۔ سراپا نگاری کے علاوہ معاملات عشق کا بیان ہوتا ہے۔ وصل اور فراق کی کیفیات بیان کی جاتی ہیں۔ مثلاً۔

زُلفاں دی کال بدل، ایہہ چن جیہا مُکھڑا کے سجدا
جس ویلے زُلفاں کُھل جاسن تہ چکور بچار پُہل جاسی

(سید محمّد اقبال ملنگامیؔ)

غزل کے موضوعات میں بڑا تنوّع ہے۔ چنانچہ غزل میں ہر قسم کے موضوعات کو ڈھالا جاتا ہے۔ دُکھ، خوشی، ہجر و وصال، سکی اور جنجال، حق اور باطل کی لڑائی اور اسی طرح گرمی سردی وغیرہ ہر قسم کے موضوعات پہاڑی غزل میں آرہے

ہیں۔البتہ معیار کیا ہے؟ یہ ادبی معیار پر پوری اُترتی ہیں یا ان کا فیصلہ ابھی نقّادوں کی ذمہ داری ہے۔

محمد عبداللہ ناطقؔ کا یہ شعر جو اس دور کے انسان کے آپسی پیار و محبت اور ہمدردی سے عاری ہو جانے کی خوب عکاسی کرتا ہے۔

مِل مِل کے وی اوہ مِلدے نیہہ، خبرے کوئی پُہل خطا ہوئی
اوہ گل نہ رہئی، اوہ دل نہ رہیئے، بس آنا جانا باقی ہے

جیسے پہاڑی میں یہ محاورہ مشہور ہے کہ ’’اپنا مارے چھاماں سٹے تہ بگانا مارے تُہپا‘‘ کہ اپنا اگر مارتا ہے تو پھر بھی چھاؤں میں ڈالتا ہے اور پرایا مار کر دھوپ میں پھینک دیتا ہے۔ پر نور محمد نورؔ کے اس شعر میں اب یہ بات پرانی ہوگئی ہے کہ اگر اپنا مارے گا تو چھاؤں میں ڈالے گا۔

اپنا مار کے چھاویں سٹنا
ایہہ سپنے ہُن رہے نہ کوئے

ڈاکٹر علمدار حسین عدمؔ اس دنیا کی حقیقت اس طرح پیش کرتے ہیں۔ کہ اس دنیا سے بہت زیادہ اُمیّدیں نہ لگائیں۔

پکّے کوٹھے کے کرسو گے
ایہہ دنیا ہے آنی جانی

اس فتنے اور فساد کے دور میں نہ معلوم کون سی طاقت ہے جو صابر مرزاؔ کو یہاں چانن دِکھ رہے ہیں۔

چانن چانن اَکھیاں ہوئیاں
لواں کی کس راہ دھسیا ہیں

لیکن مرزؔا صاحب کو جلد ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ دراصل اس وقت کیسی دُنیا اور کیسے ماحول میں سانس لے رہے ہیں۔

منزل تہ آئیاں ہتھ ساراں
اوہ اج ہرراہ ٹکیا ہے

پھر وہ کہتے ہیں کہ میں نے بڑی کوشش کہ وقت کو بدلوں مگر وہ میرے اختیار میں نہیں تھا۔ یہ کہہ کران کے آنسوں بہنے لگتے ہیں۔

غم نیاں کھاراں لگیاں صابؔر
تاں ایہہ نیلا رُکھ سُکیا ہے

میاں کریم اللہ قریشی ہمیں ایسے ٹرپتے ملتے ہیں کہ وہ ابھی اپنے محبوب کو ملنے کے لئے بحرِ مُردار میں کود پڑیں گے۔ لیکن شاید انھیں معلوم نہیں کہ آج کا انسان بدل چُکا ہے، سجن وہ سجن نہ رہے اور یار وہ یار نہ رہے۔

ساون ٹھُندا پیئاں سجناں
کڈھن بور مکیئاں سجناں

شاعر کے جتن جو وہ اپنے ساجن، محبوب کی جُدائی سے بے قرار ہے۔

آ کہئر پہلا مُڑ کے توں ہُن
ڈاہڈیاں پیڑاں پیاں سجناں

شاعر کا جُدائی میں اس قدر بُرا حال ہوا ہے کہ آخر میں وہ شدتِ جذبات کا اظہار کچھ اس طرح کرتا ہے۔

مُکیا جدوں قریشی تاں توں
کے آئیں جے آئیں سجناں

ڈاکٹر صابر مرزاؔ کو اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ ہم اپنی نسلوں کے لئے کیا نمونہ چھوڑ رہے ہیں۔ یہ تو خودکشی کے مترادف ہے۔

بڑا سوہنا مقدر سی جے صابرؔ ساڑی نسلاں نا
نہ اپنے آپ کی اپنے ہتھاں جے مارنے اس وی

ڈاکٹر جہانگیر دانشؔ غمِ فراق میں افاقہ کے لئے ایک نسخہ تجویز کرتے ہیں۔

مُچ نہ چھپ ہوا نشاؔ بچھڑ دیاں غم ہوسی
کہ دور یاں کُجھ تہ درمیان رکھیں

ماسٹر جمال الدین جمالؔ حضرت میاں بخشؒ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے کچھ اس طرح دنیا کی تعریف کرتے ہیں۔

آخر تہرتی ٹھنڈی ہوسی
بے خصمی ایہہ رنڈی ہوسی
کِتنے خصم کھادے اِس سن
کِتنیاں سُن ایہہ بنڈی ہوسی

حضرت میاں محمد بخشؒ تصوّف اور معرفت کے دیئے جلاتے ہوئے دُنیا کی

بے ثباتی اور ناپائیداری کا ذکر یوں فرماتے ہیں۔

دانش منداں دا کم تائیں دُنیا تے دِل لانا
اِس بوہٹی لکھ خاوند کیتے جو کیتا سو کھانا
جس چھڈی ایہہ بچے کھاتی سوئی سُگھڑ سیان
ایسی ڈائین نال محمّد کاہنوں عقد نبھانا

اقبال نسیم کی غزل گوئی پہاڑی زبان کی عظیم شاعری میں شمار ہوتی ہیں۔

ہجر دا درد آسا کہ ارمان آسا
جو بھی آسا تہ بے حساب آسا

پہاڑی زبان میں کانٹوں پر جینے کا حوصلہ رکھنے والی شاعری بھی موجود ہے۔

نہ ڈرسی نہ جُھکسی کوئی
نفرت نے آثار مٹاساں

رشید قمر ایمان اور دُنیا کی حرص کے درمیان فرق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بدن چُنڈی تہ اَکھیں تک آجاسن کاگ نیہہ پُچھے
چلوا سے طراں خاباں نی فر اِک آس رہئی جاسی

اس دُنیا میں یہی ہوتا آیا ہے اور ہوتا رہے گا کہ ہر چیز کو دولت کے ترازو سے تولا جاتا ہے۔ جس وقت انسان ''دینٹم دینار کم'' کے اصولوں کو زندگی کا مقصد بنالیتا ہے تو پھر اس طرح کی آواز آتی ہے۔

چنانچہ محمد عظیم خانؔ اس بات کو اس طرح پیش کرتے ہیں۔

اتھے کلمہ تہ کلمہ خوان بکنا
جیئاں سودا سلف قرآن بکنا

نثار راہی آج کے انسان کی راہ کو تکتے ہوئے اس کی منزل کو تلاش کر رہے ہیں۔اس بات کو کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

اگاں بالی تکنے لوک
پھانبڑ اندر تھکھنے لوک
ایہہ دوائی مارو ہوسی
مُڑ مُڑ کیئاں چھکنے لوک
شرم حیات بس پیسہ پیسہ

تصوّف شاعری کی اولین پسند ہے۔کچھ رموز تو بندہ سمجھ لیتا ہے اور کچھ کو نہیں سمجھ پاتا جس کے لئے شاعر استعاروں سے کام لیتا ہے۔

میں اس کو ڈھونڈ نے لئی مجنون ہوا ں کدے
لیلیٰ دی شکل بچ کدے تھہاوے میں کے کراں
محمود دی تڑپ کدے ہوے مکو نصیب
زُلفِ ایاز بچ نظر آوے میں کے کراں

لیکن غزل کے مقطع میں شاعر نے ایک ایسی بات کی ہے کہ جس کا جواب نہیں ہے۔یعنی مشکل ترین، ایک طرف تو شریعت کی تلوار ہے تو دوسری طرف معرفت کا سمندر ہے۔نہ شریعت سے بھاگ کر معرفت کے سمندر میں غوطہ زن ہو سکتا ہے۔اور نہ

کوئی دوسری تدبیر، عبدالعزیز ملدیالؔ عجیب بات کہہ گئے ۔

چھوڑاں کدے نہ اس کو میں تھہاوے جے اوہ ندیمؔ
ہتھ بدھے بچ نماز دے آوے میں کے کراں

انسان کو ہمیشہ اپنی اوقات میں رہنے کی تلقین کرتے ہوئے شاعر کہتے ہیں ۔

خواہش باغ کی کر کے بیابانی کی نہ پُھلیو
طلب نی راہ بچ پے کے پریشانی کی نہ پُھلیو
ہزاراں بھیس بدلے تہ بدلنے بے اوہ بدلے
تُسیں اپنے پیار نے رشتے انسانی کی نہ پُھلیو

ڈاکٹر فاروق انوار مرزا اپنے اس شعر میں ایک بہت بڑی بات کہتے ہیں ۔

تگّی انوارؔ تپلے جوڑنے نا شوق ہے ایویں
پھری جے سوہڑیاں کی واہ کدوں فر آہلنا رہسی

آخر پر محمد عظیم خان کا ایک شعر پیش ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ پہاڑی قوم اس لئے پچھڑی رہ گئی کیونکہ وہ ہر ایک کے سامنے جی حضور کرکے جُھکتی نہیں ہے ۔

بچھڑ گیا ہیں تو تیرا قصور پہاڑیا
کہ تُدھ کدے کیتا نہ جی حضور پہاڑیا

قصّہ مختصر یہ کہ پہاڑی غزل کے علاوہ اس زبان میں دوسری اصناف بڑی تیزی سے ارتقاء کی منازل طے کررہی ہیں اور اُمیّد ہے کہ قلیل عرصہ میں پہاڑی زبان و ادب ایک لمبی مسافت طے کرکے جلدی ایک تاریخ رقم کرے گی۔

☆☆☆

اصل: فارسی
اردو: مفتی شفیق الرحمٰن

تاریخ کشمیر......(قسط:8)

از

ملک حیدر چاڈورہ

ملک نصر چند نے اگر چہ اس میدان کارزار میں زبردست بہادری کا مظاہرہ کیا مگر وہ تقدیر کے تیر سے اپنی جان نہ بچا سکا اور اس جنگ میں میدانِ آخرت میں جا پہنچا اور خدائی توفیق اور آسمانی مدد سے ملک کاجی چک کی قسمت کی گرہ کُھل گئی۔ موسمِ سرما گذرنے کے بعد برجِ حمل کے آغاز میں سلطان محمد شاہ نوشہرہ سے کشمیر آیا اور ۹۲۵ھ میں سلطان فتح شاہ اور ملک سرتک چند نے کوہستانِ ہند میں موت کا کڑوا گھونٹ پیا اور ۹۲۶ھ میں ملک کاجی چک نے اپنے بیٹے مسعود چک کو جہانگیر پڈر کا مقابلہ کرنے کے لئے پانپور بھیجا وہ مقابلہ کرنے کی تاب نہیں لاسکا اور بھاگ گیا۔ مسعود چک نے اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور ۹۲۷ھ میں عیدی ملک چاڈورہ لوہر ماگرے اور سکندر خان ابن فتح شاہ نے زبردست فوج کے ہمراہ کشمیر کا رُخ کیا اور ناگام کے قلعے میں جنگ کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔ جہانگیر پڈر اور کدائی ملک جو بھاگ کر ریاست داروہ کی طرف چلے گئے تھے اُنہوں نے بھی یہ خبر سُن کر کشمیر کا رُخ کیا

جب وہ لار پرگنہ میں پہنچے تو ملک کاجی چک کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں دکھائی دیا اوران کے درمیان سخت جنگ ہوئی اور کدائی ملک دولت خان کے ہاتھوں مارا گیا اور مسعود چک کا جہانگیر پڈر کے ساتھ مقابلہ ہوا اورایک تیر مسعود چک کی آنکھ میں لگا اور وہ گھوڑے سے نیچے گر پڑا اور فوت ہوگیا اور ملک حسین چک جو چندوں کی نسل سے تھا جب وہ تازی ملک کی قید میں تھا تو مسعود چک کے قتل کئے جانے کی خبر سُن کر تازی ملک نے اس کو جلد ہی قتل کرڈالا۔اور سکندر خان کاجی ملک سے امان مانگ کر دوبارہ کوہستانِ ہند کی طرف بھاگ گیا اور ملک کاجی چک کی کامیابی کی صورت جلوہ گر ہوگئی۔ ۹۳۵ھ میں جب ملک کاجی چک کو پورا کنٹرول حاصل ہوگیا تھا تو سلطان محمد ملک نے بعض سرداروں مثلاً ملک علی چند اور لوہر ماگرے کو اپنے ساتھ ملا کر کاجی ملک کی حکومت کو گرانے اور جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کی کوشش شروع کردی۔ جب ملک کاجی کو معلوم ہوا کہ اکثر سرداراس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے تیار ہوگئے ہیں تو مجبوراً اُس نے شکست تسلیم کرلی اور ہندوستان کی طرف سفر کانے کا ارادہ کرلیا،ابھی وہ نوشہرہ نہیں پہنچا تھا کہ شیخ علی بیگ ترک ترکوں کے لشکر سمیت اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے آدوڑا۔ملک کاجی چک نے اپنے دو بیٹوں غازی خان احسن اوراپنے بیس سالہ چھوٹے بیٹے حسین خان کو چھوٹی سی جماعت کے ساتھ شیخ علی بیگ ترک کی فوج کے خلاف دوڑادیا۔حسین خان خودعلی بیگ ترک کے خیمے میں داخل ہوا اوراس پر تلوار کے تین وار کئے پہلی باراس نے تکیے کو ڈھال بنایا جو پورا کٹ گیا پھر دسترخوان کو ڈھال بنایا وہ بھی کٹ گیا اور تیسرے وار کے وقت وہ چار پائی کے نیچے گھس گیا اور

چونکہ اس سے اس کی بزدلی ظاہر ہوتی تھی لہٰذا حسین خان نے اس کو قتل کرنے سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ اس شش وپنج میں نو تیر حسین خان کے بدن میں پیوست ہو چکے تھے۔ اس قسم کی بُزدلی دیکھ کر ترک شکست کھا گئے۔ ان میں سے اکثر مارے گئے۔ ملک کا جی چک آٹھ ماہ تک کوہستانِ ہند میں ٹھہرا رہا اور اس کے بعد اس نے سلطان محمد شاہ کے ساتھ خط و مراسلت شروع کر کے پرانے اتحاد و یکجہتی کی تجدید کی اور دشمنی اور کینہ کی بساط کو لپیٹ کر اُس کی ملازمت اختیار کر لی۔ ملک عیدی چند قبیلۂ ماگرے کے لوگوں کی مدد سے سابقہ عداوت و دشمنی کی بناء پر کچھامہ میں جنگ کرنے کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اُس کی بغاوت کو دبانے کے لئے سلطان محمد شاہ اور کاجی چک نے اس پر چڑھائی کر دی۔ اس جنگ میں ماگرے قبیلہ کے لوگوں کو شکست ہوئی اور علی ملک گرفتار ہو گیا۔ ایک مدّت کے بعد علی ملک نے آسانی مدد سے کاجی چک کی قید سے رہائی پائی اور کوہستانِ ہند کی طرف بھاگ گیا۔ قضاء سے اُس دوران ملک کاجی چک نے سلطان محمّد کو معزول کر کے چند سرداروں سمیت کوہستان میں واقع درلد نامی مقام پر قید کر دیا اور اُس کے بیٹے ادہم خان کو تختِ سلطنت پر بٹھا دیا۔ علی چک جو کاجی چک کی قید سے بھاگا تھا وہ ریگی چک اور ماگرے قبیلہ کے ایک گروہ کو ساتھ لے کر بابر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بابر بادشاہ نے قسم قسم کے شاہانہ الطاف سے اُسے نوازا اور شیخ علی بیگ کو بیس ہزار سواروں کی فوج کے ساتھ اس کی مدد کرنے کے لئے مقرّر کیا اور ۹۳۵ھ میں علی ملک اور ریگی چک نے ترک لشکر کے ساتھ ملک کاجی چک کا خاتمہ کرنے کے ارادے سے غلبے کا جھنڈا لہرایا اور ہانکل پرگنہ میں دونوں فوجوں کا آمنا

سامنا ہوا۔ ایک ترک جو بہادری اور دلیری میں بے مثال تھا اور کئی بار اس سے کارہائے نمایاں ظاہر ہو چکے تھے صفیں درست کرتے وقت اس کا سامنا کاجی ملک چک سے ہوا۔ پہلے ہی وار میں ملک کاجی چک نے اس کو زمین پر ڈھیر کر دیا۔ اگرچہ اس میں کاجی چک کی فوج نے بھرپور بہادری کا مظاہرہ کیا مگر نتیجہ یوں رہا کہ ملک کاجی چک شکست کھا گیا اور اس کے اکثر بھائی اور دوست مثلاً ملک تاج الدین چک اور ملک مسیحی ملک فنا کا گھونٹ پی گئے اور ملک دولت چک اور اس کا بیٹا غازی خان اور ان جیسے بہت سے لوگ گرفتار ہو گئے اور جب قبیلہ ماگرے کے لوگوں نے فتح ونصرت کا جھنڈا بلند کر دیا تو کشمیر میں چار آدمی آزادی کے ساتھ بادشاہت کا دم مارنے لگے (۱) ملک علی چاڈورہ (۲) ملک ابدال ماگرے (۳) اس کا بھائی لوہر ماگرے (۴) ریکی ملک چک ۔ اُنہوں نے شیخ علی بیگ کو واپس جانے کی اجازت دے دی اور ۹۳۷ھ میں جب ملکِ کشمیر کسی حقیقی حکمران سے خالی ہو گیا تو میرزا کامران چغتائی نے طمع کے دانت تیز کر کے محرم بیگ اور شیخ علی بیگ کو فوج دے کر کشمیر بھیجنے کا انتظام کیا اور اس نے اس بات کا تاکیدی حکم دیا کہ فوج کے کشمیر پہنچنے تک کسی کو اس کی خبر نہ ہونے پائے۔ چنانچہ میرزا محرم بیگ نے اس طرح فتح کی تاریخ لکھ کر میرزا کامران کی خدمت میں بھیج دی:

چو کردم فتح نیم او بتاریخ　　خرد گفتا کہ فتحِ نیم فردوس

جب میں نے اس کے آدھے کو فتح کر لیا تو عقل نے کہا کہ اس کی تاریخ آدھی فردوس کو فتح کرنا ہے (یعنی اس کی تاریخِ فتح ۹۳۸ھ ہے)۔

کشمیری زعماء نے چیرہ اوڈر قلعہ میں اجلاس کیا اور ملک کاجی چک کو جو کہ کشمیر

سے باہر تھا واپس بلا لیا اور اتھواجن کے مقام پر جنگ کرنے کے لئے جمع ہو گئے۔محرم بیگ نے اپنے لشکر سمیت وہاں کا رُخ کیا۔ بڑی کوشش و خونریزی کے بعد اس کو شکست ہوئی اور اس نے واپس چلے جانے کا ارادہ کرلیا۔جیسا کہ ذکر کیا جا چُکا ہے کہ ۹۳۹ھ میں کشمیر میں کوئی بھی حکمران نہیں تھا اور گردونواح کے بادشاہ کشمیر کی طرف طمع و لالچ کی گردنیں دراز کئے ہوئے تھے۔اسی بناء پر سعید خان کاشغری نے خود تبّت میں ڈیرہ ڈالا اور اپنے لڑکے سکندر خان کو چار ہزار سواروں کے لشکرِ جرّار کے سمیت میرزا حیدر کی کمانڈ میں کشمیر کی طرف روانہ کیا۔میرزا حیدر کا تذکرہ آگے آئے گا۔مشہور ہے کہ اس لشکر کے ساتھ سواری کے گھوڑوں کے علاوہ ستائیس ہزار گھوڑے اور بھی تھے اور یہ لشکر بُرجِ میزان کے شروع میں لار کے راستے سے کشمیر پہنچا اور شہر کے تمام باشندے کاشغریوں کے رعب و دبدبے کی وجہ سے گھر بار چھوڑ کر پہاڑوں کی چوٹیوں اور جزیروں کی طرف بھاگ گئے اور اکثر دیہاتی کاشغریوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے اور ترک فوجیوں کی بے دریغ تلوار سے مخلوق و رعایا کی زندگیوں کے چراغ گُل ہو گئے اور وہ کاشغری پورے موسمِ سرما کے دوران لوٹ مار میں مشغول رہے اور جب موسمِ سرما نے رخصت ہونے کے لئے بوریا بستر باندھ لیا تو برجِ حمل کے شروع میں کشمیری فوج کے تمام زعماء نے آپس میں اتفاق کر کے نہایت ہی تیزی سے اقدام کیا۔

دو لشکر ہمہ اژدہا و نہنگ بہم برکشادند بازو بجنگ

ترجمہ: اژدھوں اور مگرمچھوں جیسے دو لشکروں نے آپس میں جنگ کرنے کے لئے آستین اوپر چڑھائے۔

سب سے پہلے جس شخص نے جنگ کرنے کے لئے آستین چڑھائے وہ چندوں کی نسل سے تعلق رکھنے والا علی ملک چاڈورہ تھا۔جس نے اپنے رشتہ داروں پر مشتمل پانچ سوسواروں کے ساتھ شرف میرزا کاشغری کے ساتھ مقابلہ کیا اوراس کو مغلوب کر دیا اور شرف میرزا کا گھوڑا اس معرکہ میں مارا گیا اور جب کاشغریوں نے علی ملک کی طرف سے غلبہ دیکھا تو دائیں طرف سے دائم علی بیگ ایک ہزار سواروں کے ساتھ اور بائیں طرف سے میرزا حیدر دو ہزار سواروں کے ساتھ حرکت میں آ گئے اور علی ملک کا پوتا ملک حسین اور اس کا بھتیجا ملک محمد ناجی کہ جن کی عمر اس وقت چودہ سال تھی اُنہوں نے اتنی کوشش کی کہ عقل حیران رہ جاتی ہے اور شیخ علی کاشغری نے بھی اس معرکے میں بہادری اور مردانگی کی داد دی۔مگر تقدیر نے دونوں پہلوان جوانوں ملک حسین اور شیخ علی کا پنجہ مروڑ دیا اور سولہ سو کشمیری بہادر موت کا جام پی گئے اور باقی ماندہ بھاگ گئے۔میرزا حیدر نے سعید خان کے پاس جو تبّت میں تھا فتح نامہ ارسال کیا اور سعید خان کے ایک درباری شاعر نے فتح نامہ کے جواب میں یہ چند اشعار لکھ کر کشمیر بھیجے۔

الحمد ِ للہ کان شاہِ عادل سلطان سکندر خاقانِ دوران

برکسرِ اعداء در روزِ ہیجا قادر شد آندم از لطفِ یزداں

تاریخِ فتحش الحق کہ اینست روزِ چہارم از ماہِ شعبان

ترجمہ: الحمد ِ للہ کہ وہ عادل بادشاہ جو سلطان سکندر اور زمانے کا خاقان ہے اُس جنگ کے روز اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے دشمن کو توڑ ڈالنے پر قادر ہو گیا۔اس کی فتح کی تاریخ واقعی یہ ہے۔یعنی ماہ شعبان کا چوتھا دن۔

کشمیری زعماء نے دوبارہ مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ

ترجمہ: جو اللہ پر بھروسہ کرے گا تو وہ اس کے لئے کافی ہوگا۔

کے دامن کو پکڑتے ہوئے خون آشام تلواریں نیاموں سے باہر کھینچ لیں اور نوشیروان کے اس حکمت بھرے کلام پر عمل کیا کہ دشمن کے ساتھ جنگ کرنے کی حالت میں اپنے لشکر کی کمی کی وجہ سے ڈرنا نہیں چاہیے کیونکہ بہت بڑے ڈھیر کو تھوڑی سی آگ کے ذریعے جلایا جاسکتا ہے۔ آخر کار بہادروں نے جوانمردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دشمن کی فوج پر حملہ کردیا اور ان کو موت کی گھاٹ اُتارنے لگ گئے اور اس انقلاب کے آغاز میں ہی سکندر خان نے کاشغری لشکر کیلئے امان مانگ کر اس کو اس ملک سے باہر نکال لیا۔ دیہاتی لوگ اگر چہ حسبِ عادت کھیتی باڑی کرنے میں مشغول ہو گئے تھے مگر چونکہ کھیتی باڑی کرنے کا وقت نکل گیا تھا لہٰذا انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوا اور ایسا قحط ہوا کہ اُس جیسا قحط اس سے پہلے یہاں کسی نے نہیں دیکھا سنا تھا اور لوگوں کی ایک بڑی تعداد بھوک کی وجہ سے ہلاک ہوگئی اور کچھ دنوں کے لئے کشمیری اُمراء آپسی دشمنی اور مخالفت کو چھوڑ کر اتحاد و اتفاق کی روش اختیار کئے رہے اور ۹۴۴ھ میں ملک کاجی چک نے اپنے ساتھ کچھ امراء کو ملا کر ماگرے قبیلے والوں کے خلاف جنگ و جدال کا راستہ اختیار کیا اور چونکہ ملک ریگی چک جموں کے راجہ کی بیٹی کا رشتہ مانگنے کے لئے جموں گیا ہوا تھا اور دوسرا کوئی بھی مدبّر شخص ملک کاجی چک کے ساتھ نہیں تھا۔ لہٰذا اس کا لشکر مجبوراً شکست کھا گیا اور کوہستانِ ہند کی طرف بھاگ گیا اور ملک ریگی چک کے جموں سے واپس آنے کے بعد موسمِ سرما ختم ہونے کے بعد موسمِ بہار کے شروع میں اس کی حمایت

واتفاق سے ملک کاجی چک کوہستانِ ہند سے واپس آ گیا اور اس نے کیسونامی گاؤں میں پڑاؤ ڈالا اور کشمیری سردار دولت خان چک، ملک زینو چک، ملک نوروز چک، سید ابراہیم، ملک محمد چک اور ملک محمد ناجی وغیرہ ملک کاجی چک کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے اور اس نے ماگرے قبیلے کے لوگوں کو ختم کرنے کے لئے قدم اُٹھایا اور ملک محمد ناجی جس کی بہادری اور طاقت پر اس کو پورا پورا اعتماد تھا اس کو مقدّمۃ الجیش (ہراول دستے) کی ذمہ داری سونپ دی اور ملک محمد ناجی نے ملک کاجی چک کے پہنچنے سے پہلے ہی جنگ کا آغاز کر دیا اور چونکہ سعادت وخوش نصیبی مقدر سے ہوتی ہے ۔

سعادت بخشائشِ داوراست نہ در جنگِ بازوئے زورآور آست

ترجمہ: سعادت وخوش نصیبی اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہوتی ہے نہ کہ طاقتور بازو کے ساتھ جنگ کرنے سے۔

لہٰذا فوج کے کم ہونے کے باوجود اُس نے کامیابی حاصل کر لی۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَ ةً بِاَذْنِ اللّٰهِ

ترجمہ: کتنی ہی چھوٹی جماعتیں اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر غالب آ گئیں۔

اور تین سال تک ملک کاجی چک پوری خودمختاری کے ساتھ ریاست کشمیر پر حکومت کرتا رہا اور اس نے اپنے دبدبے اور خوش نصیبی کے جھنڈے لہرائے۔ اگر چہ سلطان زین العابدین کے پوتوں میں سے سلطان اسماعیل یہاں کا نام نہاد بادشاہ تھا مگر سِکّے پر اس کے نام اور خطبے میں اس کے نام کے علاوہ وہ اور کسی چیز کا مالک نہیں تھا۔ یہ

نیک نیّت بادشاہ دنگا فساد کرنے والے لوگوں کو چند روز قید خانے میں بند کر کے ضروری سزا دیتا اور کسی کے قتل کئے جانے پر کبھی بھی راضی نہیں ہوتا تھا۔ اُس کی اولاد میں سے جو چند لوگ حکمرانی کے باعزّت مقام تک پہنچے یہ سب اُسی کا احسان تھا۔ اس کے عمدہ اخلاق اور حسنِ سلوک کے بارے میں عجیب وغریب قصّے نقل کئے گئے ہیں مگر چونکہ اس مختصر کتاب میں تفصیل کی گنجائش نہیں لہٰذا اتنے پر ہی اکتفاء کی گئی۔

ان دنوں شاہِ عالی جاہ ہمایوں بادشاہ گردشِ ایّام کے تقاضے سے شیر افغان سے حکومت چھین کر ہندوستان کی حکومت کے مسند پر بیٹھ گیا اور ۹۴۹ھ میں میرزا حیدر کاشغری کو ''جو کہ ہندوستان میں ہمایوں کا ملازم تھا اور ہمایوں کی نوکری اور اس کی ہم نشینی سے محروم ہو گیا تھا''۔ ملک ابدال چک اور ملک ریگی چک کشمیر لے آئے۔ ملک کا جی چک نے یہ خبر سُن کر ہیرہ پورہ کے راستے سے ہندوستان کا رُخ کیا اور شیر خان سے کمک طلب کی۔ شیر خان اس کے ساتھ تعظیم وتکریم سے پیش آیا اور اس کو کمک فراہم کی اور جب سورج موسمِ بہار کے نقطۂ اعتدال کے سیدھ میں تھا تو ملک کا جی چک ہیرہ پورہ کے راستہ سے کشمیر میں داخل ہوا۔ میرزا حیدر نے اپنے اہل وعیال کو اندرکوٹ کے قلعے میں چھوڑا اور ملک ریگی چک، عیدی ملک (جو کہ چندوں کی نسل سے ہیں) اور حسین ملک ماگرے کی حمایت واتفاق سے جنگ میں پہل کرتے ہوئے وتہ نار کے میدان میں ڈیرا ڈال دیا اور جنگ کرنے کی غرض سے صف بندی کر لی، ملک کا جی ملک نے میمنہ (دائیں طرف کی فوج) کی ذمّہ داری ملک غازی خان اور ملک دولت کو اور میسرہ (بائیں طرف کے لشکر) کی ذمّہ داری ملک محمّد ناجی اور نوروز چک کو سونپ دی۔

جب کہ ہراول دستے کا سربراہ میر سیّد ابراہیم کو مقرّر کر دیا۔ جب دونوں طرف سے صف بندی ہوگئی تو سب سے پہلے جس شخص نے بہادری و مردانگی کے ساتھ میدان میں پاؤں رکھا وہ ملک محمد ناجی تھا۔ چنانچہ اس نے سب سے پہلا تیر میرزا حیدر کے گھوڑے کے پاؤں پر مارا جو گھوڑے کو چیر کر پار ہوگیا۔ میرزا حیدر نے اس تیر کو محفوظ رکھا اور صلح ہوجانے کے بعد جب اس نے وہ تیر ملک محمّد ناجی کو دکھایا تو اس نے کہا کہ اگر تمہارا حقِ نمک بیچ میں نہ ہوتا تو ہم گھوڑے پر یہ تیر نہ چلاتے۔ کاجی چک کے لشکر نے پوری جدّ و جہد اور نا قابلِ انکار سعی و کوشش کی مگر پھر بھی اس کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ کیونکہ تقدیر کے سامنے جنگ نہیں کی جاسکتی اور ملک کاجی چک ہندوستان کی طرف جارہا تھا کہ گردشِ زمانہ کے طوفان کی وجہ سے اس نے اس دنیا کے گھر سے آخرت کی منزل کی طرف رختِ سفر باندھا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

جب سارا ملک خالی ہوگیا اور میرزا حیدر کا کوئی شریک نہیں رہا تو اس نے کشمیر کے گرد و نواح، تبّت، پکھلی، دانگل اور دوسرے علاقوں پر قبضہ کر لیا اور سپہ سالار کا عہدہ عیدی ملک کو سونپ دیا۔ اس نے لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے اور دینِ حق کو رائج کرنے اور علماء کی عزّت و تکریم کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی مگر جب اس کے اقبال و نیک بختی کا ستارہ بلندی پر پہنچ گیا تو اس نے اہلِ کشمیر کے ساتھ جو عہد و پیمان کئے تھے ان کو توڑ کر مذہبی تعصّب کا راستہ اختیار کیا جو ہر ادنیٰ و اعلیٰ کے نزدیک برا ہے اور عالیشان بادشاہوں کے نزدیک تو اور بھی زیادہ برا ہے اور بہت سے بادشاہوں کے زوال کا سبب بنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سارے اُمراء اور باعزّت لوگ اس سے متنفّر

ہو کر اس کی حکومت کی بنیادوں کو اُکھاڑ پھینکنے کی فکر میں لگ گئے جس کا بیان مختصراً اس طرح ہے کہ جب میرزا حیدر کو کاشغر کے لوگوں کے یکجا ہونے اور ان کی تعداد کے زیادہ ہونے کا علم ہوا تو غرّور و تکبّر کی ہوا اس کے دماغ کے محل تک پہنچ گئی اور اس نے سب سے پہلے ایک اہم سردار ملک ریکی چک کو نشانہ بنانے کا ارادہ کیا مگر وہ ہندوستان کی طرف بھاگ گیا۔ میرزا حیدر نے شیخ دانیال ولد شیخ شمس الدین محمّد عراقی کو جو اس کے ڈر سے تبّت چلا گیا تھا وعدے کر کے اور قسمیں کھا کھا کر وہاں سے واپس بلایا اور اس کو قتل کر کے جلا ڈالا۔ شنکل ریشی کو جو کہ شیخِ مذکورہ کا مرید تھا صوفی داد سمیت ٹکرے ٹکرے کر کے جلا ڈالا اور قاضی میر علی کو جلا وطن کر دیا اور ملاّ حاجی خطیب کو جو کہ اہلِ سنّت والجماعت میں سے تھا شیعہ ہونے کے الزام میں قتل کر ڈالا۔ اس نے بابا علی کو قتل کرنے کے ارادہ سے طلب کیا۔ چونکہ بابا علی کی عمر اس وقت سو سال سے زیادہ ہو چکی تھی اور وہ لوگ جو بابا علی کے مرید تھے وہ اس کے لئے رکاوٹ بن گئے۔ نزدیک تھا کہ بابا علی زمین پر ڈھیر ہو جائے ملک محمد ناجی کی غیرت کی رنگ پھڑک اُٹھی اور وہ میرزا حیدر کے پہلو سے اُٹھ کر آگے آ گیا اور علی بابا کا ہاتھ پکڑ لیا اور جب میرزا حیدر کو لگا کہ اہانت کرنے سے بابا علی کی مقبولیت بڑھ جائے گی اور اُس کی بادشاہت میں خلل واقع ہو جائے گا لہٰذا اس نے اس کو چھوڑ دیا۔ چونکہ کاشغری لوگوں کی دست درازی اور ظلم سے رعایا اور مخلوق کی جانوں پر آ بنی تھی لہٰذا ۹۵۸ھ میں عیدی ملک اور ملک محمّد ناجی نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور آون پورہ گاؤں کے مضبوط قلعے میں جا بیٹھے اور میرزا حیدر کی تخریب کاری کو روکنے میں مشغول ہو گئے۔ میرزا حیدر نے جن فوجوں کو

دیگر ممالک کو فتح کرنے کے لئے بھیجا تھا ان میں شامل کشمیری فوجیوں نے ان دو سرداروں کے اشارے سے کوتاہی کا مظاہرہ کیا اور اکثر کاشغری فوجی شکست پر شکست کھا کر مارے گئے اور میرزا حیدر نے اپنے بھتیجے قرا بہادر کو کوہستانِ ہند پر کنٹرول حاصل کرنے کے لئے بھیجا تھا اور ملک شمس الدین ولد عیدی ملک اس کے ہمراہ تھا اس نے ملک شمس الدین کی دھوکہ دہی سے شکست کھائی اور اس نے اپنے امراء میں سے ملاّ قاسم اور ملاّ باقی کو ممالک تبّت پر کنٹرول حاصل کرنے کے لئے بھیجا تھا ان میں سے ملاّ قاسم مارا گیا اور ملاّ باقی نے فرار کا راستہ اختیار کیا۔ ایک اہم سردار ملاّ عبداللہ جو شہنگ گیا تھا اور شکست کھا کر کشمیر واپس آ گیا تھا وہ بارہمولہ کے مقام پر مارا گیا اور میرزا حیدر کا دودھ شریک بھائی جو مشہور بہادروں میں سے تھا جس کو اس نے کشتواڑ پر کنٹرول حاصل کرنے کے لئے بھیجا تھا وہ بھی مارا گیا اور اس کے ساتھیوں میں سے ڈیڑھ ہزار لوگ مارے گئے۔ اس کے باوجود میرزا حیدر اُمراءِ کشمیر کے باہمی اتفاق اور اپنے بخت کے کمزور پڑ جانے کو نہ بھانپ سکا اور اس نے عیدی ملک اور ملک محمّد ناجی سے انتقام لینے کے لئے آون پورہ گاؤں کی طرف پیش قدمی کی اور بغاوت کی اس آگ کو بجھانے کے لئے شب خون مارنے کا ارادہ کیا۔

دیدی آں قہقہہ کبک خراماں حافظ　　　　کہ سر پنجۂ شاہینِ قضا غافل بود

ترجمہ: اے حافظ کیا تو نے اس خوشی میں ڈوبے ہوئے تیتر کا قہقہہ لگانا دیکھا ہے جو تقدیر کے شاہین کے پنجے سے غافل ہوتا ہے۔

میرزا حیدر اس مقصد کو پورا کرنے کے ارادے سے اہلِ قلعہ کے احوال کا پتہ

لگانے کے لئے ایک رات خود سوار ہو کر چل پڑا اور قلعے کے دروازے سے اندر گیا۔ تقدیر سے ایک قصائی ایک گائے کو صاف کر رہا تھا اور جب اس نے دیکھا کہ کوئی سوار شخص باہر سے اندر گیا ہے تو اس نے سوچا کہ یہ میرزا حیدر کے لشکر کا جاسوس ہے۔

چنانچہ اس نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟ چونکہ میرزا حیدر نے کشمیری زبان اچھی طرح سے نہیں سیکھی تھی لہٰذا اس نے اسی زبان میں جواب دیا جو نہ فارسی تھی نہ ہی کشمیری۔ قصائی نے اسی کلہاڑی سے جس سے وہ گائے کو صاف کر رہا تھا میرزا کے سر پر وار کر دیا اور اس کو فناء کی منزل وادیٔ خموشاں کی طرف روانہ کر دیا اور ۹۵۹ھ میں اس نے تخت سے قبر میں قدم رکھا۔ اہلِ کشمیر اگرچہ کسی طرح سے بھی میرزا حیدر سے خوش نہیں تھے لیکن اُنہوں نے قرا بہادر میرزا کو اس کے فرزندوں سمیت پورے احترام کے ساتھ ان کے تمام مال و اسباب کے سمیت ان کے وطن کی طرف روانہ کر دیا اور ان کے ساتھ کسی قسم کا ٹکراؤ نہیں کیا۔

بدی را بدی سہل باشد جزاء اگر مردی اَحۡسِنۡ اِلٰی مَنۡ اَسَاءَ

ترجمہ: برائی کا بدلہ برائی سے دینا آسان ہے۔ اگر تو مرد ہے تو اس شخص کے ساتھ اچھائی کر جس نے تیرے ساتھ بُرائی کی ہو۔

اسی سال عیدی ملک، ملک محمّد ناجی کے چچا نے جہاں کو فتح کرنے والی تلوار اُٹھا کر تھوڑی ہی مدّت میں اس ریاست کو ملک و دین کے دشمنوں سے خالی کرا لیا اور اس کے اقبال و سعادت مندی کا چمکتا ہوا سورج دن بدن عزّت و سروری کے زینوں پر چڑھ رہا تھا۔ غازی خان اور حسین خان پسرانِ ملک کاجی چک جو زبردست مفلس اور

بدحالی کے شکار تھے اور مدتوں سے عیدی ملک کا کینہ اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے تھے اور ہر وقت اس کے فناء ہو جانے کی بات اپنے دل اور ضمیر کے صفحے پر لکھتے رہتے تھے۔عیدی ملک نے ان کی تربیت کر کے ان کو امارت کے منصب پر پہنچا کر ان پر نوازش کی اور اپنے بھتیجے ملک محمّد ناجی کو اعتبار کے درجے سے نیچے گرا دیا اور وقت گزرنے کے ساتھ غازی خان اور اس کے بھائی حسین خان نے اقتدار اور خودمختاری حاصل کر کے ملک عیدی کے احسانات کو بالائے طاق رکھ کر کُھلم کُھلا نافرمانی کا اعلان کیا اور ملک محمّد ناجی کو اپنے ساتھ ملا کر شمس الدین خان کے بیٹے حبیب خان کو جو غازی خان اور حسین خان کا خالہ زاد بھائی تھا تختِ حکومت پر بٹھا کر عیدی ملک کو معزول کرنے پر اتفاق کیا اور اُنہوں نے اپنی چچیری بہن کو جو کہ حسن ملک پر عاشق تھی ناجی ملک کے نکاح میں دے دیا اور عیدی ملک کے خلاف جنگ وجدل کے دروازے کھول دیئے اور اُنہوں عہد و پیمان کی تجدید کرنے کے لئے خانقاہِ امیریہ میں ایک میٹنگ رکھی تھی، ملک محمّد ناجی کا حقیقی بھائی جو اس معاملے میں اپنے بھائی کے خلاف تھا اُس کو اس میٹنگ کا پتہ چل گیا اُس نے دریائے جہلم کے اُس پار سے خانقاہ کی حرمت کو نظر انداز کرتے ہوئے بڑے خواجہ کے بالا خانے سے ایک بڑا توپ اس جماعت کا اندازہ کر کے چلا دیا اور وہ توپ خانقاہ کے ستون کو توڑ کر دیوار کے پتھر پر جا لگا۔

چنانچہ توپ کے ٹوپ کا نشان ابھی بھی وہاں پر دکھائی دیتا ہے اور اس بُرے کام کی شامت سے ایک تفنگ نیکروز ملک کو لگا اور وہ نیچے گر پڑا۔اگرچہ عیدی ملک کی فوج بہت تھی مگر ملک محمّد ناجی اس سے علیٰحدہ ہو جانے کی وجہ سے وہ مقابلہ کرنے کی

تاب نہ لا سکا اور مجبوراً شکست کھا کر بھاگ گیا۔ میں نے سُنا ہے کہ وہ اس وقت یہ شعر پڑھ رہا تھا:

اگر دوست از خود نیازردے   کے از دستِ دشمن جفا بردے

ترجمہ: اگر میں نے خود دوست کو نہ ستایا ہوتا تو پھر مجھے دشمن کے ہاتھ سے کب ظلم سہنا پڑتا۔

عیدی ملک نے ہندوستان جانے کے ارادے سے فرار کا راستہ اختیار کیا اور جب وہ راولپورہ پہنچا تو انگور کی شاخ میں اس کی گردن پھنس گئی اور گھوڑے سے نیچے گر پڑا وہ چاہتا تھا کہ دوبارہ گھوڑے پر سوار ہو جائے مگر گھوڑے نے اس کو لات ماردی اور اس نے اپنی جان جان کو پیدا کرنے والے خدا کے حوالے کردی اور اس کو لکڑی کے ایک گھوڑے پر سوار کر کے اپنے باپ کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔ اس کا دورِ حکومت ایک سال تک رہا۔ فقیر حیدر ملک چغتائی کے اسلاف یعنی چندوں کے ملکِ کشمیر پر غلبے کی مدّت سینتالیس سال ہے۔ ان میں سے جو حکمران بنے ان کی تعداد چھ ہے اور ان کی ترتیب اس طرح ہے:

پرتھی چند کا دورِ حکومت دو سال۔

لکچند کا دورِ حکومت ایک سال۔

ملچند کا دورِ حکومت گیارہ سال۔

بلاد چند کا دورِ حکومت تئیس سال۔

ملک موسیٰ بت شکن نو سال۔

اور عیدی ملک ایک سال۔

۹۶۰ھ میں چکوں کی جماعت نے غلبے کا جھنڈا لہرایا۔ اگرچہ حبیب خان کے پاس برائے نام بادشاہت تھی مگر ملک فتح کرنے اور کسی کو کسی عہدے پر فائز کرنے یا ہٹانے کا اختیار ملک دولت چک کے ہاتھ میں تھا اور اس دور میں قیامت کے زلزلے کو یاد دلانے والا ایک بڑا زلزلہ آیا جس کی وجہ سے اکثر گھر زمین بوس ہو گئے اور مراز کی طرف کے چند گاؤں زمین میں دھنس گئے۔ یہ زلزلہ ہفتہ بھر دن رات ہوتا رہا۔ وَزُلْــزِلُوْ ازِلْزُ الاً شَدِیْدًا، ہوا۔

ترجمہ: اور انہیں زبردست جنبش دی گئی۔ (سورۃ الاحزاب۔۱۱)

کا مشاہدہ ہوا اور اگر اس زلزلے کی واردات کے بارے میں تفصیل سے لکھا جائے تو لوگ اس کو مبالغہ آرائی سمجھیں گے۔ اسی دوران نیازیوں کی ایک جماعت نے اعظم ہما اور سعید خان کی سرکردگی میں کشمیر پر لشکر کشی کر ڈالی اور کشمیری لشکر نے آگے بڑھ کر ان سب کو کوہستان کی تنگنائی میں موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ ان میں سے کوئی بھی زندہ باہر نہ نکل سکا اور جب اقبال اور خوش نصیبی نے ملک دولت چک سے پشت پھیر لی تو جیسا کہ شعر ہے ؎

چو تیرہ شود مرد را روزگار   ہمہ آن کند کش نیاید بکار

ترجمہ: جب انسان کا نصیب سیاہ ہو جاتا ہے تو اس کے سارے ایسے کام ہوتے ہیں جو اس کے لئے مُفید نہیں ہوتے۔

چنانچہ ملک دولت چک سے کچھ ایسے کام سرزد ہو گئے۔ کہ جن کی وجہ سے اپنے اور پرائے سب اس سے ناراض ہو گئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے اپنی

چچی غازی خان کی والدہ سے بڑھاپے کی حالت میں نکاح کیا اور یہ بات اس کے چچیروں کو ناگوار ہوئی اور برا چاہنے والوں نے بھی بہت سی باتوں کو بیچ میں لا کر ان کے درمیان کدورت کی آگ بھڑکائی ؎

بداندیش برخوردہ چوں دست یافت درونِ بزرگان بآزر بتافت

ترجمہ: برا چاہنے والے کے ہاتھ جب موقع آ گیا تو اس نے بزرگوں کے دل میں رنجش کی آگ بھڑکا دی۔

ایک روز ملک دولت باز کا شکار کرنے کے لئے جھیل ڈل میں گیا ہوا تھا اور اُس کی سواری کو حسن آباد میں رکھا گیا تھا۔ غازی خان نے اس موقع کو غنیمت جان کر حملہ کر دیا۔ وہاں پر ہوشیار لوگوں اور نوکروں کی تھوڑی سی جماعت تھی کچھ تو ان میں سے بھاگ گئے اور کچھ مارے گئے۔ جب ملک دولت چک کو اس کی خبر ہوئی تو اُس کی طاقت اور بہادری اُس کے کچھ بھی کام نہ آئی اور اس نے فرار کا راستہ اختیار کیا حالانکہ وہ طاقت، دلیری اور تیراندازی میں بے مثال تھا۔ جیسا کہ مشہور ہے کہ اُس نے ننددی مرگ میں ایک تیر چلایا تھا جو ایک ہزار فٹ دور گیا تھا اور وہاں ایک نشان لگا دیا تھا جو آج تک وہاں موجود ہے۔ وہ اتنا طاقتور تھا کہ اُس نے ایک مکان بنایا تھا جو چالیس گز لمبا تھا، ملک دولت چک نے اس مکان کے اوپر ایک بڑا تیر نصب کیا تھا جو کشمیریوں کے رواج کے مطابق اس مکان کی لمبائی کے بقدر چالیس گز لمبا تھا اور اس کی چوڑائی دو گز تھی اور لکڑی کے اس تیر کو بائیس آدمی اوپر چڑھاتے تھے۔ اچانک رسیاں کٹ کر یہ لکڑی نیچے ملک دولت چک کی طرف گر پڑی اُس نے ایک ہاتھ سے اس لکڑی کو پکڑ لیا اور دوسرا ہاتھ اُس نے زمین پر رکھ

دیا یہاں تک کہ اُس کا ہاتھ گٹے تک مٹی کے اندر چلا گیا اور لوگوں کے اس لکڑی کے تیر کو دوبارہ رسیوں سے باندھنے تک ملک دولت چک نے اُس کو پکڑے رکھا۔

ملک دولت چک (فرار ہونے کے بعد) کمک طلب کرنے کے لئے شیر خان افغان کے پاس پہنچا اور وہ شیر خان کے ساتھ اس طرح گھل مل گیا کہ اُس کے اکثر قریبی لوگ اُس کے ساتھ حسد کرنے لگ گئے۔ ایک روز وہ لوگ شیر خان کے سامنے اُس کی زبردست دلیری اور بہادری کی تعریف کر رہے تھے اسی اثناء میں ان لوگوں نے کہا کہ اس کو ہاتھیوں کی جنگ سے ڈر لگتا ہے اور اس سے ان کا مقصود اس کو فناء کے گھاٹ اُتارنا تھا۔ قضاء سے انہیں چند دنوں میں ملک دولت چک نے جاہلانہ غیرت کی بناء پر ایک ہاتھی کا دم پکڑ کر اس کو راستے پر چلنے سے روک دیا تھا جب ان لوگوں نے یہ بات شیر خان کو سنائی تو پہلے اس نے اس بات کو ناممکن سمجھا مگر بالآخر اس نے ملک دولت چک سے اس بارے میں پوچھ ہی لیا اس نے بھی جہالت کی بناء پر اس سے انکار نہیں کیا اور ایک روز جب کہ تمام خواص و عوام موجود تھے تو اس کے حاسدین ایک ہاتھی کو شیر خان کے پاس لے آئے کہ اُس کا علم الیقین عین الیقین تک پہنچ جائے۔

پلنگانش از زورِ سر پنجہ زیر فرد بردہ چنگال در مغزِ شیر
گرفتے کمر بند زور آزمائے وگر کوہ بودے بکندے ز جائے

ترجمہ: چیتے اس کے پنجے کی طاقت کے سامنے دبے ہوئے تھے۔ اُس نے شیر کے بھیجے میں اپنا کام پنجا گاڑ دیا تھا۔ وہ پہلوان کو کمر بند سے پکڑ لیتا اور اگر پہاڑ بھی ہوتا تو وہ اس کو جگہ سے اکھاڑ پھینکتا۔

☆☆☆

کأشُر حصہٕ

فہرست

نمبر شمار	عنوان	مصنف/ترجمہ کار	صفحہ نمبر
1	اکوہمہِ صدی ہُنٛد کأشُر ڈرامہ	گلشن بدرنؔی	76
2	ظونہٕ ؤزِتھ منہٕ بۄ وترجمہٕ	شہزادہ رفیق	83
3	رشید نازکیؔ، عقیدتی ادبہٕ کِس أنس منٛز	ڈاکٹر شوکت	93
4	''کأشرِس ادبس منٛز دریاون ہُنٛد ذِکر''	شبیر حسّین شبیؔر	102
5	خالؔہٕ صأب چھان بحثیت صوٗفی بُزرگ	بشیر اجسی	111
6	واتھورفوک تھیٹرک مالٕین	غلام نبی عاجؔز	115

☆

گلشن بدرنی

اکوہمہِ صدی ہُنٛد کأشُر ڈرامہ

کأشرِ نثری ادبٕچ کتھ ییٚلہِ تہٕ ووتھِ یاتُلنہٕ ییہِ ڈرامایٚتہٕ گوڈٕ انوارِ نمایندٕ ادبی صنفہِ رٔنگی بروٚنٛہہ کُن۔ امچہِ نمایندٕ حیثیژ ہنٛز چھےٚ زٕ صوٗرژ اکھ یہ زِ یہ چھےٚ ابتدأیی ادبی صنفو منٛز اکھ دوٚیم یہ زِ یہ چھےٚ سو صِنف یوسہٕ سارِنٕے ادبی کیٛو تمدنی اظہارن ہُنٛد موثر تہٕ مُعتبر وٗسیلہٕ چھےٚ روٗزمٕژ۔ یہِ چھےٚ فنونِ لطیفن ہٕنٛدٕن سارِنٕے رنگن پٔنٕس وٚصیحی کنہٕ اسس پیٚٹھ جاے دِوان۔ ڈرامہ چھےٚ یِی ابتدأیی ادبی، تخلیقی، تمدنی تہٕ اظہأری وٗسیلن ہنٛز میلہٕ گنٛز۔ یتھ کتھِ کرِنہٕ کانٛہہ انکار زِ پرٛتھ فنس چھےٚ پتہٕ کنہِ اکھ مستند روایتھ ڈکھِ آسان تہٕ یمے روأیژہتھ چھُ سُہ فن بروٚنٛہہ کُن پکان، ووتلان، جہارلبان تہٕ بعضے لوسان تہِ۔ ڈراما تہِ چھُ یتھِ وِے فنو منٛز اکھ یُس بیٚون بیٚون دوٗرن منٛز گاہے ژھوکھ تہٕ گاہے وژھجار لٔبتھ بروٚنٛہہ کُن پوٚک۔

اکوہمہِ صٔدی منٛز کیا حیثیت روٗز سأنٛس ڈرامہس تتھ وضاحت کرنہٕ بروٚنٛہہ چھُ امیٚک پسِ منظر زانُن ضروٗری۔ یہِ کینٛژھا اسِہ تام سینہٕ بہ سینہٕ ووتمُت چھُ تمہِ تلہٕ چھُ صاف ظأہر سپدان زِ یونأنی تہٕ رومی ڈرامہن ہنٛز بنیاد یٚمہِ انمانہٕ تہٕ بأعثہٕ پیٚمٕژ چھےٚ بالکُل تِتھے پأٹھی چھُ کأشرِ ڈرامہُک ابتداتہِ مذہبی عقید کہ اکہِ اظہار رٔنگی ظأہر سپدان

۔یونٲنؠ ڈرامازایو مذہبی تہوارو منٛزٕ تہٕ کاشُر ڈراماسپُد کٲشرِ ہنٛز وتھمو جایو پیٛٹھ شرٛوع ییٚتہٕ راز تہٕ ریٚشی پوزا پاٹھ کران ٲسی۔مندرن اندر سپدن وول رقص تہٕ پتہٕ یوٚ ہے رقص پیشہٕ ورانہ رقاصاوٕ ذٔرِ یہِ سپدن چھےٚ اَمِچ ابتدٲیی صوٗرت۔یہِ رقص اوس پٔرتھ مندرس منٛز پوٗزایہِ ہُنٛد اکھ حصہٕ یٚیمہِ باپت پٔرتھ مندرس سٟتؠ وابستہٕ پنٕ پننہِ رقاصہٕ گٔنڈِتھ آسہٕ۔یہِ اوس مذہبی عقیدتُک اظہار یٚیمہِ کنؠ اَتھ پیٛشس تہٕ پیشہ وَرن سٟبٹھے عزت، وقار تہٕ احترام اوس۔اتھ رقصس سٟتؠ گٔے ڈٲلِلہٕ گٔری تہِ وابستہٕ یمن سوٗترٕ وار یا کتھاواچک وَنان چھِہ۔کتھاواچک گوٚ وٕڈٲلِلہٕ گور یا تمثیل وَنن وول۔یمہٕ کتھ چھےٚ سانہٕ مُستند تواریٚخ نویسو پننین توارٟخن منٛز درج کرِہمٕژ۔یتھ منٛز نیل مت پران تہٕ راج ترنگنی تہِ شامل چھےٚ۔یم مختلف بابن منٛز ڈرامہکہِ حوالہٕ کتھ چھِہ درج کران۔کٔہمہِ صٔدی ہُنٛد بوٚڈ ادیب کلہن تہِ چھُہ یمن کتھن ہنٛز گوٲہی دِوان زِ ناٹکن تہٕ رقصن منٛز اوس زنانن ہُنٛد رول زیادے عیاں۔جیاپیڈ سُنٛد وزیرِاعظم دامودر گُپت تہِ چھُہ پننہِ اکِہ طویل نظمہِ منٛز قدیم ہندوستٲنؠ تھیٹرس متعلق کیٛنژہ اہم کتھٕ درج کران۔

اَسہِ گژھِہ یہِ کتھ معلوٗم آسنؠ زِ برٔت مُنی سُنٛد ناٹیہ شاستر چھُہ ناٹک رقص موسیقی تہٕ انسٲنی فطرژن تہٕ جبلژن ہنٛز عکٲسی کران۔ابھنوگُپت چھُہ امیُک سرکردٕ مُفسر۔تیٚمی سُنٛد یہِ تفسیر تہٕ ڈراما حوالہٕ باوتھ عیان چھےٚ کران زِ کٲشرِ منٛز کتھ عروٗج اَس تہٕ ہیٚژ منٛز چھےٚ یہِ صِنف ٲسمٕژ۔تیٚلے ہیوٚک تمو تہِ یہِ مستند دستاویز بروٗنہہ کُن ترٲوِتھ یتھ کٲشرِ ہنٛز بےاَرزتھ ڈکھس چھےٚ۔غرض ابھنوگُپت، کلہن، آنندوردھن تہٕ کالی داس سُنٛد تذکرٕ نہ کرُن باسہِ ہے یتھ مضموٗنس سٟتؠ ناانصٲفی اگر امہِ توٲریٚخی پوٚت منظرٕ حسابہٕ یہِ

پٔنٕز کتھ بروٚنہہ پکہٕ ناوٕ بہٕ دوٚرٕ پننہِ درِدَس موضوٗع نِشہِ۔ لہٰذا کرٕ بہٕ کوٗشش پننس بُنیاٗدی موضوٗعس أندی أندی کتھ کرنٕچ۔

پرٛتھ کانٛہہ فن چُھ زمانہٕ کیٚو نشیب وفراز ومنٛزی گُزران، پٔنٕز وَتھ کڈان تہٕ وقتہٕ وقتہٕ ہیٖت تہِ بدلاوان۔ کأشرِس ڈرامہس رٔٹ ہیٖت کراٗس یہِ تہِ چُھ اکہِ مکمل توأرٟیخی پوٚت منظرُک سُہ باب یتھ نہٕ اثٕر بوٚ رہکو دِتھ۔ تِکیازِ سیأسی ردو بدلُک تہٕ قوٗدرتی آفژن ہُنٛد شکار چُھ پرٛتھ اکھ چیٖز سپدُمُت تہٕ ڈراما رٔتھ ہیٚکہِ ہے امہِ نِشہِ بچِتھ یُس چکارس کھأرِتھ کرُن پیوان چُھ۔ سأنِس ڈرامہس یوٚ دوَے توأرٟیخی پتھ کال شاندار تہٕ جاندار روٗدمُت چُھ مگر اَسہِ چُھنہٕ تور گژھن بلکہِ اکو ہمہِ صٔدی ہُنٛد صورتحال بیان کرُن ممکن چُھ امہِ کِنہٕ وارِہن زأوِی ین کُن پیٚیہِ نہٕ نظر تہِ۔ حالانکہ یہ باونہٕ خأطرٕ تہِ چُھ پوٚت منظرس منٛز موجوٗد مختلف دورن ہِنٛدٕ بن نمایندٕ اوحالن ہُنٛد ذکر کرُن لأزم باسان۔ أسی گژھو نہٕ زیادٕ پتھ البتہٕ آزأدی پرٛاونہٕ پتہٕ یمہٕ کینٛہہ تحریکہٕ ڈراما کہِ حوالہٕ وژٕ تمن کُن سرسری نظر ترٛاوٕنی تہِ چھےٚ ضروٗری۔

1901ء یس منٛز چھےٚ ڈراما حوالہٕ اکھ شعوری تحریک شروع سپدان یتھ دوران کینٛہہ ڈراما کمپنی بیروٗنی کوٗششو سِتی بارسس آیہِ۔ یمن کمپنین سِتی أسی مرد کیٚو زنانہٕ شأمل۔ امہِ زمانٕک ابتدأیی روح رواں اوس وید لال دَریم آغا حشر کشمیری ہِنٛدی ڈراما گِندان أسی تہٕ امہِ پتہٕ گوٚو مزید ڈراما کمپنی ین ہُنٛد اضافہٕ۔ اَتھ تحریکس تل یم ڈراما گِندنہٕ آے تمن منٛز چُھنہٕ نند لال کولن ڈراما ''سچ کہوٹ'' بغأر گُنہِ مُسوٗدُک پےٚ لگان۔ یہِ ڈراما آو 1926ء پتھ 1932ء یس تام وارِیاہن جاین

گِندنہٕ تہٕ یوٚ ہے چھُ سانہِ منظّم ڈراما تحریکہِ ہُنٛد ٔسلابہٕ تہِ گٔنزرنہٕ یِوان۔

1932ء پتہٕ گوٚو ڈراما لیکھنٕگ یا وَنو گِنٛدنُک رُجحان پأدٕ، یتھ منٛز غلام نبی دلسوز، تارا چند بسمل تہٕ نیل کنٹھ ہی ڈراما نگار بروٗنٛہہ کُن آے۔ یمو کأشرِ لولہٕ مثنویہِ موضوٗعن تحت ڈراما تخلیق کٔری۔ 1936ء یَس منٛز لیوٚکھ پروفیسر محی الدین حاجنی ین گرٛیسی سُنٛد گرٕ نأوی اکھ ڈرامہ یہِ ڈراماسپُد 1938ء منٛز چھاپ تہِ۔

1947ء یس منٛز یوٚ دوَے آزأدی ہِنٛدِس شورشرس تل واریاہ چیز جموٗدٕکی شکار سپدی تہٕ ڈراماتہِ اوس اتھ منٛز شأمِل، مگر امہِ پتے ووتلیو سانہِن کینٛژن بڈٕ ہن قلمکارن یہِ احساس زِ اَسہِ پزٕ بروٗنٛہہ کُن یتھ عصری صورتحال باوٕنچ کوٗشش کرٕنی، یمیُک بہتر میڈیم تمو ڈرامہٕ زون۔ یتھٕ کٔنی آو پریم ناتھ پردیسی سُنٛد شہید شیروأنی، نور محمد روشن سُنٛد سون سمسار، پگاہ چھُ گاشدار امین کأمِل، تن ترٛاکھ پُشکر ناتھ بھان تہٕ علی محمد لون سُنٛد وِزِچھےٚ سأنٛزٕ ہِوی ڈراما لکھنہٕ آے۔ یمن منٛز عوأمی بیدأری تہٕ قومی وحدتُک جذبہٕ بٔرِتھ اوس۔ یتھٕ کٔنی گوٚو ییٚہٕ اکہِ لَٹہِ کٲشرِ منٛز ڈراما گِنٛدنُک رُجحان پأدٕ تہٕ أتھی دوران آے نور محمد روشن، پران کشور، علی محمد لون، پُشکر ناتھ بھان، سوم ناتھ زُتشی، عزیز ہارٛوٗن، ہردے کول بھارتی، امین کأمِل، مکھن لال صراف تہٕ بنسی پارموہِوی ٕکتی ڈراما نگار بروٗنٛہہ کُن تہٕ دِتُکھ ڈراما تحریر کٔرِتھ تہٕ کینٛژ وپیش کٔرِتھ اتھ تحریکس مزید وُسعت۔ امہِ پتے آیہِ کلچرل اکیڈیمی بارسس یٚیمہِ کہِ وجوٗدٕ ستی باقی فنن ستی ستی ڈراما کِس فنس تہِ کأفی وُژھجار میوٗل۔ ڈراما فیسٹول سپدی منعقد، ورکشاب منعقد کرٕنکی سلسلہٕ گٔے شروٗع۔ مقأمی ڈراما گروپ تہٕ فنکار آے مختلف اوپراہتھ دوٚیمین ریاستن سوزنہٕ۔

امہِ ستی ووتلے یہِ اکھ نٔوتحریک ۔ یِمہِ کِس اثرِس تل گامہٕ گوم تھیٹر گروپ تہٕ ڈراما کلب بارسس آے ۔ یِیلہِ زن سون لُکہٕ تھیٹر (بھانڈپأتھر) گوڈٕ پیٹھے پننِس رِوایتس تھف کٔرِتھ پننٕی توأرٟیخی لُکہٕ پأتھر گِنداں أسی ۔ یِمن عوأمی مقبوٗلیت حأصِل أس تہٕ عوأمے اوسُکھ مأ لی معاونت کراں تہٕ یِم لُکہٕ فنکار پانٕچ ذمہٕ دأری تہِ عوام سٕے ۔

کلچرل اکیڈیمی ہنٛدِ بارسس ینہٕ ستی آو ڈراما کہِ حوالہٕ اکھ نوٚو لائحہ عمل برونٛہہ کُن ۔ ڈراما گِنٛدٕنکی مقابلہٕ آے شروٗع کرنہٕ ۔ گوڈٕ صوبأیی سطحس پیٹھ تہٕ ضلع سطحن پیٹھ ۔ لکھارین ، ہدایت کارن تہٕ فنکارن باپتھ آے ورکشاپ منعقد کرنہٕ امہِ ستی آے فنکار تہِ یسلہٕ پأٹھی برونٛہہ کُن تہٕ ڈراما تخلیق کارتہِ ۔ پرٛتھ علاقس منٛز آے ڈراما کلب بارسس ۔ اگر یِتھٕی گٔنی وَنو زِ کلچرل اکیڈیمی بارسس ینہٕ ستی گوٚو اَتھ شعبس منٛز اکھ نوٚو وزٕو زہتہٕ پأدٕ ۔ یِمیک وُشنیر ازتام سأنِس اَتھ ژھو کمتِس اولاوس منٛزی مٔنٛزی وُتش دِوان چھُ ۔

اکوہمہِ صٕدی ہنٛز اگر کتھ کرو تیٚلہِ چھےٚ اَسہِ صرف پٕنٛژ مہن وُہن زٕ توہن وٕری ین ہنٛزٕ ے کتھ کرٕنی ۔ مگر اتھ منٛز چھُنہٕ وُہمہِ صٕدی ہُنٛد پوٚت آلو بغأر ینٛیہِ کہنٛہ باون لایق ۔ یتھ منٛز أسی پٕنُن تھیٹر ہأوِتھ یابأوِتھ ہکو ۔ لہٰذا چھُ سانہِ خأطرٕ ضروٗری زیادٕ پتھ گژھنہٕ بجایہِ گَروأسی اَمی کلچرل اکیڈیمی ہنٛدِ أخری ڈراما فیسٹولچ کتھ یُس 1989 ءیس منٛز منعقد سپُد ۔ امہِ پتہٕ سپدٕی أسی اکہِ مکمل جموٗدکی شکار یا وَنو سیأسی حالاتن ہنٛدی امہِ پتہٕ قریبن أٹھِ وٕہری آو ٹیگور ہال دُبار چالو کرنہٕ تہٕ چالو سپدنہٕ پتے کوٚر گُلشن کلچرل فورمن اشوک کاکنی ستھ سٕدر ڈراماسومبرن اجرا کرنہٕ ۔ کِس موقعس پیٹھ ٹیگور ہالسے منٛز اوہندے ڈراماأدِ رٕزٕٹ سٹیج کٔرِتھ اکہِ نَوِ آغازٕچ شروٗعات ۔ یوٚہے اوس سُہ موقعہٕ یِیلہِ

موتی لال کیموجۆ مہِ پٔتھ سرینگرِ یِتھ یہِ ڈراماوُچھنہِ آو تہٕ ٹیگور ہالُک درواز گۄو یِتھِ کٔنۍ دُبارٕ یلہٕ۔ یہِ اوس اکہِ تحریکُک ابتدا۔ امہِ پتہٕ کۄر کشمیر کلا منچن اتہِ گوڈنیک ڈراما سٹیج۔ حالانکہ امہِ برونٛہہ تہِ کٔرۍ گُلشن کلچرل فورمن ریڈیو کشمیرٕکس آرڈٹوریمس منٛز کینٛہہ تھیٹر پلے پیش۔ غلام علی مجبوٗر تہٕ سیٹھ رفیع تہِ آویہٕ دوہن پٔنٛزٕ سٹیج شوتہٕ سٹیج پلے ہتھ منظرِ عامس پٔتھ۔ یِتھِ کٔنۍ ژۄل اکھ خوف مقأمی فنکارن تہِ تہٕ سرکأرۍ ادارن تہِ۔ کلچرل اکیڈیمی کٔرۍ امہِ پتے ریڈیو کشمیر کہ اشتراکہٕ زٕ ڈراما فیسٹول منعقد تہٕ أتھی دوران کۄر دوٗردرشن سرینگرن تہِ ڈراما فیسٹول منعقد کرنُک سلسلہٕ شروٗع۔ اَتھ تحریکس دوران آے کینٛہہ نٔوۍ ہدایت کار تہٕ فنکار برونٛہہ کُن۔ یِمن منٛز حسن جاوید، حسن درویش، عنایت گُل، غلام محمد نوسوز، جاوید بخاری، مجید بخاری، عبدالمجید وانی، علی محمد نشتر، گُلشن بدرنٓی، اشوک کاک، طلحا جہانگیر، سیٹھ رفیع، غلام علی محمد مجبوٗر، شاہنہ ریشی، فرحت صدیقی قابلِ ذکر چھِ۔ یام یِمو نٔوِہنہٕ تہٕ حالاتو عصرٕی حالاتن نظرانداز کرن والیٖ کھوژن ڈنٛگ دِژ تام گٔے امہِ کارواۓنکۍ سینئر کارندہٕ ہُشیار تہٕ لٔگۍ سورسور کرنہِ۔ یِتھہٕ کٔنۍ گیہِ تھیٹر کہِ حوالہٕ اکھ نٔو وۄوسہٕ دروسہٕ شروٗع، کلچرل اکیڈیمی، دوٗردرشن سرینگر تہٕ ریڈیو کشمیر سرینگرن کٔرۍ الگ الگ ڈراما فیسٹول منعقد۔ یِتھ منٛز روٗأیتی لُکہٕ پأتھر شأمِل أسۍ تہٕ Immature تھیٹر تہِ آے برونٛہہ کُن۔ غرض زٕ ساس ٕکس أخری دُہلس منٛز باسیو تھیٹر کہِ حوالہٕ اکھ نۆو جوش تہٕ وَلولہٕ۔ یِتھِ کٔنۍ آے کینٛہہ تجربہٕ کار تہٕ باصلاحیت تھیٹر ورکر برونٛہہ کُن۔ یِم ہدایت کار تہٕ ڈراما نگار اَتھ دوران سرگرم روٗدۍ تِمن منٛز چھِ بھوانی بشیر یاسر، بلونت ٹھاکر، امین بٹ، نثار نسیم، عیاش عارفؔ، مکھن لال سراف، مشتاق علی احمد خان، منظور

میر، ارشِد مشتاق، ایم کے رینہ، معراج الدین وانی، علی محمد نشتر، حکیم جاوید، عزیز حاجنی، رشید غمگین، شبیر مجاہدؔ، نذیر جوشؔ، ریشی رشیدؔ، گُلشن بدرنیؔ وابستہٕ۔ یِمو سرکرِ نفرو گر انفرأدی سطحس پیٹھ تہِ کأم تہٕ پننِن تھیٹر گروپن منز تہِ کوٚر رُکھنوٚ وزُوز ہتہٕ پأدٕ۔ اَتھ پتہٕ کنہِ اوس سرکأرۍ مأ لی معاونت ہُنٛد زیادٕ دٔخل۔ مقأمی کیوٚ مرکزی ادبی تہٕ تمدنی اِدارن ہِنٛدِ فعال تہٕ مأ لی معاونژ ہِنٛدِ مددتہٕ ٔستی گٔے واریاہ شوٚنگی مِتی ہُشیار۔ یام یِمو اِدارو دامن وَٹن ہیوٚت تہٕ مأ لی مدد بند سپُد تام ہیٚژ فنکارو تہِ لینف تہٕ ہدایت کارو تہٕ تنظیم سازتہِ گیہِ ر وٹہٕ۔ یتھٕ گٔنٛز گیہِ یہِ ووسہٕ دروسہٕ بیٚیہِ خاموش، کلچرل اکیڈیمی ہُنٛد بُنیأدی لائحہ عمل محذوف سپدنہٕ ٔستی تہٕ ازکل چُھ ووٗنی بیٚیہِ دُبارٕ اکیڈیمی "تھیٹر سیل" تشکیل دِتھ ڈراماہی تحریکہِ زُو زہتہٕ بخشنہٕ باپتھ رواں دواں تہٕ ؤری 2023 ء دوران گٔری أمی شعبن پوٚلس پوٚت زٕ کامیاب ڈراما فیسٹول ٹیگور ہال سرینگرٕ منعقد۔ مزید کوٚر أمی شعبن لگ بھگ کٔشیرِ ہِنٛدِس پرٛتھ ضلعس منز کلچرل فیسٹول منز اکھ اکھ ڈراما مقامی فنکارن ہِنٛدِ ذٔریعہِ پیش۔

☆☆

شہزادہ رفیق

ظونہٕ وٲنِتھ منہٕ بوٚ وترجمہٕ

رحیم رہبر چُھ سائنس افسانوی ادبس منٛز اکھ ویوٚ دتہٕ معتبر فرد۔ ماجہِ زیوٚ سو چھ کرنہٕ کہِ مقصدٕ چُھ یِموڈاکٹر شبنم عشایی ہنٛزِ نظمہٕ سوٚمبرنہٕ ''من بانی'' کوشُر وردن ''منہٕ باوتھ'' کٔرِتھ پوٚ رمُت۔ پیٚٹھ بانے وَنہٕ بہٕ زِ ترجمہٕ کارِ ہنٛدِ ترجمُک مقصد چُھ تخلیق کارِ ہنٛدین احساساتن تہٕ جذباتن ویہِ ووٚن واتنیٲری وَل بخشُن۔ امہِ کِنٛز چُھ تخلیق کار ہنٛدِس فطری ژ ویس، معروٗضس تہٕ تتھ تاثُرس زٲنی یاب آسُن ضروٗری بنان یُس ترجمہٕ کِنٛز عصری حقیقژن قبوٗلیت خاطرٕ وتہٕ ؤہرٲوِس شیرٕ پٲرچُھ کران۔

رحیم رہبر چُھ امہِ لحاظہٕ خوش قسمت زِ تِمن چُھ تخلیق کار ڈاکٹر شبنم عشائی ہنٛتی ارضی تہٕ عصری رشتہٕ۔ اردوٗ زبان تہِ چھنہٕ کاشرِس ووپرِ باسان۔ گرائمری غلطی تہٕ تذکیر وثانیت اوٚک طرف ترٲوِتھ چُھ پرٛتھ کانٛہہ اتھ پٲرِم زٲنِتھ بولان۔ یوٚ دوَے زن کاشرِس لوہ لنگرس منٛز ووپرٲزی وہٕ ہارتیوٚ تاہ چُھنہٕ مُتأثر ہیوٚ کمُت کٔرِتھ زِ شاعر تہٕ ادیب سُنٛد تخلیقی ظون یِیہِ اتھ ولہٕ منس منٛز ہینہٕ تہٕ اظہارٕ گژھِ رٛوبوٚ د۔ ووں گوٚ وعالمی انتشاری تہذیبکہِ اثرٕ ہنٛتی یُس ردِعمل تخلیقی صلاحیژن منٛز شرٛوپ تہٕ اظہارٕ کِنٛز ذاتی وٲری داتن تہٕ حاری ثاتن باگرن مینژٕ میوٗل تہٕ تِمی کِنٛز میچ تتھ اکھ ترٛژھ اجنبی پہچان۔ یُس

اکھ تیُتھ ظوٗن concept بنیو ؤیتھ نہٕ کانٛہہ پلہِ پیٚون شعوٗر رلانہِ چُھ لیٚکھی تھےٕ۔ یتھ منٛز اجتمأیت آسہِ ہے یا دَگ ژینن واجنٕۍ منشی آرٕج آسہِ ہے۔

یمنٕے عصری حقیقژن چھِ ڈاکٹر شبنم عشائی پننہِ اظہأری صلأحیژ وَکنٕہ مُدی ین راوٕ کٔرِتھ ذأتی تجربن تخلیقی تجزیہِ تچھُن ٹُلہٕ وۆن شعوٗر بخشِتھ پرن وأٔلس پانس ستۍ تمبرِ سبہِ منٛز شریک کٔرِتھ نظرن کوٗنٛدِ منٛز پیان۔ رحیم رہبر چھِ ژاٹہٕ کۆٹھ کٔرِتھ تمبرٕن احساس چہِ بیٚہِ برٔتھ ترجمہٕ کأری ہنٛدِ وَلہٕ ارضی وُشنیارٕ پھہہ ناوان۔

ڈاکٹر شبنم عشائی ہنٛز نظم چھِ:

وجوٗد کے جو حصے
وجوٗد کی تلاش میں کھو جاتے ہیں
اُن کا اندراج
زندگی کی کسی بھی File میں نہیں ملتا
ہاں اُن نظموں میں جو آنسوؤں کی روشنائی سے
لکھی گئی ہوں
وہ حصے بستے ہیں
لیکن پھر ہمیں تاریکی کو
اپنا نشیمن بنانا پڑتا ہے
اس راز سے زندگی نہیں
وجوٗد واقف ہے

اور ہم

وجود نہیں

زندگی جیتے ہیں!

امیک ترجمہٕ چُھ رحیم رہبرٕن تتھ زیٖوِ منٛز کران یوس سہٕ پننہِ ماجہِ زیٖوِ دوٚہِ گلس ستی چووٕمُت چُھ۔

وچھ دِکی یم حِصہٕ

وچھ دٕکس تلاشس منٛز راوان چھِ

تِہُنٛد اندراج چُھنہٕ زندگی ہٕنٛزِ کُنہِ تہِ

فایلہِ منٛز گژھان

آ......یمن نظمن منٛز یمہٕ

حِصہٕ

اَشہِ میلہٕ ستی لبکھنہٕ آسن آمتی

چھِ

تمہٕ حِصہٕ روزان

مگر پتہٕ چُھ اَنہٕ گٔژھس اَسہِ

پننہٕ تھکہٕ پہنڈ بناوٕنی پیوان

امہِ راژِ نِش چھنہٕ زندگی پؠ زو وچھ دواٚ قف

تہٕ اٚسی!

أسی چھنہٕ وجۄ دبلکہِ زنٛدٕ گی زُوان

☆

ترجمہٕ کارٕ ہنٛدِ خاطرٕ چُھ ضرۄری زِ تس آسہِ انفرأدی تخلیقی ہونرٕ ستیٚ ستیٚ دونوٕنی زبانٕن ہُنٛد تخلیق مزاج ویۄد۔ مے گژھہِ معنیأتی پچھانٕ علامژن، استعارن تہٕ اظہارن ہنٛدِ ذأتی تہٕ نفسیأتی سِرن ہُنٛد سۄن ووگُن زانن وول آسُن۔ یہِ وَل تہٕ تخلیقی بٕتُر نہ آسنہٕ کِنہٕ چُھ ممکن زِ ہم نفس زبانٕن ہُنٛد ترجمہٕ چُھ شناخت خاطرٕ چھینٛی پۄژ ؤہراوان۔ اکثر ترجمہٕ یُس اردو نظمن، نثرس تہٕ شأعری کأشرِس منٛز چُھ کرنہٕ آمُت چُھ اَمی ماثٹھا لُک۔ اِدٕ سہٕ غلام نبی آتش صأبنہِ ذٕسی مرزا غالب ہنٛدٕ ن غزلن ہُنٛد ترجمہٕ چُھ یا ڈاکٹر شبنم عشائی ہنٛزن نظمن ہُنٛد کأشُر ترجمہٕ۔ وۄں گۄ و ترجمس اَترٕ ممکن ییٚلہِ نہٕ ترجمأوِی زبأنٕ منٛز ویۄ دلفظ آسہِ۔ یا ترجمہٕ کرن وأٹس لفظ ڈکشنس منٛز کاثہہ کھوچرٕ یا اڈٕ کِبی آسہِ۔ نثرس برعکس چُھ شأعری ہُنٛد ترجمہٕ پٔزی ہناژٕ ربصیرت تہٕ بصارت منٛگان۔ علامژن ہُنٛد تفہیم چُھ بُنیأدی طور تخلیق کارسُنٛد ذأتی آسان۔ یُس تمی ہنٛدٕ ن احساسن، وأرِی داتن، محسۄساتن تہٕ معرۄجُک عکاس چُھ آسان۔ یتھ سہٕ تخلیقی ولہٕ وانتیار بخشنہٕ خأطرٕ فنکارانہٕ اظہارٕ ؤطیرٕ چُھ اختیار کران۔ یہٕ ؤطیرٕ چُھ معلۄمأتی، تہذیبی تہٕ جمالیأتی عنصرن ہنٛدِ یکتہٕ ستیٚ صۄرتھ لبان۔ ترجمہٕ کار چُھ مخصۄص زبأنٕ ہنٛدِ ورتاوٕ یمٕنے عنصرن تخلیقی قدرن ہُنٛد لحاظہٕ کٔرِتھ ؤہراو بخشان۔

ڈاکٹر شبنم عشائی ہنٛدٕ ن تجربن ہُنٛد نفسیات چُھ بلہٕ وان۔ سو چھے یمن ہُنٛد ٹچھر تہٕ میچھر وہتران۔ یہنٛدِس اظہارس منٛز ذأتی جبلت محسۄس کرنہٕ باوجۄ داکھ ترٛژھ

جبلی کیفیت واجێنۍ دگ وۄتلان یوس سمأجی تہٕ ، اجتمأعی چھَ، اَوے چھِ لطیف قدرٕ اُجاگر سپدان۔ یِم قدرٕ چھَ تِمن حقیقژن ہنٛز عکأسی بنان یِم تخلیق کار سٕنٛدِ تخیلہٕ کِنۍ جامن ترٛوپ ژٹان نوٚہنہٕ ماڈلن منٛز پان شروپرِتھ دۄکھن سوکھن ژێنٛپھی چھِ ژٹان۔ امہِ سوکھ رأوی دۄکھ بأوی اتحادٕ سۍتۍ چھُ لفظس تہٕ لفظٕ ورتاوس سۍتۍ سۍتۍ تخیلس شعوٗرحسہٕ وُزنأوی ژٕہنہٕ دِنہٕ واجێنہِ ہێرفژن ہُنٛد باس گنان۔ یِمن ہُنٛد اتری مێچھر أچھن مُتھتھ چھُ وجوٗد تنہِ مُژ رِتھ وَنہٕ شێہجارس ئری یہ زٕ ژن منہٕ وأ راگس پوٗش پھولراونہٕ موکھ وولہٕ سنسن انان۔ پۆز گاشری زٕ ژن ہُنٛد مأل مێچھر کہِ مانہٕ مأنۍ کِنۍ چھُ وۄکھ کفیت وۄتلان۔اَوے چھِ شبنم عشائی ہنٛزِ شأعری منٛز ''راتھ'' اکہِ مخصوٗص علامژ رٔنٛگی وۄتلِتھ بسیار تاثُر زنماوان۔ بێہ، ہِیم،چھوکھ،ژھدُن تہٕ احتجاج سأری عنصر چھِ نمایاں۔

رحیم رہبر چھُ افسانہٕ نگار یِمن ہُنٛد اسلوٗب تہٕ ہیت شأعرانہٕ چھُ۔ ترجمہٕ کرنہٕ وِزِ چھُ یُہنٛد پٔژن تخلیقی شعوٗر تہٕ مہارتھ مہرنہِ ہُنٛد ساز بٔنتھ کھہرنہِ کھوٚتمُت۔ دۄنوٚنۍ زبأنٔہن ہُنٛد فکری، وَنہر آسنہٕ کِنۍ چھُنہٕ محاورأتی ورتاونس منٛز تہِ یِمن کانٛہہ کھوچر بُتھِ آمُت۔ تخلیق کار سُنٛد تخیُل تہٕ تصور ماجہِ زیوٚ ہنٛدِ وٗسیلہٕ ظونہٕ وبلأوی کرنہٕ رۆس پَرن والٮ۪ن تام واتنأوِتھ ہیوٚ کمُت۔

میں جسم پر Telcum نہیں

اپنے وجود پہ

نمک چھڑکنا چاہتی ہوں

صدیوں سے جمی ہوئی

برف کاٹنا چاہتی ہوں
کیا تم رشتوں کا الاو
دہکا سکتے ہو؟
میں اپنے آنکھوں کو
آنسوں سے
طلاق دِلانا چاہتی ہوں
صدیوں سے
آنسو کاشت کر رہی ہوں
کیا تم میری آنکھوں کو
خواب دے سکتے ہو؟
زمانے کے بکھیڑوں میں نہیں
من کی دنیا میں
گھر بنانا چاہتی ہوں
بس اب میں
دِل کی بات سننا چاہتی ہوں
کیا تم میرے من میں
بول سکتے ہو
☆

امیک کأشُر نظمأوی ترجمہٕ چُھ رہبر صأب ییتہٕ پأٹھی کران

بہٕ چھبس نہٕ بدنس پتھ ٹیلی کام(Telecom)

بہٕ چھبس وجہٕ دس پننس یژھان

نوہنہٕ چھٹرکاوکرُن

ہتہٕ وادٕ ریو پتھ لوٚگمُت شین چھبس

ژٔٹُن یژھان

رٕشتکِس اَلاوَس دِکھائِر؟

بہٕ چھبس ووٚنی پننین چشمن

یژھان اۄنشہٕ نِش طلاق دِیُن

ییمہٕ ژٔری وادو پتھ

اۄشس کاش کران چھےٚ

ژٕ دِکھامیٚائین أچھن خاب؟

بہٕ چھبس نہٕ زمانکین کُھر بن منٛز کینہہ پوٚز

من رٕکس دُنیاہس منٛز

گرٕ آباد کرُن یژھان

بس ووٚنی چُھس بہٕ دِرِچ کتھ بوزٕنی یژھان

کیا ژٕ ہیکہٕ کھامیٚأنِس منس منٛز بول بوش گٔرتھ!

☆

بہترین ترجمہٕ ییہِ سُے زانِنہٕ ،یتھ منٛز زبان تہٕ اظہار روٗی لیس ءستی ءستی تِمن عنصرن ہُنٛد خیال آسہِ تھاوُنہٕ آمُت ییمو ـکنٛز تخلیق کارس تخلیق مکمل کرنس پتہٕ ڈٕکس اطمینا نُک اَسُن پھولان چُھ ۔کینٛژن ماہرن ہُنٛد مانُن چُھ زِ لفظو بدلہٕ نضیمُک ترجمہٕ سپُدن ۔یتھٕ کٔنز ہیکہِ ہے اکھ نوٚو تخلیق بارسس یتھ ،یتھ پتہٕ ترجمُک کانٛہہ غأر مُلِتھ آسہِ ۔مگرامہِ اندازُک فن پارٕ ہیکہِ نہٕ سہٕ فٔنی ارتقہُک شعوٗر پھاپنٛھ لأوِتھ یُس عالمی ادبی اظہارس منٛز علمی explosion کہِ وکالتہٕ اپروجس منٛز لحظہٕ پتہٕ لحظہٕ مُتأثر چُھ کران ۔زمان ومکانُک نفسیات تہٕ تخلیقی بصیرت ہونٛز رادِ چہ کپٹہِ منٛز ہیکہِ نہٕ تفہیمی سودبود تہٕ اتھِ یتھ ۔

شفیع شوق صأب ،کنیاں دان تہٕ زُوچھُم بڑ مان ،غلام نبی آتش صأبُن ''حکایاتِ رومی'' ستیش وِلِ سُنٛد ''دگ چھِ کُنی'' تہٕ ''وُن تہٕ سرٛ یہہ'' شاد رمضان سُنٛد ''انہار تہٕ عکس'' رشید سرشار تہٕ شہزادہ رفیق سُنٛد ''آسیہِ'' گُلزار احمد پرے سُنٛد ''گیرخان، درخشان اندرابی ہنٛز ''زُوس پتہٕ اکھ راتھ'' محفوظہ جان ہنٛز ''ہندریار'' قاضی ہلال دِلنوی سنٛز ''حساسہٕ مول'' تہٕ مےٚ پھوٚر پتُن آسُن'' ۔رشید کانسپوری سُنٛد عجب فسانہٕ تہٕ نظم چھُم ناد لایان نثری ترجمہٕ پڑنہٕ ستی ہکن تخلیقی ترجمکی اصوٗل پچھانِنہٕ یتھ ۔

''منہٕ باوتھ'' چھِ اکھ جان کوٗشش ترجمأنی ہُنر آزماونٕچ ۔رہبر صأبن چھُنہٕ نظمے یوٗت کأشُر رنگ یوٚ رُمت ،بلکہِ چھُکھ تِمن نثر پارن تہٕ کأشُر ترجمہٕ کوٚر رُمت ییم ڈاکٹر شبنم عشائی تہٕ تٔمی ہنٛدِس تخلیقی اپروجس منٛز لیکھنہٕ چھِ آمتی ۔یتھ منٛز تِمن اکھ خاص مقام دِنہٕ چُھ آمُت ۔امہِ ستی چھِ ترجمہٕ کارہنٛز اتھ فنس متعلق یژھ نان ۔نظمن ہُنٛد ترجمہٕ

عام فہم کأشرِس منز کرنہٕ ہٕتی امیک مول عام پرن وألس نِش ہُران۔ ووں گۆ واگر کأشراونہٕ وِزِ محاورأتی زبان ورتاونہٕ یِیہِ ہے مفہۆم بدلاونہٕ رۆس زیادٕ رُت گژھِ ہے۔ ترجمہٕ کرنہٕ وِزِ چھُنہٕ رہبرِ صأب ''چھبس'' تہٕ ''پچھُس'' درمیان فرق قأیم تھأوِتھ ہیکی مِتی۔ تہٕ کُرِتھ تہٕ چھِ رہبرِ صأب شاباشس لایق زِ تمو چھُ بڈٕ شوقہٕ تہٕ محنتہٕ سان ترجمہٕ کۆرمُت۔ ''لۆتی پأٹھی چکھا زہر'' تعأرفی مضمۆن لیکھِتھ چھِ یمو پرن وألی شبنم عشائی ہِنٛدِ صبرِ کی، بُردبأری ہِنٛدی ملاح بنأوی مِتی۔ یمو وصفو کِنی چھِ سانہِ کأشرِ ماجہِ بیٛنہِ للہٕ ماجہٕ، حبہٕ خاتۆنہِ تہٕ أرنہٕ مالہِ ہِنٛدِ میراثکی أمین۔ کینٛہہ ہے چھِ تم یمو اتھ میراثس پننہِ تخلیقی بِتری بلہٕ کِنۍ بُرژر کۆر۔ یمو منز ڈاکٹر شبنم عشائی تہِ چھِ۔

''منہٕ باوتھ'' چھِ ژورن باگن منز۔ گوڈٕ چھُس تعأرفی تہٕ تبصرٕ مضمۆن۔ امہِ پتہٕ چھِ نظمہٕ ترٛہن باگنن منز بأگرِتھ۔ نظمن چھُنہٕ کانٛہہ مخصۆص عنوان۔ بلکہِ چھِ باگنہِ ''بہٕ چھبس سونٛچان'' ''کُنہٕ'' تہٕ ''من نظمۆم'' پچھان دِتھ ترتیب دِنہٕ آمِتی۔

''منہٕ باوتھ'' چھِ ترٛہن ہتن تہٕ ستوٚہن صفٕن پیٹھ مشتمل۔ گیٹ اپ چھُس شاندار، یتھ اکہِ طرفہٕ ڈاکٹر شبنم عشائی ہُنٛد فوٹو، زمان ومکانکین شرٛوکین گنٛڈ مُژران محسۆس چھُ سپدان۔ کتابہِ ہُنٛد مول چھُ ژور ہتھ۔ بوزٕ وے زیادٕ چھُنہٕ، مگر یتہِ کُس چھُ پران۔ نتہٕ چھُ پرُن لایق ترجمہٕ۔

بُنیأدی تخلیق ''من بانی'' ہُنٛد یۆ دوَے چھُنہٕ؟ مگر ترجمہٕ ''منہٕ باوتھ'' ہُنٛد بسم اللہ چھُ کأشرِ ہِنٛزِ لل ماجہِ ہِنٛدِ مشہۆر واکھہٕ ستی سپدُمُت، یوس جان کتھ چھِ:

گورن دۆپنم کُنے وژُن

نیٚبرِ دۆپنم اَنٛد راٲژُن

تیٚ گۆ وللہِ مےٚ واکھ تےٚ وَژُن

توٚے ہیوٚتُم ننگےٚ نَژُن

ترجمہٕ چُھ پۆزی عصری، تخلیقی تہٕ تہذیبی انہارن ہُنٛد مولہٕ وُن آکارتہٕ ظوٗن تھاوِتھ کرنہٕ آمُت ۔ یتھ منٛز انسانٕنٛ نفسیاتکیٚ بُتھی مؤلہِ وۄہارٕنٛ دِتھ ویٚدی چھِ کٔرِتھ۔ یہٕ واتناوِ پٔژن یہِ مقالہٕ عبدالروف نیٚوِ یمو الفاظو ستیٚ انٛد۔

Translation is like a young girl, if faith full

not beautiful , if beautiful not then faithfull.

☆☆☆

ڈاکٹر شوکت شاؔن

رشید نازکی، عقیدتی ادبہٕ کس اَنس منز

کمراز علاقُک بنٛڈٕ پور ضلع چھُ پننہِ خوبصوٗرتی کِنۍ دُنٛیس وادی منز اکہ وَکھرٕ پرزنتھ تھاوان۔ گُلہم ضلعس چھِ اکہِ پاسہٕ ہرموکھ، ترٛ اگہٕ بل تہٕ گُریز روفہٕ ستۍ وٕلتھ تھٔدی تھٔدی بال، سبزٕ تہٕ گٲنٛز جنگل، صاف تہٕ شوٗدھ ہوا بخشان تہٕ بێیہِ پاسہٕ چھِ اتھ مانسبل، مدھومتی تہٕ وولرٕکی ملروٗنہٕ وِگُننن ہنٛدی ساَدروار نغمہٕ تہٕ ساز آیتن تھاَوِتھ مٔدراوان تہٕ وولساوان۔

یتھ کتھِ منز چھُنہٕ کانٛہہ تہِ شک زِ یتھِ پاَٹھی یہِ علاقہٕ پننہِ ماَری منزٕ رِکنۍ ماننہٕ یِوان چھُ، تتھے پاَٹھی چھِ اتھ ضلعس منز تھدِ پایہِ چوٗرٕ روٗحاَنی تہٕ ادبی شخصیٔژ وزنم لوٗ بمُت، یمو ادب، توٲریخ، تصوّف تہٕ فلسفس منز تِتھی کارنامہٕ تھاَوی یِہنٛز خوشبوے پِنہٕ واجتِن پُین معطر کران روزِ۔ علاقے بنٛڈٕ پورچہِ امی ذرخیز سرزمینہِ ہُنٛد پاٛداوار چھُ پروفیسر رشید نازکی صاَب یُس پننٕو خداداصلاَحیژو تہٕ علمی بصیرت کِنۍ اکہِ ہمہٕ جہت شخصیژِ رنٛگی زاننہٕ یِوان چھِ۔ نازکی صاَب چھُ بُنیاَدی طور اکھ سیدزادٕ تہٕ اَمی سٕنٛدِ وجوٗدچہِ اَڈرنہِ منزٕ چھُ عقیدت، پژھ، حُبِ رسولؐ تہٕ تصوٗفچ سُہ خمیر یێمیک بارٕ بٔگہٕ اظہار یمو پننین تخلیقن منز یسلہٕ پاَٹھی کوٗرمُت چھُ۔ میانہِ مقالُک عنوان چھُ ''رشید نازکی عقیدتی ادبہٕ کس اَنس منز'' تہٕ اتھ تناظرس منز ییٚلہِ یِہنٛدِس گُلہم ادبی دِیتس پٔژھ ترٛاوان چھِ، اتھ منز چھِ یوٚ ہے

عقیدن تہٕ اسرآری یت اکہِ نتہٕ بیٚیہِ رنٛگہٕ پریڈان تہٕ پرن والین وولساوان۔

''عقیدت'' چھُ عربی زبانٕی ہُنٛد لفظ تہٕ معنہِ چھُس کانٛہہ کتھ حق تہٕ پۆز زمانٕتھ تتھ پیٚٹھ ہِے، پٔژھِ تہٕ لولہٕ سان دِلس منٛز جاے دِنۍ۔ لل دیدٕ تہٕ شیٚخ العالمؒ سٕنٛدِ وقتہٕ پیٹھے چھِ عقیدت تہٕ اسرآری یت کأشرِ شأعری ہُنٛد غألب موضوٗع روٗدمُت۔ امہِ وٕتھِ ہُنٛد آگر اوس ڈاڈٕ تہٕ زمانہٕ کیو مختلف تقاضو باوجوٗد روٗزیہِ گاہے ژھوپہٕ کان تہٕ گاہے گرٛکان تہٕ مختلف سٔنٛز ووٕگنٛز ژیٚنہٕ باوجوٗد دوآژیہِ وٕتھ موجوٗدٕ دورس تام۔

مےٚ وۄن گوڈٕے زِ نازکیؔ صأب اۤسی علمی بصیرٕتکی پیکر تہٕ یِمن اۤس مشرقی تہٕ مغربی دوٕنوٕنی علوٗمن پیٹھ سرٕنی تہٕ طایرانہٕ نظر۔ وُہمہِ صٔدی ہٕنٛدبن شأعرن منٛز چھُ نازکیؔ صأب واحد اکھ سُہ شأعر تہٕ ادیب ییٚمی جدید رُجانن، تقاضن تہٕ سوچن ترٛاین ہٕنٛدِس دُنیاہس منٛز روٗزِتھ تہٕ پرٛانین اسرآری قدرن، روٗحأنی تہٕ تصوٗفکین موضوٗعن پننین تخلیقاتن ہُنٛد غألب موضوٗع بنوو۔ اسلأمی توأریخ روٗزِتھ ہٕنٛدِ گُلہم ادبُک مرکز۔ تصوف اوس تِمن ٹوٚٹھ موضوٗع تہٕ تِم چھِ تصوف کین مختلف اۤولین تہٕ زاۤولین رموٗزن متعلق لیۆکھمُت تہٕ انسأنی وجوٗدکی اسرار بیان کٔری متِہ۔ امیُک بُنیأدی وجہ چھُ یہِ زِ تِس چھےٚ کاینا تکین سِرن تہٕ أدلس تخلیقکارس پیٹھ پوٗرٕ پوٗر ریٚژھ تہٕ پٔژھ۔ اتھ تناظرس منٛز چھِ ریشُت تہٕ سأنی ریٚشی مذہبی رہنما، وہراتھ، زم زم، ذکرِ حبیب (۲) جلد تہٕ سریت تِم اہم تخلیقہٕ یِمن منٛز مذکوٗرِ موضوٗعس پیٹھ قلم تُلِتھ عام قأرٕین تام واتناوٕنچ اکھ بہترٕین کوٗشش چھِ کرنہٕ آمٕژ۔

''ریشُت تہٕ سأنی ریٚشی'' چھےٚ نازکی صأبنٛز اکھ اہم کتاب یتھ منٛز کأشرِ ریٚشی

سلسلچ تورٲریخی زان دِنہٕ آمٕژ چھےٚ ۔یہِ کتاب چھےٚ کشمیر یونیورسٹی ہٕنٛدی کٲشری شعبن 1979ہٕ ء منٛز شایع کرٕمٕژ Basic book programmes تحت تہٕ یہِ کتاب چھےٚ پانٛژن بابن پٮ۪ٹھ مشتمل۔ گوڈنیکس بابس منٛز چھِ پرٛٲنی کٔشیرِ تہٕ ریٚشُت، دۆیم باب لل دیٚدِ متعلق ،ترٛیٚیم باب اسلأمی تصوّف تہٕ ترکا فلسفہٕ ،ژۆرِم باب اسلام، تصوّف تہٕ ریٚشت تہٕ أخری باب ریٚشین متعلق وُبرٕ ھناٚ وِتھ پیش کرنہٕ آمُت ۔امہِ کتابہِ ہٕنٛز اہمیت نظرِ تل تھأوِتھ چھُ پروفیسر رحمان راہی امہِ کِس پیش لفظس منٛز لیکھان:

''......کٲشرِ قومُک کِردار تعمیر کرنس منٛز چھُ ریٚشن ہُنٛد تہٕ ریشیتُک رول سیٹھاہ اہم روٗدمُت ۔ ریشت چھُ بیٚین مقأمی فلسفن لرِ لوٚر ساٹھن سوٗنٛچن ترٛاین تہٕ سأنِس ادبس اکھ تہہ دار پوٚت منظر مہیا تھاوان روٗدمُت ۔ اَمِچ یہِ اہمیت نظرِ تل تھأوِتھ اوس یژ کالہٕ پٮ۪ٹھ کٲشرِس منٛز اکہِ تژھِ کتابہِ ہُنٛد ضروٗرت باسان یتھ منٛز مشہوٗر کٲشرٮ۪ن ریٚشن ہُنٛد اکھ تذکرٕ ، ریٚشی فلسفچ توأریخی سام تہٕ بیٚین سوٗنٛچن ترٛاہن ستی امیک تقابلی مطالعہٕ شأمِل آسہِ ۔ ریٚشتُک درِ دس موخصر مطالعہٕ تہٕ ریٚشن ہُنٛد یہِ موختصر تذکرٕ چھُ گوڈنچہِ لٹہِ کٲشُر پرَن والین آیتن تھاونہٕ یِوان...........(صفہٕ 3)

یِتھٕ پأٹھی چھےٚ یہِ کتاب اتھ موضوٗعس پٮ۪ٹھ لکھنہٕ آمژ گوڈنچ بُنیأدی کتاب یُس طألبِ علمن تہٕ کٲشرِ ثقافتی زندگی ستی دلچسپی تھاون والین ہٕنٛدِ خأطرٕ قأبلِ اعتبار تہٕ فأیدٕ منٛد چھےٚ۔

''مذہبی رہنما'' چھےٚ نازکی صأئبٕ سٕنٛز بیا کھ تحقیقی کتاب ۔ یہِ چھِ کشمیر یونیورسٹی ہٕنٛدی کٲشرِ شعبن 1982ہٕ ء منٛز شایع کرٕمٕژ ۔اتھ منٛز چھِ دُنیاہچن أٹھن بجن شخصیژن

ہُند تعارف، فلسفہٕ تہٕ تعلیمات تورٲ ٹھی تہٕ تحقیقی تناظرس منز پیش کرنہٕ آمُت۔ یمن شخصیٚون منز چھہِ حضرتِ موسیٰ، حضرت عیسیٰ تہٕ حضرت محمد رسول اللہ تہٕ تہنز تعلیمات تہٕ شأمِل۔ کتابہِ ہِندِس عرضِ ناشرس منز چُھ پروفیسر مرغوٗب بانہالی لکھان:

''...... کأشُر شعبہٕ چھُ یہِ کتاب شایع کٔرتھ اخلاقیاتس تہٕ مذہبیاتس پیٹھ کأم کرن والین طألبِ علمن دراصل مادٕ پرستی ہِندِس پرٕ ونِس رُجحانس منز انسأنی عقیدٕ کِس تہذیبی پتھ کالس کُن متوجہٕ کرنک امارٕ ہیتھ صرف یہِ وَننس پیٹھ اِکتفا کرُن یژھان زِ یتھ کتابہِ منز چھُ تِمن رٗحأنی شخصیٚون ہِندی حالاتِ زندگی تہٕ فلسفہٕ حیات قلمبند سپدی ہٕتی یم پتھ کالچین صدی ین دوران جہالت، کم علمی تہٕ مویٗسی ہِندِس گٹس دُنیاہس منز روزن والین رٗحأنی ترقی ہُند گاش ہاوان رٗدی......'' (مذہبی رہنما صفحہ: ۲)

''وہراتھ'' چھےٚ نازکی صأبنۍ شعرِ سۆمبرن یوس 1995ءٕ منز چھاپ سپز تہٕ اتھ کتابہِ چھُ ساہتیہ اکیڈمی ایوارڈ میوٗلمُت۔ اتھ شعرِ سۆمبرنہِ منز چھہِ کینژہہ نعت، منقبت، ژُ مصرأے، وژن تہٕ زیادٕ پہن غزل۔ ''وہراتھ'' کتابہِ ہِندِس پیشِ لفظس منز چھہِ پروفیسر حامدی کشمیری ''رشید نازکی اکھ پوشہٕ وَن'' مضموٗنس منز رشید نازکی صأبس جمالیاتک شأعر وَنان تہٕ پٔزی پأٹھی چھےٚ یہنز شأعری ہُند جمالیأتی تصوٗر یمن اکھ منفرد شأعر بناوان۔ یۆ دوٚے حامدی صأب یہنزِ شأعری منز وۄتلن وأرِس شعری کِردارس ارضی رنگ تہٕ خوشبوے ژھٕنہٕ ناوان چھُ، مگر تۄہہ تہٕ چھہِ اتھ منز تِتھۍ نعتہٕ شعرتہٕ یم عشقِ حقیقیچ ترجمان تہٕ چھہِ تہٕ عشقِ رسوٗل کی ٹاکارٕ انہار تہٕ۔ مثالہِ باپتھ چھِ نوم کینژہہ شعر پیش:

نعت لیکھہٕ ہا بہٕ چُھس نہٕ اتھ لایق

مولُد پرٕ ہا بہٕ ژُھس نہٕ اتھ لایق
ناو ہمہٕ ہا ادب گُھک چُھ خیال
بے ادب ژُھس بہٕ ژُھس نہٕ اتھ لایق

یا

نۄر لأگتھ مےٚ دارِ کِنۍ آہم
پۄش پھولنم وارِ کِنۍ آہم
دۄہن دُنیا وَندے بہٕ پزتھ قدمس
یا مُزٕمِل سپارِ منٛز آہم

تہٕ یتھے پأٹھۍ:

اَبرِ رحمت چُھ ہأنگۍ ننہن ژھانڈان
آیہٕ پتھ آیہٕ زن وسان فرمان

یا

یتھ وۄشُل رأژ یوت تہٕ خاموشی
زن مجسم چُھ سورہ رحمٰن
چون گُل روخ چُھ بلبُلن اوراد
سیۄد و وتھکھ تھوۄد تہٕ خم گژھن شمشاد

قصیدہ بردہ یک کأشُر ترجمہٕ آو "زم زم" نأوۍ کتابہِ اند ر 1992ء منٛز چھاپ سپدِ تھ۔ اتھ منٛز چُھ قصیدہ بردیک عربی، فارسی تہٕ نازکی صأبنہٕ دِسی کرنہٕ آمُت کأشُر منظوٗم

ترجمہٕ اکھُتے شاٲمِل۔ کُنہِ تہِ زبانٕہ ہِنٛدِس منظوٗمس بیٚیس زبانٕہ منٛز منظوٗمس أنٛدرے ترجمہٕ کرُن چھُنہٕ کانٛہہ سہل کتھ مگر نازکی صاٲبس چھِ قصیدہ بردیک کاشُر منظوٗم ترجمہٕ کٔرِتھ کأشرِ زبانٕہ تہٕ کأشرٮ۪ن لولہٕ والیٚن ہِنٛدِ باپتھ اکھ تھٔکنٕہٕ لایق کأم کرٕمٕژ۔ پٔرتھ زبانٕہ ہٕنٛز شاعری چھُ پنُن اکھ مُنفرد مزاز آسان تہٕ محض لفظن تہٕ اچھن ہٕنٛزِ زانکأری ستی ہیکو نہٕ أسی کُنہِ تہِ زبانٕہ ہُنٛد مزاز زأنِتھ۔ نازکی صاٲبن چھُنہٕ اتھ ترجمس منٛز عربی لفظو بجایہِ کأشرِ لفظٕے یأتی ورتأوِ ژمتی بلکہِ چھُکھ پوٗرٕ قصیدٕ شریف کأشروومُت تہٕ اوَے کِنٕہ چھِ اَمِکی شعر عأم کأشرٮ۪ن دِلس تھپھ لایان تہٕ سو کیفیت پأدکران یوسہٕ لولہٕ والیٚن وٕلسنس اَنان چھِ۔ پروفیسر غلام رسول ملک چھُ ''زم زم'' کتابہِ ہِنٛدِس پیشِ لفظس منٛز اتھ ترجمس متعلق رقمطراز:

''......حق چھُ یہِ کہِ مےٚ کوٚر قصیدٕ بردُہک حقیقی لُطف نازکی صاٲبنہِ ترجمہٕ نِشے حاصِل۔ فنی لحاظ چھُ یُہُنٛد ترجمہٕ اصلہٕ نِش بلاشبہ بہتر..........'' ''زم زم''

مثالہِ باپتھ چھِ قصیدہ بردہک کیٛنٛہہ کأشُر منظوٗم ترتھٕ پأٹھی:

حُمدیُس ذاتِ حق پران پانے میٛانہِ معبوٗدِ آش ہیٚتھ آسَے
وصف گٔنٛزرٕنی تھٔنٛدی ہیٚ کوٚ زانے
چانٛی رحمت ہیٚ راش ہیٚتھ آس
نعت گو پانہٕ ذُوالجال تِمن
رحم کٔری زٕہم تہٕ لأگی زٕہم نہ حساب

☆

سوٗنتھ یۄت تام یِم چشمن چھاوَن
نغمہٕ یۄت تاں پٔنٕز قدم تژاون
شأعرس قارٕین خُدا بۄزِنٕ
مغفرت زن بشارتاہ سۄزِنٕ

(قصیدٕ بردٕ)

''ذکرِ حبیب'' چھےٚ نازکی صأبٕنز بیٚا کھ شہکار تخلیق۔ یہِ چھےٚ دۄن جلدن پیٚٹھ مشتمل کأشرِ زبأنۍ منٛز حضوٗر پاکؐ سٕندِس سیرتھ پیٚٹھ گوڈنیٚچ کتاب۔ یہِ چھےٚ کأشرِ زبأنۍ انٛدر سیرت نگأری ہٕنٛدِ حوالہٕ نۄ وتہٕ تھٲکن لایق ہُر بٕ اسلوب چھےٚ اکھ جدید ادبی اصطلاح ییٚمیُک ہم معنہ لفظ Style چھُ۔ پرٛتھ کأنٛسہِ أدیبس چھُ پننہِ اظہارُک مُنفرد انداز تہٕ اسلوٗب آسان۔ فن پارس معیار تہٕ وقار بخشنہٕ خأطرٕ چھُ شأعر یا أدیب زبأنۍ ہُنٛد منصب، لفظن ہٕنٛز ترتیب تہٕ قوت، مفہوٗمٕچ بلندی تہٕ فکر وخیال بڑٕ حسبہٕ سان ورتاوان ییمہِ سٟتۍ زبأنۍ ہٕنٛدی معنے وسیع کھوتہٕ وسیع بنان تہٕ یِہے چھِ اَمِچ خوٗبی بنان۔ اسلوٗبس متعلق افلاطوٗن تہٕ ارسطو سُنٛد ذکر کۄرمےٚ صرف تہٕ صرف اِمو کِھ زِ عام پرن وألِس میلہِ اسلوٗبچہِ بُنیأدی تکنیکہٕ ہُنٛد ظوٗن تہٕ نازکی صأبنہِ دٕسۍ ذِکرِ حبیب کتابہِ منٛز ورتاونہٕ آمُت بیۄن اسلوٗب تہٕ لفظہٕ ژأریس بدٕس۔ نازکی صأبس چھُ اکھ منفرد اسلوٗب تہٕ یُہنٛد کلُم نثرتہٕ خاص کٔرِتھ ''ذکرِ حبیب'' پران پران چھِ پرن وألی سٕنٛدی ادارٕکی ذٕریچہِ زنتہٕ مُشراونہٕ یِوان تہٕ خط میلنس سٟتۍ سٟتۍ چھِ تٔس موضوٗعس نسبت معنوی امکان أکِس ڈرامأئی صورتحالس منٛز بروٗنہہ کُن یِوان۔ لفظن ہُنٛد باربط استعمال تہٕ زبأنۍ ہُنٛد۔۔ چھُ

پَرن وأٮ۪لس جمالیٲتی حِسّس رنز ناوان۔ مثالہِ باپتھ چھُ ذکرِ حبیب کتابہِ ہُنٛد اقتباس پیش:

’’......سید القریش، تو ہہِ چھُوِحض زانٛہہ یُتھ نُو ربوٚ رت ننٛدٕ بون شُر وُچھمُت ’’سارِوٕے زنانو پُرژھ عبدالمطلبس یکہٕ وَٹہٕ...... بے شک، نہ چھُ مےٚ زانٛہہ یُتھ نُور بوٚ رُت بُتھاہ وُچھمُت نہ آسہِ شاید دُنیاہس منٛز کانٛسہِ وُچھمُت۔ پوشِ زوٗن، تارکھ، روٗدٕ رأٹھ پتہٕ منہٕ مأنٛزٕ سوٗنژل، پھولہٕ وِنٛز گُلہِ ٹوٗری، حأران چھُس کتھ أکس حُسنس ئتی دِمہٕ اتھ موکھس تشبیہہ۔ اتھ بروٗنٛہہٕ کنہِ چھِ یِم تمام دَس بستہٕ۔ کاینا تکہِ حُسنُک پرٛتھ ویوٗر چھُ تکمیل لِبتھ أہنٛدِس موکھس منٛز وولسان۔ یہِ چھُنہٕ دراصل مےٚ محبت وَنناوان۔ یہِ چھُ سُہ پزٕ ریُس عبدالمطلبنہٕ زبانٛز ابروے بخشان چھُ......‘‘

’’سریت‘‘ چھُ پروفیسر رشید نازکی صأبنہِ زندگی دوران چھاپ سپدن واجیٚنٛز أخری کتاب۔ امیُک بُنیأدی موضوٗع تہٕ چھُ تصوّف تہٕ اتھ منٛز چھِ تصوّفکۍ مختلف زأوۍ جارن تہٕ انسانٛز وجوٗدٕکۍ سِرسأوۍ بیان وہٕشناونہٕ آمتۍ۔ یہِ کتاب آے 2016ء منٛز شایع کرنہٕ تہٕ اتھ منٛز چھِ ترٛے باب۔ گوڈٕنکس بابس منٛز چھِ سِریتُک معنہ، مطلب تہٕ امکۍ جواز وہٕشناونہٕ آمتۍ، دوٚیمس بابس منٛز چھِ سِری تحریکن ہُنٛد تعارف، ٹاوازم، داو ازم تہٕ ہندوسریتس پیٹھ مُدلل بحث کرنہٕ آمُت۔ ترٛیمس بابس منٛز چھُ تصوّف اسلأمی تصوّف تہٕ امہِ کِس ابتدأئی تہٕ ارتقأئی سفرس پیٹھ تنقیدی جأیزٕ پیش کرنہٕ آمُت۔

یِتھ پأٹھی چھُ رشید نازکی صأبُن گُلہم ادبی دِیُت نظرِ تل تھأوِتھ یہِنٛزٕ پاسل شخصیژن ہُنٛد باس میلان۔ یِم روزن ادبی اُفقِ کِس کاروانس منٛز ہمیشہِ گاہ ژھٹان

تہٕ اسرٲری معاملن ہٕنز وَتھ تہٕ مٔنزل سرن والین ہٕنْدِ باپتھ اکھ گاشہِ تارُک بٔنتھ وتہٕ ہاوُک۔ اللہ تعالیٰ کُرِن نازکی صاۍبس مغفرت تہٕ جنتس منٛز اعلیٰ مقام عطا۔ آمین

ٲخرس پیٹھ واتناوِ بہٕ پٔنُن یہِ مقالہٕ پروفیسر نازکی صاۍبنہِ یِیمہِ شعرٕ ستۍ اند ؎

نازکس گُل مرقدس دِی زبو کفن گُل شاںٔد گُل
پوشہٕ موٚت ژوٚل باغ ترٛ ٲوِتھ ازچُھ ماتم دار گُل

☆☆

شبیر حسین شبیر

''کاشرِس ادبس منز دریاون ہُند ذِکر''

دریاو چھِ انسأنی تہذیب تہٕ ثقافتکی اَژھێن حصہٕ۔ دُنیاہکێن تمام تہذیبن تہٕ ثقافتن ہنٛدی آگر، ترقی تہٕ اِرتقاء چھُ دریاون ہتی سیٚدِ سیوٚد منسوب بلکہِ یہٕ وَنس منز گژھ نہٕ مےٚ زانٛہہ تہٕ گانٛگل زِ پزٛتھ تہذیب تہٕ ثقافت چھُ دریاو بٔٹھن پیٹھے ووتلیوٚ مُت۔

شأعری چھےٚ انسأنی احساسن تہٕ جذباتن ہنٛز ترجمان تہٕ یِم انسأنی احساس تہٕ جذبات چھِ آفأقی۔ انسان سُنٛد گدرُن، جذبات، کیفیات تہٕ مسأئل چھِ مشترکہٕ۔ دٔریاو چھُ شأعرَو تہٕ ادیبو زندگی ہنٛدِ استعارٕ رٔنٛگی پیش کوٚرمُت تہٕ کُنہِ کُنہِ چھُ دریاو، ناگ، کولہٕ تہٕ آرن ہُنٛد ذِکر فطری حُسنٕ رٔنٛگی تہِ پیش آمُت کرنہٕ۔

کأشرو شأعرَو تہٕ ادیبو چھُ شعرٕ ادبس ہتی ہتی نثری ادبس منز تہِ دریاون، ناگن، کولن تہٕ آبہٕ جوین ہنٛز ذِکر یسلہٕ پأٹھی کوٚرمُت۔ سوصوٗفی شأعری آسہِ تن یا سأنٛز رومأنی شأعری، مثنوٚیَن ہُنٛد دور آسہِ تن یا سون لُکہٕ ادب، پزٛتھ دورس منز چھُ سانیو شأعرو تہٕ ادیبو شعرٕ ذأژن تہٕ نثری صِنفن منز امیُک ذِکر کوٚرمُت۔ یہِ ذِکر چھُ اکثر دریاوٕ نأوی کرنہٕ آمُت مگر کُنہِ کُنہِ چھُ باضأبطہٕ پأٹھی کشیرِ منز موجوٗدٕ دریاون مثالے وتھ، ویشَو،

رومشی، رٔنِو آر، بڑنگی،ساندرن تہٕ باقی دریاون ہٕنٛدۍ ناوہٕتھ ذِکر کرنہٕ آمٕت۔ دریاوِ ے یوت نہٕ کینٛہہ بلکہِ ناگن ہُنٛد ذکر تہٕ چھُ ورتاونہٕ آمٕت۔

''آگر نامہٕ'' مثنوی چھےٚ امی سلسلک اکھ بۄڑ ناوِیتھ منٛز اکہِ پلہٕ کشیرِ ہٕنٛدِ ن تمام دریاون تہٕ کولن ہٕنٛدۍ ناو چھِ بلکہِ یہٕ ساٖرے مثنوی چھےٚ دریاون پتھٕ لیکھنہٕ آمٕژ۔

آگر نامہٕ مثنوی ہُنٛد دورِ تخلیق چھُ شاعر غلام محمد لون پانٔے یِیٚمہِ آیہِ رقم کران:

یہٕ سالِ سفیدس اندر گۄ وبیاں

زِ ہجری ترٛ واہ شتھ تہٕ پنٛژاہ عیاں

یعنے شاعرن چھِ یہٕ مثنوی ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۹۳۲ء منٛز مکمل کٔرمٕژ تہٕ مثنوی مکمل کٔرِتھ ڈھایہِ یا ترٛیٚیہِ وٕہری پتہٕ ۱۹۳۵ء منٛز یِیٚمہِ عالمہٕ روخصت گومٕت۔ ''آگر نامہٕ'' مثنوی منٛز چھِ ۱۴۵۷ شعر تہٕ شعرن ہُنٛد کُل تعداد تہٕ اتھ مثنوی منٛز کینٛہہ غزل آسنٕکۍ چھُ شاعر پانٔے منظوٗم اندازس منٛز یِیٚمہِ آیہِ اظہار کران:

سپُن قصّہٕ در نظم ہا خوشگوار

ژۄداہ شتھ تہٕ ستوٗنٛژاہ در شُمار

غزل بأتھ اکھ ہتھ بیٚیہِ اروٗنٛژاہ

رضامندی دوستن ہنٛز جا بجا

''آگر نامہٕ'' مثنوی چھےٚ کأشرِس ادبس منٛز اکھ بہترین ادبی نموٗنہٕ رٔنٛگو موجوٗد یُتھ منٛز چھُر ادریاون ہُنٛد ذِکر چھُ۔ دریاون، کولن، بالن، ناگن تہٕ آبہٕ جوین ہُنٛد ذِکر کٔرِتھ چھُ شاعرن کشیرِ ہُنٛد تہذیب، ثقافت، مذہب، عقیدٕ، ساجات، لِسانیات تہٕ

جغرافیہ علاوٕ پننہِ وقتُک بادشأہی دورٕ چ تہِ عکأسی کرٕمژ ۔

ہمیشہ ِ ڈٲرِتھ گردِ کوہ بے شُمار
چھِ آگر تہٕ دریا ہزاراں ہزار
بہِتھ آگرن پیٹھ چھِ سَتھ پادشاہ
سرفراز باحشمت عزو جاہ
اوّل شاہِ ہرموکھ دوٕیم پہلگام
سویم شاہِ کوثر چھُ بالا مقام
چہارم چھُ رٔنگو آر شاہ لٔوبہٕ وُن
پنجم شاہ ِ سوکھٕ ناگ موکھ شوٗبہٕ وُن
شٔیم شاہِ فیروزسۭے تخت و تاج
سٔتم با حشم ویٚوٚد شاہِ کامراج
بساں دُنٛیہس سٔے چھُ یُس ماجہِ زاو
ستن ماجہِ نٮ۪ ہُنٛد ونٔے کیٛاہ چھُ ناو
ٹیٚنٛگل دبد تہٕ ماوٕر، حمل، سِندھ موج
لیٚدٕر دبد ویٚشو ، رومشی ، بانہٕ کرٛٲج

مثنوی ''آگرنامہٕ'' پٔرِتھ چھُ باس لگان زِ غلام محمد لونن چھُ زنتہِ پوٚرٕ جوٚم تہٕ کشیرِ ہُنٛد سفرکوٚرمُت یاتہٕ سارِنٮ۪ علاقن ہُنٛد زأنی یاب اوسمُت ۔مثنوی ہٕنٛدِس صفحہٕ نمبر ستہأٹھس (٦٧) پیٹھ چھُن یِیمہِ آیہِ جوٚم تہٕ کشیرِ ہٕنٛد بن مختلف علاقن ہُنٛد ذِکر کوٚر مُت ۔

گراں شاہِ قیصر مہِ چار دہ
فروزندہ بر قلعۂ بارگاہ
تھیو رام بن کوہ بالا کُٹھار
جموں نگر ، کشمیر تا کشتوار
زِ جود و کرم مُلک گومت چھُ سیر
حدؤر از ادھم پور تا راز وِیر
ز لیڈی تمن خاصہِ بڈ دنگ دُوال
ویٚشو دو شِشو پۆژ دِتھ بانہال

محمد یوسف ٹینگ چھُ ''آگر نامہِ'' مثنوی پیٹھ ییٚمہِ آیہِ پنٕنۍ خیال باوتھ کران:

''یہِ نظم ہرگاہ پڑانہِ رِوایژ ہُند آگر سرٚان کران چھےٚ مگر اتھ چھُ پنٕن رنگ تہٕ پنٕن آہنگ۔''

''آگرنامہِ'' مثنوی چھےٚ لُکہٕ رِوایژ ہنٛز ترجمان تہِ، مثنوی منٛز دریان، کولن تہٕ آبہٕ جوین ہنٛز ذِکر، دریاون پانہٕ وأنۍ خاندر کرُن تہٕ دریاوتہٕ نالہٕ کردار بنأوِتھ پانہٕ وأنۍ کتھہٕ کرنأوِتھ چھےٚ یہِ مثنوی اکھ تمثیل بٔنتھ کأشرِس لُکہٕ رِوایتس گوڈ بران۔

محمود گأمی چھُ کأشرِ زبأنۍ ہُند اکھ بۆڈ تہٕ بسیار گو شأعر۔ أمۍ چھُ پنٕنین غزلن تہٕ وژنن منٛز کُنہِ کُنہِ کشیرِ ہنٛد بن ناگن تہٕ گھاٹن ہُند ذِکر کۆرمُت۔ بۆزی تۆ یہِ اکھ شعر:

کھسۆ اچھِ ول پانو کرۆ پأراو

کھنہٕ بل چھے پڑاران وَسہٕ وِنٛ ناو

رسُل میٖر چھُ پننہِ شاعری منٛز بڑنٛگی دریاوُک ذِکر کرِتھ گنٛگہِ ہُنٛد پے پتاہ ژھاأنڈی ژھاأنڈی پنٕن محبوٗب لافانی بنوومُت۔

ئہ ؤنی دِمے ساگم بڑنٛگی

گنٛگی ہاوتَے پان

ئہ ویرِ ناگے بیٚھے زاگے

لاگے موٚت غاأر زان

عبدالاحد آزادٕنی نظم ''دریاو'' چھےٚ انساأنی زندگی ہنٛز تمثیل تہٕ دریاواکھ استعارٕ بنٕتھ چھےٚ یہِ نظم انسان سُنٛد کرٛ ؤتھ سفر، جدوجہد تہٕ انقلابُک باس دِوان۔ ہرگاہ نظم دریاوس أمی کشیرِ ہنٛدِ گنہِ دریاوُک ناو چھُنہٕ دیُتمُت مگر کشیرِ منٛز دریاوٕ پِتھ چھےٚ وٕتھ اسہِ بڑ ؤنہہ گُن یِوان۔ ''وٕتھ'' چھےٚ آزادٕنی بیا کھ اکھ ماأری منٛز نظمہِ ہن یتھ منٛز وٕژن فارمیٹ ورتاونہٕ چھُ آمُت۔ آزاد چھُ وٕیتھِ ویرناگٕچ پری ونان، وٕتھ چھِ کاأشِر تہذیب تہٕ تمدُنٕچ پرٛزنتھ یٚیمہِ وَراأے کشیرِ ہنٛدِ وجوٗدُک تصوٗراڈلیوٚک باسان چھُ۔

ویرناگٕچ ماأری منٛزی پرِیے

سوٚنٛدٕری یے بوزی میاأنی زار

وٕیتھِ ستیٚ چھِ کشیرِ منٛز دوٚ چھِنٛز کھووٕری واریاہ لوٕکٕٹ بُڈی نالہٕ تہٕ کولہٕ رٕلتھ پنٕن سفر طے کران۔ آزاد چھُ اتھ خیالس یٚیمہِ آیہٕ للہٕ کھوٚل کران:۔

ستیٚ باأج چھی ژٕچھِنٛز کھووٕری یے

کھنہٕ بلہٕ پٮ۪ٹھہٕ کھادن یار

وبتھ نظم چھہِ آزادن کشیرِ منز یکجہتی علامت بنأوتھ پیش کرمڈ۔

عبدالستار رنجورٕنۍ نظم چھےٚ ویٚتھو دریاوکس آگرِ یعنی ''اہرِ بل'' عنوانس تحت اکھ بہترین نظمہٕ ہن یتھ منز اسہٕ زنتہٕ عبدالاحد آزادنہٕ نظمہِ دریاؤک دؤیم پڑاو نظرِ گژھان چھُ۔ یٮ۪مہٕ زندگی ہنزِ ساز ک تہٕ سوز ک، جدوجہد ک تہٕ انقلابٕچ کتھ آزادن دریاو نظمِہ منز کرمڈ چھےٚ سوے ہش کتھ چھےٚ ''اہرِ بل'' نظمہٕ منز دٕپٮ۪ٹھی گژھان۔

رِندن زندگی ہُنز گنڈُن یاد پاوان

چھکاں موختہٕ پوختس عقل بأ گراوان

دینا ناتھ نادِمن اوپیرا، علی محمد لونُن ڈراما ''سُیا'' تہٕ اختر محی الدینُن افسانہٕ ''آدم چھُ عجب ذاتھ'' منز چھُ ویتھِ ہُنز تہٕ ڈلُک ذِکر چھُ کشیرِ ہُنز حُسن، سأنی باگہِ بُرژ تأریخ تہٕ مأری مۆند پوٚت کال درشأوتھ۔

نظم ''چناب'' چھےٚ چناب وادی ہُنز تہذیب، ثقافت، سماجات، اقتصادیات، اَتھیک اسطوٗر، لکہٕ رس تہٕ اتھیک جغرافیائی ماحول بیان کران۔ نظمہٕ ہُنز آغاز چھُ امہٕ کہٕ آگر ژھأنڈ پٮ۪ٹھہٕ شروع گژھان تہٕ امہٕ پتہٕ امہٕ کِنہ مختلف پڑاون ہُنز ذِکر سبٹھے خۆبصوٗرت اندازس منز بۆڈھہ بۆڈھہ پکان۔ لاہول، ژندر، بھاگا، نیلم تہٕ نیلچہٕ کانہٕ، پاڈر، بنڈارکوٹ تہٕ ناگ سیٚن ذِکر کرِتھ چھےٚ یہٕ نظم اکھ تأریخی دستاویز بنتھ منشوٗر بانہألی سِنزِ شأعری ہُنز سنبرتہٕ وسیع کینواس اسہٕ بۆڈھہ کُن انان۔

چِناب چھہِ چینہٕ آب، چینگ آب تہٕ ژندر بھاگا تہٕ ونان مگر شأعر چھُ منظوٗم

اندازس منز پٔنٕز کتھ وٕنتھ اسہِ سارِنٕے یہِ وَنس پیٹھ قٲیِل کران زِ اتھ دریاوس یُس سٲئِنس مُلکس گاشہِ پھٕٹتھ (پن بجلی) فراہم چھُ کران تہٕ امہِ موکھٕ چھُ اتھ دریاوس گاشہِ آب وَنُن زیٛادٕ مُناسب تہٕ گاشہِ آب دٕپِتھ چھُ شاعرامہِ دریاوٕچ اقتصادی اہمیت درشاوان۔

وناں عرفِ عامس اندر چھِس چناب
مگر در حقیقت چھُ زن گاشہِ آب

''رٔنبہِ آر'' چھےٚ علی شیداؔ سٕنز شعرٕ سومبرن یوسہٕ ۱۹۹۰ء منز شائع سپز، ۲۰۲۲ء منز آیہِ یِہنز بیٛا کھ کتاب ''نجدٕ وَٕنکہِ پۆت آلَو'' بازرٕ یتھ منز یِہنزٕ زٕ نظمہٕ ''مارٹنڈ وُڈٕ رپیٹھ'' تہٕ ''گُنگی'' چھےٚ تِمہٕ نظمہٕ یِمن منز ساڑدرن، آرٕ پَتھ، بڑنگی، تہٕ لیٛدٕ ردریاون ہُنٛد ذِکر کرنہٕ آمُت چھُ۔

شبیر حسّین شبیرؔ چھُ پننہِ شاعری منز اکثر کشیرِ ہنٛدٕن دریاون ہُنٛد ذِکر کران۔ شبیرؔ چھُ پانژال بالُک شین تہٕ پانژال دامنس نیرن والیٚن دٕریاون استعارٕ تہٕ علامژ رٔنگی پیش کران تہٕ یِم دریاو، ناگ تہٕ کولہٕ چھےٚ زندگی ہنز علامت بٕنتھ انسان سُنٛد گُدرُن، أمی ہٕنز کامیابی، ناکامی تہٕ عشقس منز وٕبگلِتھ شینکی پٲٹھی آیہٕ کِس صوٗرتس منز کشیرِ سٲراب کٔرِتھ پوشن ہنٛدِس صوٗرتس منز کشیرِ ہنٛدِس حُسنس اضافہٕ کران۔

فاروق شاہینؔ چھُ شبیرنہِ شاعری منز ویٛشو، وٕتھ، رٔنبہِ آر، رومشی تہٕ ساڑدرن باوٕنٛچ کتھ یِیمہِ آیہِ کران۔

''ویٛشو، وٕتھ، رٔنبہِ آر، رومشی تہٕ ساڑدرن دٕپِتھ چھُ شبیرؔ پنٕنِس مٲری مٔنٛدی

محبوٗبس یاد کران تہٕ گاہے یِمَو دریاوَ وٕکنٕز پٔنٕنِس محبوٗبس وٕنی دِواں تہِہ ہجرٕ کس کرٕ اَنٹِھس سفرس منٛز پٔتنٕن رأ وِی ءِمتٕن پدٕن ژھأنٛڈ دِواں تہٕ گاہے چھُ یِمنٕے دریاون پٔنُن محبوٗب زأ نِتھ دِلس سُہارٕ دِواں تہٕ امہِ پَتہٕ یِموٕ ے دریاوکو آبہٕ ستۍ سأراب گرٕ ھتھ کشیرٕ ہٕندٕ ن رنگارنگ پوشن منٛز تہٕ ژوٗنٹٕن ، گِلاسن ، بادمن ، أرن تہٕ گولابن منٛز پٔنٕنِس محبوٗبس وٕنی دِتھ پنٕنہِ شأعری منٛز اکھ نوٚوُ ے رنگ پیش کراں ۔ ‘‘

کونٛژ ناگس بالہٕ بُٹھِس پٮ۪ٹھ
پانٛژالُک اتہِ شٲین تہٕ آباہ
شٲین ئہٕ آگُر ویٚشہِ ہُنٛد پانَے
ویٚشہِ وُچھ نیراں ماوٕ تہٕ ننٛد چھُم
ماوِ بُٹھِس پٮ۪ٹھ ڈاف سُہ ترٕ أوِتھ
سنگس پوٚرٮ۪ٛک قلی محمد
کولہٕ گامٕٮ۪ٛک سُہ جد چھُم اتہِ کُے
پادن تل چھِس سوٗنٛدُر ، بوٚمبرُن
پانٛژالُک بٮ۪ٚیہِ شٲین تہٕ آباہ
برٕ ازل کٕدلس ویٚشہِ بُٹھی ہے پٮ۪ٹھ
برٕ وٗنہہ گُن نیٖرِتھ دوٗ چھُنے انٛد ہے
بوٗنی سو لوٚچِ شٲہجارٕ چ چھُم

(نظم ......''شین ئہ آگُر ویٚشہِ ہُنٛد پانٛئ'' ہِنٛدی کینٛہہ شعر)

......☆......

ئہ شین آسِتھ تہِ ترٛیشہِ ہوٚت چھُس دزاں وٕنٛدس منٛزٕ ئہ مایہِ چانے
تہٕ شرٛ اونس منٛزٕ ئہ چانٛئ لولن وٕشو بنأوِس گُلِتھ امارن

(اکہِ غزلہِ ہُنٛد اکھ شعر)

چھِ بالہٕ دامنس وُزاں کشیرِ ناگہٕ راد
دِواں چھِ لولہٕ وارِ سگ وٕشو تہٕ ساٛدرن

(بیٚیہ اکہِ غزلہِ ہُنٛد اکھ شعر)

☆☆

بشیر اجنبی

خالہِ صآب چھان بحثیت صوٗفی بُزرگ

کأشُر شأعری ہِندِس کُلہُم توارٟخس منٛز چھُ صوٗفی شأعری ہُنٛد اکھ مخصوٗص باب باگہِ آمُت ۔ یُس کأشرِس نفسیاتس سٟتۍ ہم مِزاز تہٕ ہم آہنگ تہِ چھُ تِکیازِ کٔشیرِ منٛز یِم روٗحٲنی فلسفہِ مختلِف دوٚرن منٛز بارٚسس آے تِمن سارِنٕے روٗحٲنی فلسفن ہُند لُبِ لُباب چھِ عشقِ اِلٰہی تہٕ عشقِ رسوٗل ﷺ ۔ أتھی فِکری تہٕ روٗحٲنی پوٚت منظرس منٛز چھِ کأشرٕ صوٗفی شأعروپنٕنہِ شأعری منٛز تصوٗف کٕبن رموٗزن تہٕ اَسرارَن ہنٛز باوَتھ کٔرمٕژ حالانکہِ کأشرِ صوٗفی شأعری منٛز یِم روٗحٲنی تجرُبہٕ شارن منٛز باوَتھ پراوان چھِ تِمن متعلِق ہٮ۪کو أکِس صوٗفی سأ لِکہٕ سٕندٕ ہن روٗحٲنی پڑاوَن تہٕ مقامن ہُنٛد لِسأنی تفسیر تہِ ؤنِتھ مگر پزٕ رچھُ یہِ أمِس صوٗفی سأ لکہٕ سٕندِس روٗحٲنی کیوٗ فِکری پوٚت منظرس منٛز چھُ ژٕکہِ سُہ عشقِ اِلٰہی تہٕ عشقِ رسوٗل ﷺ یُس اِسلأمی تصوٗفُک مقصد تہٕ مُدعا چھ۔ صوٗفی چھُ کُن وجوٗد دیٚتھ نہٕ بٮ۪یا کھ کأنہہ وجوٗد تسلیم کرِتہٕ نہٕ کرِ سُہ بٮ۪یہِ کُنہِ وجوٗدس تسلیم تہٕ یہِ کُن وجوٗد چھُ خداے سٕنز مقدس ذات تہٕ کأینا تُک زرٕ زرٕ چھُ أمی وجوٗدُک ظہوٗر "تَوَے چھُ مولانا جلال الدٟن رومی سٕنٛدِ شارُک یہِ تفسیر کُلہُم کأینا تچ صوٗفی شأعری ہُنٛد مرکزی موضوع :۔

ژٲنگو چھِ مختلِف مگر گاش چھُ کُن ژٲنگِس مہٕ گنٛڈ مُدعے تِکیازِ تورِ چھُ

تعدادُک تہٕ کٔثرتُک باس ووپدان۔

گاشُس گنٛڈ مُدٕ ے۔تہٕ آزاد سپد کھ تمہٕ دُیہٕ نِشہٕ یُس چأنِس منَس تہٕ دِلس اندر ربُستھ چھےٚ۔کأشِر صوٗفی شأعری چھ روٗحأنی فلسفیچ باوتھ کران تہٕ پھاپھلاوان ییٚتہ چھُ یوہے عٔشقِ اِلٰہی تہٕ عٔشقِ رسوٗلؐ بیٚون بیٚون انہارَن تہٕ آکارن منٛز گاش ژھٹان۔

موجوٗدٕ دورَس منٛز ہرگاہ ترقی پسند تہٕ جدید شأعری ہُنٛد دور تہٕ کأشرِ شأعری باگہٕ آوا ماپیٚز زیوٗ أیتی شأعری روٗزاتھ سأرِسے ستی لرِلوٚر پکان یتھ منٛز سانہٕ صوٗفیانہٕ شأعری ہُند تہٕ پرتوچھُ تہٕ سمأجی موضوعن ہُنٛد تہٕ عمل دخل چھُ مگر تہٕ کُرِتھ تہٕ روٗد پٔژتھ دورِ چہٕ کأشرِ شأعری منٛز لول اکھ اہم موضوع، بامے سُہ حقیقی أسی تن یا مجأزی تہٕ اتھ ستی ستی روٗدی کأشرۍ شأعر پننہٕ سمأجی تہٕ ثقافتی زندگی ہُند نقش تہٕ عکساوان۔

أمی صوٗفی شأعری ہٕنٛدِ کاروانُک اکھ گاشہٕ مینار چھٕ جناب خالہؔ صأبِ چھان یُس پننہٕ شأعری ہٕنٛدِس دُنیہس ستی ستی وابستہٕ روٗزِتھ پننہٕ نٕن دأخلی کیو ظأہری جذباتن تہٕ احساساتن باوتھ دِوان روٗد تہٕ صوٗفیتُک دُنیاہ آباد کران روٗدمُت چھُ۔یمو چھ مناجات،نعت،منقبت لکھان لکھان پننہٕ نِس مذہبی عقیدس تہٕ روٗحأنی احساسِ لول بوٚ رمُت تہٕ آے کونچھموٚت۔یِہنزِ شأعری منٛز چھُ عٔشقِ رسوٗلؐ أکِس شوخ دِل عاشقہٕ سٕنٛدی پأٹھی باوَتھ پراوان تہٕ یِہے چھےٚ یِہنزِ شأعری ہُند حُسن تہٕ خوٗبصوٗرتی تہٕ۔یمو آسہٕ پننی حیأتی دوران ترٚے کِتابہٕ چھاپ کرِمژٕ۔(ا)موختہٕ مال حصہٕ اول،موختہٕ مال حصہٕ دوم تہٕ ترٚیم کتاب گنجِ اَسرار۔دوٚن کتابن کوٚر کلچرل اکیڈیمی چھاپنہٕ خأطر مألی اِمداد تہٕ فراہم۔

خالہٕ صأبِ چھان زاے ۲۴/ اپریل ۱۹۵۴ؑ عیسوٖیَس منٛز اجس بنٛڈٕ پورٕ اَکس کأرؠ گرگرس اندر۔ یِہندِس باپہٕ صأبَس اوس ناو رزاق چھان تہٕ ماجِہ ڈیکہٕ بجِہ اوسکھ جان دبد ناو۔ خالہٕ صأبن کٔر مقأمی ہائی سکوٗلَس منٛز میٹرِکس تام تألیم حأصِل۔ میٹرِک پاس کٔرِتھ گۓ یم ۱۹۷۹ؑ عیسوٖیَس منٛز محکمہٕ اِنیمل ہسبنڈری منٛز بحٲثیت سٹاک اسسٹنٹ تعینات تہٕ پتہٕ گۓ یمہٕ اَتہٕ بحٲثیتِ لیوٗ سٹاک أسسٹنٹ سبکدوش۔ خالہٕ صأبَس أس ازلٕچ مِلوَن یمہِ کِنؠ یمولو کچارسے منٛز أکس قلندر صِفت منوش، گونماتھ جناب لالہٕ صأبِ آرہ گأمس سٟتؠ دستِ بیعت أس کٔرمٕژ۔ تہٕ ژھیورأوِکھ عشقہٕ ہٕچ تریش یمہٕ نِشہ تہٕ یکہِ راہ سلوٗکچہ وتہِ۔ یمن منٛزِلن تہٕ مقامن ہنٛز باوتھ کٔرِکھ پنٕنؠن شعرن منٛز۔ أکس جایہِ چھِ خالہٕ صأب ونان۔

کُنٕے زُنٕے بہٕ در ظُلمات ژاس مے چَو تتہٕ آبِ حیات
سَتتھ ساس پردٕ زألِتھ دژاس بہٕ ووٗتُس مُلکِ عأرِفانے

خالہٕ صأب چھِ یمن شارن منٛز مُلکِ ظُلماتٕچ ذِکر کران۔ یہِ چھےٚ صوٗفیانہٕ مدارِج ،عأرِفانہٕ مقام، سأٲلکانہٕ سفرٕکؠ منٛزِل تہٕ مراتِب پراوِنٕچ خبر اَتر۔ یہِ چھےٚ اِظہأری عالمس سٟتؠ اَسرأری عالمن ہِوبن رٕکتہِ ہن عالمن ہنٛز شٕچھ۔ یہِ چھےٚ شرف حأصِل کٔرِتھ حدود لاحدس اندراژنٕچ کتھ۔ یہِ چھےٚ دُنیأوی عرِفأنکی درواز ؤتھی تراوِنکی طریقہٕ۔ یہِ چھےٚ سری عالمہٕ کٕین خزانن تہٕ ہفت خانن بریلہٕ تراوِنٕچ کُنٛز۔ یو ہے چھُ خالہٕ صأبنہٕ کلٲم شأعری تہٕ عرِفأنٕ سفرُک ہرتر موٗل تہٕ مقصد۔ یہِ چھےٚ حق تہٕ حقیقت صحیح تہٕ شوٗ دپأٹھی زانہٕ نٕچ ژینہٕ وَن۔ یہِ چھےٚ أخرت سرنٕچ حقیقت تہٕ فنا تہٕ بقا زانہٕ نُک آلو۔ خالہٕ صأب چھُ بیٚیس

اَکِس بأتس مٔنزۍ ونان۔

اکھ مےٚ رٕچھمَس وَچھِ ہِسے مٔنز لچھ ہزار
بییِہ چھُھَے بے عار لاگان بالہِ یار

ژھورِتھ وَنوِی زِیہنٛزِ کُلہم شأعری ہُنٛد اظہار چُھ اَہنٛزِ صوٗفی زندگی ہُنٛد ماخذ۔ یِہنٛدِ صوٗفی شأعرٕ ہنٛز فنی صلأحیت صلاحیت چھےٚ پرٛتھ کأنٛسہِ پأنَس کُن مأیِل کران تہٕ سرِ کھرٕ کرٕنک مأل پھِران۔

☆

غلام نبی عاجزؔ

واتھورفوک تھیٹرُک مالٔین

واتھور لُکہ تھیٹرُک مالٔین وَنن چُھنہٕ گفت کتھا اَچھ پرٕ بزنتھ تہٕ اثبات چھُ تأریخی حوالوتہٕ اَمچہِ کارکردِگی کنۍ ٹاکارٕ پأٹھی بروٚنہہ کُن اَنُن ضروٗری۔ ڈٕسلابہٕ کرو تأریخی حوالہٕ بصوٗرت پوٚت ژھاے تہٕ اَمیُک آگرنیب یێمہِ آیہِ پیش۔ مگر ژھوٗڈ پأٹھی حوالہٕ دِموٗیہِ زِ ابوالفضل چُھ آئین اکبری یس منٛز لیکھان زِ خان پورسرایہٕ دوٗر قریباً 4 کروہ چُھ اکھ باغ اوسمُت یتھ منٛز اکھ گُلۍ ذات یتھ فارسی پأٹھی بیدِلرزان وَنان چھِ نوٚ وراونہٕ آمُت اتھ گُلۍ ذأژ چھِ ہندی پأٹھی، ہَل تَھل وَنان امہِ گُلۍ کہِ ناوٕ چھِ اتھ زمینہٕ پلاٹس تھلن کھاہ وناں تیٚچ میٚژ اَمہِ کہِ پأداوارِ خأطرٕ موزون أس، اتھ زمینہٕ پلاٹس چھِ ریونیو ریکارڈ منٛز باغٕ تہٕ تھلن ناوٕ درج۔ شیخ العالمٛنۍ رُوہٕ سلامہٕ بوٗنۍ چھےٚ اتھ کھاہس شیرِ جہار دِتھ۔ اتھ بونہِ چھ سلام بوٗنۍ تہِ تہٕ پادشاہ بوٗنۍ تہِ وَنان۔ اتھ بونہِ نِش أسی شیخ العالمؒ پننہٕ نِس پیرس حضرت امیر کبیرسؒ استقبالس نیرِتھ سلامِ نیران۔ یہِ سلسلہٕ اوس ہمیشہِ خانہٕ کأشرٕ زرار کھسنہٕ وِزِقأیم تہٕ دأیم۔ یہِ بوٗنۍ چھےٚ وُنۍ کِہن شانہٕ شوکتہٕ سان عقیدتُک مرکز۔ ازکل چھےٚ واتھور کو بسکین داروا تھ بونہِ نزدیک اکھ مسجدِ شریف تعمیر کرٕمٕژ۔ یہِ چھےٚ اَمچی اکھ بڈٕ شوٗب تہٕ شان۔ واتھور کتھِ پیٚو واتھ ناو تَمِچ ذکر چھےٚ یێمہِ آیہِ زِ یوسہٕ گُلۍ ذات تھلن کھاہس منٛز موجوٗد أس اتھ یوٚ دوَے أکس پننہٕ وٕتھرس تھف کرٕ ہواَتھ سأری سےٚ

گُلس اَس تھتھراے یعنی تھروو تھان یٚیمہِ کِنہٕ اَتھ گُلس پتہٕ واوِتھٕر ونان اَسی۔ امہِ گُلیک نب چھُ ۱۹۴۷ء تام میلان۔ اَتھ واوِتھرِ تلہٕ کنہِ اَسی وَتہِ پکہٕ وٕنی تھک دِوان تہٕ شُہل کران۔ یہِ واوِتھٕر ناو گۆو بگران بگران واتھورناوِ کِنہٕ منسوٗب نتہٕ چھُ یہِ گام کاہن پورٕ ن پٹھ مُشتمل۔ اما پۆز سارِنٕے پورٕن چھُ پٕنٕن پٕنٕن وکھرِ وکھرِ ناو مگر گُل ہم پاٹھی چھِ سارِنٕے پورٕن اکُے ناو واتھور۔ واتھورناویۆ دوے کٔشیرِ ہِنٛدِس کأنسہِ تہِ فردس نِشہِ ہمو۔ یۆ دوَے سٕہ ٹھاہ ٹھاہ کٔرِتھ اسہِ تہِ اما پۆز زوٗٹھ گُمنا وِضرٗر۔ کٔشیرِ ہُنٛد ےاوت ناو کیا زِہمو بروٗنہہ کالہِ چھُ یوٗر مصرُک شاہزادِ واتھورکین مایہِ ناز فنکارن ہُنٛد گٕنٛدُن گیوٗن تہٕ سازندری وُچھنہِ آمُت۔ تیمی یِیتہِ کین فنکارن شأہی چوغہٕ پٹھکہٕ صدرِفرِد پچہِ بیٚیہٕ کینہہ خاص چیز انعامہٕ رٔنگی دِتٕی ہتی چھِ تم چیز چھِ ازکل تہِ موجوٗد یِمن چوغن چھےٚ چاندِ تارِ بطورِ پیٚنٛز لاگنہٕ آمٕژ۔ أزی کِس دورس منٛز تہِ چھُ واتھورن پننہِ فنُک مظاہرٕ کٔرِتھ عالمی کلچرل نقشس درج کرنو مُت۔ یتھ فرانسہٕ پیٹھ پبلش سپٕز مٕژ کتاب کشمیر ہمالیز گواہ چھےٚ۔
امہِ علاوِ اوس واتھور صوفیانہٕ موسیقی ہُنٛد بۆڈ مرکزماننہٕ یِوان گویا صوفی سلسلس ستی وابستہٕ گی آسنہٕ کِنہٕ اوس کٔشیرِ ہِنٛدٕن بہلہِ پایہِ فقیرن، صوٗفی بزرگن تہٕ بہلہِ پایہِ شخصیتن ہُنٛد یُن گژھُن تہٕ رأبطہٕ واتھورکین فنکارن ستی۔ یِمن صوٗفی بزرگن منٛز آسی رحیم صأب صفا پوٗری، اکرم صأب تہٕ مقبول صأب ٹُلمُلی۔ مہاراجہ ہری سنگھُن پیرِ سکندر صأب پلووم، وہآب صأب کرٛال کوئیل پلووم، غفوٗر صأب کرٛال وترٕہیل مُقام بڈگام، غفار صأب موٗت بنٛڈِ پوٗرو رِمُل، پیرزادِ غلام احمد مہجوٗر، عبدالاحد آزاد، حاجی جلال الدین ژرار شریف، جیالال لال گام، حبیب حکیم اچھ گام، مامہٕ حکیم پارِ نیو بڈگام، لسہٕ خان فدا

اسلام آباد، خوجہ لسہٕ کاژُرڈلگیٹ، رمضان شاہ سرینگر، خوجہ رمضان سرائے بل سرینگر، عزیز ایتو ناگامی ذیلدار، عزیز میر بۄ وراجپور ذیلدار، فقیر مسکین صأبن پلوامہ، دیانہٕ صأب دریگام بڈگام، احد صأب سوپور، جبار صأب وانپور، نذیر صأب پپر کریری، کاش میر ذیلدار، چھتر گام، احد صأب کریمشیر، پیر ذیا الدین پانپور، پیر غیاث الدین روہہٕ وَن، قأدر صأب کرٛال ہیر کپواڑہ، رمضان صأب ہیُر کپواڑہ، فقیر محمد افضل شاہ تُلمُلی، بخشی غلام محمد وزیر اعظم جموں وکشمیر، علی شاہ سٹور سرینگر، صدور صأب چرار شریف، صمد صأب سدرٕ بل سرینگر، معراج الدین سدرٕ بل سرینگر، اسمال بٹ رام باغ، عزیز صأب حقانی سوئیگ، مبارک شاہ فطرت، شمہٕ صأب پانٛد چھ، علی صأب گلکار، گُلہٕ بٹ واتھور، کریم صأب ژل، نذیر صأب نقشبندی سرینگر، غلام قادر بٹ ژل، میرک شاہ صأب، کاشانی شالیمار، بخشی رشید صأب سرینگر، شعبان صأب باسمت سرینگر، فقیر عمہٕ صأب، احمد صأب مچامہٕ سرینگر، احمد صأب شام نوہٹہ سرینگر۔ امہٕ علاوٕ چھُ مہاراجہ پرتاپ سنگھ بھگہٕ منز واتھور مألس پیٹھ جشنہٕ وُچھنہٕ آمُت۔

کرم بلنٛد، شاہ قلنٛدر تہٕ احمد پادشاہ تہٕ یشوے چھ واتھورٕ کی روزن وألی آسنہٕ کنہٕ اتھس فنس ستۍ لوے خوے تھاوان۔ یمن صوفیانہٕ موسیقی ستۍ لوے خوے تھاون والین شوق بندن ہنٛدِ خأطرٕ اُسی واتھورٕ کی سازندر تہٕ فنکارن ہنٛدِ طرفہٕ واتھورٕ تہٕ یہنٛد بن جایہٕ ٹھِکانن پیٹھ صوٗفیانہٕ موسیقی ہنٛزٕ شاندار محفلہٕ آراستہٕ کرنہٕ یوان یمہٕ ستۍ تہنٛد دِل رنٛزناونہٕ تہٕ خوش کرنہٕ یوان اوس۔ یمن محفلن منز اُسی سازندر منٛزی تھک کڈان یا دَمہٕ چاے چوان تتھ دوران اوس اکھ چالاک تہٕ قأبل لُکہٕ فنکار تھوٗ دؤتھِتھ چاٹہٕ بأزی

تہٕ مزاحیہ لُکہٕ بأتھ ادا کأری سان پیش کران تہٕ محفلہٕ وولساوان تہٕ اَسناوان ۔ أمِس فنکارس أسی چاٹہٕ مسخرٕ وَنان ۔ یہِ فنکاراوس پأتھرُک باس دِوان ۔ دۆبِ بایہِ ناوِ لُکہٕ بأتھ وٕنِتھ اوس شہرِ سرینگرٕ کٔبن سَتن کٔدلن ہنٛدی ناواَسن تڑ ایہِ منٛز وَکھناوان ۔ اَمہٕ پتہٕ گرو یٖمہِ کتھِ ہنٛز ذکر زِسانہِ بھانڈٕ پأتھرُک آ گرنب تہٕ پۆت ژھاے کیاچھےٚ تاہم نب چُھ یٖمہِ کتھِ ہُنٛد دِیُن زِسون لُکہٕ تھیٹر کرتہٕ کمہِ انمانہٕ آو بارسس اَچھ ذکر کرٕنی چھےٚ سبٹھاہ اہم تہٕ ضرٗوری چونکہِ از بروٗنہہ ساسہٕ ہٕدی وأری یٖیلہِ سُتی سرِن پنہٕ نِس وَچھس چیر دِتھ شالہٕ طرفہٕ آب یَلہٕ تڑ وو، سفید سنگرن ہٕنٛدِس تلابس منٛز دم پھٹٕ گٔمتٕن نِلہٕ آبہٕ کٔبن بیقرار مَلرَن یٖیلہِ نیرٕنچ جاے میٚچ تم دڑاے بےٚ وایہِ پأٹھی ژھالہٕ نِوان تہٕ ڈالہِ دِوان ۔ اکھ نٔژ تہٕ ٹاکارٕ سورٕچ تصویر حُسنہٕ پُزارٕ بن ہنٛز جأ گیر سأنٛز موج کٔشیر پَیہِ بُتراَژ پٹھ تھنہٕ ۔ یارِوَنن تہٕ پوشہٕ مرگن ہنٛزِ کوچھِ منٛز باشہِ کرٕ وٕنی یٖہے أچھ دارٕ ہٕش ۔ یہأے بنیایہِ کشپ ریٚشی نٕبن خوابن ہُنٛد تعبیر۔ ''کٔشیر'' یتھ سرسبز تہٕ شاداب پوشہِ وارِ منٛز لۆگ کُکلو لوگٗو گٗو تہٕ قمریوِ یاہوٗ پرٗن ۔ بُلبلو ژٕڈ لولہٕ نغمہٕ ، جل تہٕ دِدرٕ آیہِ وولسنس ۔

آب نیرٗونُے تُل آروتہٕ پان ژادرو گڑہز ۔ نَیہِ تہٕ مرگہٕ لجہٕ یاونس ہوٗ ہوٗ کرنہٕ ، پوشہٕ مأدانو منٛزی کولہٕ رادو کرِ ہِکچِہ ۔ سومألی یارہو تہٕ دیودارو گنٛدی ڈٕری ، قدرتُک یۆت بے وایہِ وژھِ وأنجہِ لول تہٕ ماے وُچھِتھ ، کتھِ روزِ ہے جذباتن ہُنٛد وُڈُرمُت یہِ مۆت منوش أس وٕٹِتھ تہٕ ژھوپہٕ گرِتھ ، پانس أنٛدی پکٕی مُژھِلی تہٕ مدمأتی نغمہٕ ہٕو زِتھ لۆگ سُہ تہٕ قو درتِکس آلوس ستی ستی آلو رلأ وِتھ پنہٕ نہِ مَنُک لول باونہِ تہٕ بوس لوژ راونہِ ۔ آدم چُھ پی یڑھان زِتس گۆژھ یڑتھ ساعتہٕ لٕکٕی لٕبن ہُنٛد گٗو گٗو تہٕ آرن ہُنٛد شڑ ونہِ شڑ ونہِ

کرُون سازِ دِلس سکوٗن تہٕ أچھن ترٛ اوت بخشُن ۔

اَسُن تہٕ گِنڈُن چھُ انسانس پنٕنہِ فطرت باگہِ آمُت ۔ خالقِ کائناتن تہٕ چھنہٕ اتھ انٛد رکانٛہہ کمی تھاوِمٕژ ۔ انسانی روٗحس ترٛ اوت بخشنہٕ خأطرٕ دِتِن أمس آدم زادس تِم گوٗن تہٕ وٕطیرٕ، ییٚمہِ سٟتؠ أمؠ پنٕن پان تہٕ پنٕن ا ٚونٛد پوٚک اَسہٕ وِنہِ ہوٚنجہِ زوٗن ہیٚچھ نوٚ و، تِکیازِ کھٔبن چنٕبس سٟتؠ چھُ اَسُن تہٕ گِنڈُن سٹھاہ ضروٗری ۔

دُرست دُنیاہس منٛز چھنہٕ سو کانٛہہ جاے یا خطہٕ ییٚتہِ نہٕ اَسنٛج تہٕ گِنڈنٕچ روایت درٛینٛٹھی آسہِ گژھان ۔ بھارتس انٛدرِ تہٕ یوٚ دوَے اَسنٛج تہٕ گنڈنٕچ روایت سٹھاہ پرٛأنؠ تہٕ ناماوار چھےٚ، اما پوٚز زماجہِ کٔشیرِ انٛد یوسہٕ اَسٕچ روایت چھےٚ سو چھےٚ ہناتمہِ کھوتہٕ تہٕ پرٛأنؠ تہٕ روایت دار کٔشیر یوسہٕ وقتہٕ وقتہٕ خانہٕ جنٛگی تہٕ افراتفری ہنٛز شکار گٔمژ چھےٚ تو پتہٕ تہٕ چھےٚ ییٚتہِ وقتہٕ وقتہٕ تہٕ وِزِ وِزِ بے شمار تہٕ بہلہِ پایہِ گتہِ ریٚنہِ تہٕ گِندن گری پأدٕ گٔمتؠ یمو پنہٕ نہِ اداکأری تہٕ فنی صلأحیژ وٕ سٟتؠ عالمِ دُنیاہٕ أرتس منٛز ترٛ وو، مگر افسوٗس چھُ ییٚمہِ کتھِ ہُنٛد تہٕ وقتچہِ کسمپرُسی ہنٛدِس عالمس منٛز چھُنہٕ یُہنٛد کانٛہہ کارنامہٕ رٕژھرِ تھروٗ دمُت تہٕ سیاسٕتکی گٹہٕ زٕلی چھُ فنکارن تہٕ اداکارن پنٕنؠ کارنامہٕ رَتھِ کھالنس منٛز کُنُے پھش دِیُتمت، توَے چھِ بے شمار فنکارٕ یِم سٹھاہ مایا ناز أسی پنٕن ٹوٹھ وطن ترٛ أوِتھ مُلکہٕ چھٕن باقی جاین سکوٗنت کرنس پیٹھ مجبوٗر گٔمتؠ ، ییٚمیُک یہِ اکھ ثبوٗت چھُ ٹاکارٕ پأٹھی لبنہٕ یِوان ، ییٚتہِ از تہٕ تِم فنکار لبنہٕ یِوان یِمن کٔشیری بھانٛڈ وَنان چھِ ۔ یِم فنکار چھِ لکھنوٗکس محلہٕ ''نقاش'' جناب والی گلی منٛز پنٕن میراث وُنہِ تہٕ زِندٕ تھأوِتھ ۔ اما پوٚز وقتہٕ کیٛو نوابو چھےٚ تِمن پوٗرٕ پوٗر حوصلہٕ افزأیی تہٕ سرپرستی گٔرمٕژ ۔

ہندوستانچ سارِوٕے کھوتہٕ پرٛٲنۍ تأریخ چھےٚ راج ترنگنی، یٚمیُک مورِخ تہٕ کأشُر سپوٗت کلہن پنڈت اوس، سُہ چھُ کٲشیرِ ہنٛدی دلفریبِ فنون لطیفہ وُچھِتھ قٲیِل گٔژھِتھ لکھان زِ میٛانہِ کٲشیرِ منٛز چھنہٕ تِمن چیزن ہنٛز کانٛہہ تہٕ کٔمی یِم سورگس منٛز موجوٗد چھِ۔ سانہِ کٲشیرِ ہنٛدی حُسنہٕ جمالن چھِ کم ازکم اہلِ نظر دیوانہٕ کٔرِمٕتۍ۔ کٲشیر یوسہٕ گوڈٕ گوڈٕ اکھ سٔتی سرناوٕ کٔنز ویٚز چھےٚ، چھےٚ اَمِچ توأریخ سبٛٹھاہ پرٛٲنۍ، ییٚژاہ پرٛٲنۍ آسنہٕ سببہٕ تہٕ چھِ پیٚتۍ نژٕنکۍ تہٕ گندنچہٕ رِوٲیژ تہٕ پرٛانہِ وقتہٕ پٹھے بدِ گژھان۔ یِمہِ چہِ مثالہٕ سارِوٕے کھوتہٕ پرانہِ کتابہِ ''نیل مت پرانس'' منٛز میلان چھےٚ۔ نیل مت پُران چھےٚ کٲشیرِ ہنٛزِ تأریخہِ منٛز اکہِ میلہٕ کنہٕ ہنٛز حیثیت تھاوان۔ اتھ اندر رچھِ کٲشیرِ ہنٛدٕہن واریاہن بڑٕہن دوٕہن ہنٛز ذکر مثلاً دیپ مالا، دیوتتھا، آشویجی، مہاکومی، پھاگن، کرسیار، سَبھا، پشاچ بریٛان، بودھ جنم، شراونی، نوانہٕ وِدھانہٕ، وتھستا اُتسو، شاما دیوی پوجا، یاترٕ اُتسو بیترِ۔ یِمن تہوارن پٹھ اوس عموٗمن گوٚنٛک، گندٕنک تہٕ نژٕنک رِواج عام تہٕ گندٕن گرٕہن کیٛو نژٕن والیٚن اوس کھٔنہٕ چینہٕ تہٕ نقدی رٔنگۍ ینامہٕ دِنہٕ یِوان تہٕ عزت افزٲیی کرنہٕ یِوان۔

کلہن پنڈت تہٕ چھُ راج ترنگنی منٛز اَمِچ ذکر یٚمہِ آیہِ کران:

''...... زِ کٲشیرِ اندر راوس لٔگہِ تھیٹر باقاعدٕ پأٹھۍ کأم کران۔ یتھ منٛز ووٚرسن تہٕ بڑٕہن دوٕہن پٹھ کلاسیکی طرزٕکۍ ڈراما، ڈراما شعرن ٲسۍ گندنہٕ یِوان۔ رنٛگ شالاین ٲس مرکزی حیثیت میٛژ۔ عبادت گاہواوس پٔزن اکھ خاص تقدس پرومت، لوٗکھ ٲسۍ کھٚیچو کھٚیچو فنکارن ہنٛدی رنگ روٗپ وُچھنہِ گژھان، تِہنٛز وحرکژ وتہٕ گندن گٔرِمٕتۍ اوس لوٗکن رُوح تازٕ گژھان تہٕ رَگن رَگن ترٛاوت تہٕ مٔستی پھیران۔''[1]: نیل مت پُران، شلوکا

نمبر ۳۹۹، ۴۰۰ ، ۴۱۶، ۴۲۱، ۴۲۳، ۴۲۵، ۴۴۱، ۴۴۶، ۴۶۷، ۴۸۰، ۴۸۷ : لأنژھ گوٗن۔

۵۳۰، ۵۳۸، ۵۵۸، ۵۶۸، ۵۸۱، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۹۹، ۷۲۵، ۷۴۱، ۷۶۹، ۷۹۵، ۸۲۰، ۸۸۷، ۸۹۶، ۸۹۸، ۸۹۹،

سون ادب توأریخی نمبر۳ صفحہٕ ۶۵، ۸۶، بدری ناتھ کلا، نیل مت پُران شلوک ۷۹۲، ۸۹۸، ۷۶۹، ۷۹۵، ہمارادب ۵ جموں وکشمیر کلچرل اکیڈیمی ۸۴-۱۹۸۳، ص نمبر ۷۵۔

ارسطو چھُ ییتھِ پأٹھی زان دِوان زِ انسانس اندر چھُ سہٕ اکھ فطری جذبہٕ ییٚمہٕ ستی یہٕ نقل کرنک تہٕ تمہٕ کِس ورتاوس منز اُنک حس چھُ تھاوان۔ مطلب چھُ باںٛڈ تہٕ اَمے فطری جذبک قأیل تہٕ حساس آسان تہٕ اَمی اَمنانہٕ چھُ باںٛڈ پأتھرن ہنٛز گنٛدن گری تہٕ درینٛٹھی گژھان۔

کٔشیرِ ہنٛدی اَکی بہلہٕ پایہٕ شأعرن تہٕ چھِ ناٹک لیکھی متی اماپوٚز تمن ناٹکن ہُند چھُنہٕ کانٛہہ پے پتاہ۔ اَہنٛز کتاب ''سملے ماترکا'' منز چھےٚ ییٚمہٕ کتھِ ہُند موازنہٕ گژھان۔ اماپوٚز سہٕ چھُ پننہٕ کتابہٕ دیش اُپدیشس اندر روار یاہن ناٹکن ہنٛز ذِکر ییٚمہٕ آیہٕ پوٚنژمس بابس منز کران ''زِ سہٕ اوس ژھیوٚنمُت أندی پکھی اَسس تہٕ ؤژھِو دأر اَسس زیٚٹھ مگر تم اَسس اَتھن تہٕ کھورن زٕٹھی مستس گژایہٕ دِتھ اوس تھیٹرکس رنٛگہٕ ڈیٚنگس پیٹھ وُچھن والین اَسنأوی اَسنأوی ہٕلی کانٛہن گُرس کران۔ ییٚہٕ ییٚلہٕ زَن سہٕ مُنش لأگتھ کنس پیٹھ قلم تھأوِتھ ذٕچھنی کھوٚوری نظر دِتھ حساب اوس کران وُچھن والین اوس أسی أسی ہٕلی کانٛہن گُرس گژھان، سارنٛگ تہٕ اوس تیٚو وایان زِ زن چھُ کٹھن کھش کران، وُنی کٔمن تہٕ چھِ سارنہٕ پیٹھ جان ضرب دِنہٕ وأٔلِس ونان زِ سارنہٕ کھش چھُس جان ییٚہٕ چھِ

وَنان زِمسخراوس تُمبک نارِتَمہِ آیہِ ٹھس دِوان زِبوزن والین اوس کنن زَرپوان۔

ارسطو Poetics کھیمندر......دیش اُپدیش پنچم اُپدیش شلوک ا۔۲۰۱

دیش اُپدیش ش۔ن ۸ تعداد ۸، اُٹھم تعداد۳۲۔۳۰ کلہن پنڈت چھ راج ترنگی منز

یِیمہِ کتھِ ہنز ذکر کران زِ تتھ وقتس منز آسی لۄکھ رُود شرانین تہٕ تاپہٕ ژنجن منز کاتھ

پرواے برنہٕ ورأے پأتھر وُچھان روزان۔ اَچھ مثال چھےٚ برابر از تام تہٕ تمے انمانہٕ

قأیم۔ بیہٕ وُچھ مےٚ اَفسرن ہنز ژوپہِ تہٕ گرٛیستن ہنز چالہٕ بانڈ پأتھر منزٕ ے سنہ ۱۰۸۹ء

پیٹھ سنہ ۱۱۰۱ء تام چھ کٔشیرِ ہُندا کھ راجہ رازٕ ۂرش دیورٕ دمُت اُہنزٕ مثالہٕ چھےٚ واتل پأتھرٕ

چین کتھن منز (Diloge) میلان سہٕ اوس گوٚنک گِنڈٕ نک تہٕ نژنک سبٹھاہ دِلدادٕ

رۆ دمُت۔ بذاتِ خوداَکھ گِنڈن گۆرگوٚن وول تہٕ نژن وول آسنہٕ کنہٕ اوس سہٕ فنکارن

پٔژن گرٕ اُتھ محفلہٕ گأشراوان تہٕ فنکارن اوس معاوضہٕ رٔنگی سونہٕ تہٕ چاندِ ستیٚ تولان سےٚ

سون تہٕ چأندی فنکارن ینامہٕ رٔنگی بخشان۔ پانہٕ اَکھ شأعر آسنس ستیٚ ستیٚ آسی تمی ضلع سطحن

پیٹھ تھیٹر حال بنأوی متیٚ۔ راجا ہرش اوس پرٛتھ کُنہِ دوہہٕ بانڈن ملک آنگنس منز بلأوتھ

تہنڈِ فٔنی صلأحژ نشہِ لطف اندوز سپدان۔ یہِ ماہرِ فن اوس بانڈن نۆ وسوچ دِتھ نٔوی نٔوی تجربہٕ

کرناوان۔ یِیمہِ ستیٚ نٔوی نٔوی ناٹک پأدٕ تہٕ تیار آسی سپدان۔ تمی کھول پانہٕ اکھ تربیتی مرکز

یمِتہِ بیرٕون ریاستکی فنکار فیض یاب سپدان آسی اَمہِ تلہٕ چھےٚ یہِ کتھ ٹاکارٕ پأٹھی نَنان زِ

اَتھ دورس منز کۆڈ کأشری لُکہٕ ناٹکن تہٕ لُکہٕ فنن بے حد کاڑکش۔

ستیٚ مہِ صٔدی عیسوی منز چھ ہیونؔ سانگ اکھ بۆڈ بھکشو کٔشیرِ آمُت یِیتہِ پنہٕ

نِس سفرنامس اندر رچھ تمی لیۆکھمُت زِ کٔشیرِ اندر رچھُ نژنک، گِنڈنک، گوٚنک تہٕ ناٹک

کرنگ تہٕ اَمہِ کبن سازن ہُنٛد خاص فِضا اوسمُت یُس پننہِ نَس جمالس اند ربرپٕ رچھ، اوکانگن تہٕ چھُ أہٕنز ن کتھن حرف بہ حرف تصدیق کران تِکیازِ سہ اوس ڈراماہن ہُنٛد بوٚڈ شوقین۔

کلہن راج ترنگنی......ترٕنگ ترے۔ترنگ ۷،۴۔

سفرنامہِ ہیون سانگ ۶،سرسٹایل Sir Cityle

Ancient Geography of Kashmir part ابھنو گُپت۔

۹۹۰۔۱۰۱۴۔

اکھ پزٕ اُنی تواریخ آسنہٕ سببہٕ چھےٚ ییٚتِھن اَمچ ذِکر کرٕنی ضرٕوری تِکیازِ اَمہِ نِشہِ چھُ اَسہِ پزٕانہِ تواریخُک پوٚت کال درٕینٛٹھ گرٛھان ''بھرت منی'' تہٕ چھُ ژکہِ کأشر اوسمُت، اُمی چھےٚ بھرت ناٹیہِ شاستر لیٚچھمُت۔ اُمی چھُ اکھ ناٹیہِ شالہِ بنأومُت ییٚمہِ چہِ پرٛأوشہِ باپت اکھ تہر بأگراونہٕ آمُت چھےٚ،ییٚتھ سٟتی اکھ شُوشہِ نور بطور بلی تھاونہٕ آو۔یہِ شُب کأم آیہِ تمہِ وِزٕ انجام دِنہٕ ییٚلہِ یہِ تھیٹر حال پاٹ شالہِ پۆرٕ پأٹھی مکمل سپد۔یہِ رواج چھُ ازکل تہٕ کأشرِ ہن بٹن اند ررأتیج۔خاص کرٕتھ بٹہٕ بانڈ أسی أخری اَیامن تام یہِ رواج قأیم تہٕ دأیم تھأوتھ۔

نیل مت پُرانس منٛز چھےٚ یمن کتھن ہند واریاہس حدس تانی تصدیق سپدان۔بھرت ناٹیہِ شاسترس پٮ۪ٹھ چھُ زیادٕ کھوتہٕ زیادٕ عالموکأم کرٕمُت۔اَتھ اند رچھ بٹہٕ بامہہ،بٹہٕ دہمہِ بٹ،بٹہٕ لوٹ،بٹہٕ شُلک،بٹہٕ نایک،بٹہٕ طوطہٕ بیتز۔ابھنو گُپت چھُ پننہِ نہٕ کتابہِ ابھنو بھارتی منٛز تمن عالمن ہُنٛد تعداد ژوداہ وَنان۔اَتھ اند رچھےٚ ۳۶ ہن بھرت

سوترن ؤِٹ کڈنہٕ آمژ زِ کٲشِرِ اندر رُچھ رِگندٕ ٹک ،نژ ٹک تہٕ گوٚ ٹک سرٛ ون تہٕ گون رِواج موجوٗد اوسمت ۔ یہِ چھےٚ اکھ شہادت ۔ بٹہٕ دامودر چھُ پننہِ کتابہِ کُٹنی متس منٛز لِکھان زِ سٲری سےٚ بھارتس منٛز چھےٚ کٲشیر اکھ سو جاے ییتہٕ ناٹکھ ،گوٚ ٹک تہٕ نژ ٹک رِواج گرٕ گرٕ چھُ ۔گرس منٛز ہر کانٛہہ سہٕ ساز پٔژن پٔژن سازس پیٹھ نژ ٹک تہٕ گوٚ ٹک باس دِوان۔

ڈاکٹر اوشا باغاتی......کشمیر کا سنگیت۔

Approved hd these indra sangeet university

MP India

کُٹنی مت ۔ بٹہٕ دامودر ۸۷٦ پیٹھ ۹۳٦۔

ڈٔہمہٕ صدی ہُنٛد سنسکرت شاعر ''بِلہن'' چھُ پننہِ کتابہِ ''وکرمانکیہ چیرِتہٕ ترم (Vikar mauka chari trum) اردٕ ہمس بابس منٛز لِکھان زِ کٲشرِ رِگندن گری اٚسی ژون کوٚنن پیٹھ ژورن ڈٔچھنٕی کِنۍ تھمن ستۍ لٲ رِگتھ ناٹک ''پاٚتھر گندان'' روزان۔

نیل مت پُرانس منٛز چھےٚ دہہ لٹہِ ناٹکن ہنٛز ذکر کرنہٕ آمژ ۔ رِگندن گر بن اوس اکھ خاص روتبہٕ ،لوٚکھ اٚسی تمن وٚری یس منٛز دوہ یہِ لٹہِ گرِ اٚنتھ سال کران تہٕ یتامہٕ رٕنگۍ عزتھ بڑاوان ۔ تمن تہِ اوس ییٚمہِ کتھہِ ہُنٛد احساس زِ تم چھِ پزۍ پاٚٹھۍ تمکۍ حقدار۔ ناٹک تہٕ پاٚتھر کرنہٕ موکھ اٚسی بڑی کھلہٕ تہٕ زٲٹھۍ ماٚدان مقرر کرنہٕ آمتۍ ،کارتک زوٗنہٕ پچھِ تر دپچھِ دوہہٕ اٚسی لوٚکھ نژن والین تہٕ بانڈن گرِ اٚنتھ کھیاٚوِتھ چاٚوِتھ تہٕ اتھِ گرماٚوِتھ پٔژن گرٕ واپس سوزان۔

بأدرٕ پتہٕ زؠنہٕ پچھ ترٛ ووس چُھ وٕتھ ہُنٛد زاپہٕ دوہ رٕنٛگو تہٕ مثاونہٕ یِوان۔ڈٕپؠ توزِ سینٛدِ بٔٹھِس پٕٹھ اوس بانٛڈٕ پأتھرٕ کی منظرُ چھتھ سینٛدِ بٔٹھِس پٕٹھ تماشہٕ گیرن اپارِ بٹھِ تہٕ۔یپارِ پٕٹھ تہٕ ٹھاہ ٹھاہ گٔرتھ اُسن نیرِتھ ژٔلان۔لۄکن ہٕنٛدی اَسن کھنٛگالہٕ اوس اکھ خوش یِوُن فضا قأیم کران۔

شری ورچھ پٔننہِ کتابہِ منٛز یٔمہِ کتھِ ہنٛز ذکر کران زِ"سُلطان زین العابدین بڈشاہ" چُھ أکس پأراومِژ ناوِ منٛز دَربارٕ ہن ہٕتی بانٛڈٕ پأٹھر تہٕ ریٛشی پأتھر کرن والین گُلو کارن تہٕ فنکارن ہنٛز پیش کش تہٕ سازن ہُنٛد سوز و گُزار تہٕ سبز ر پز رشو دِمنہٕ گاشراوان۔ امِہ کتھِ تلہٕ چُھ باس لگان زِ کأشرٕ ہن چُھ گنٛد نٕک تہٕ نژنٕک چسکہٕ اوسُمت اتھٕ وَندے۔ ہٕتی چھےٚ یٔمہِ کتھِ ہنٛز ذکر کرٕنی وأجب زِ بَر ملا زِ بڈشاہ صأبن اَنہٕ نأوی کینٛہہ تجربہٕ کار تہٕ ہدایت کار بیٚیہِ کینٛہہ نژن وألی کٔشیرِ ایرانہٕ پٕٹھ تہٕ طورانہٕ پٕٹھ، کینٛہہ نژن وألی تہٕ گیوٚن وألی بیٚیہِ کینٛہہ سازندر"میوزیشن" یِم زن باصلاحیت أسی انہٕ نأوِن یارقنٛدٕ، سمرقنٛد، کابلہٕ، پنجاب تہٕ دِلہِ پٕٹھ زِ تِم گرن بیٚتہِ فیسٹولن منٛز شرکت تہٕ پتہٕ انہٕ نأوی حسن شاہن تہٕ علی شاہن کرناٹکہٕ پٕٹھ کینٛہہ سازندر"میوزیشن" یِمو بیٚتہِ سازندرن پٔننہِ صلأحژٕ وٕہتی کأشرِ ساز ہردلعزیز گٔری۔

ووٕنؠ گوٚو ناٹک أسی وٕنٛدٕ کالس منٛز لۄک کُٹھِس اند رشانٛشنہٕ منٛز گنٛڈنہٕ یِوان،یٚیلہِ زن کُٹھسِ وٚورؠسی تھوٚ دأس کھالنہٕ یِوان تہٕ ژأنٛگی أسی زالنہٕ یِوان۔أز یٚک شگارہ پأتھر چھُ تیٚچ بیٚا کھ بگڑ یمژ صوٗرت ازٕ سٕے نظارٕ پیش کران۔

(بٔہن وِکرِ منکا چیریہٕ ترم شلوک 17 تا 45

نیل مت پران شلوک نمبر:,713,898,795

(713,898,795,769,713,547,546,448,446,427

(شری ور چھ ذأنہٕ ترنگنی ترنگ 1سرگ سے 3) (ن م پ) ش۔ ن

898,797,795,768,759,547,546,484,446,317۔

داموٗدر بٹ چھ پننہٕ کتابہٕ کٹنی مت ش۔ن878 تا801 منز وَنان زِ کشیرِ اندر چھ گندنک ،نژنک تہٕ گوٚنک رواج سبٹھاہ پزٕون تتھ چھ بلہن تہٕ تصدیق کران۔ شری ورادس بڈشاہ سُند دربأری مورخ، سُہ چھ وَنان زِ یوٚدبٹن لیوٚکھ کأشرِ زبأنی ہُند اکھ ناٹک ''ذأنہٕ پرکاش''۔یتھ اند ربڈشاہ صأبنٕز سأرِے زندگی چھےٚ ہاونہٕ آمٕژ۔بانڈٕ پأتھر تہٕ چھ گُلہم پأٹھی اَمی انمانہٕ سنسکرت ناوِ بنڈپأترِ تہٕ سنسکرت لفظ بانڈٕ پأتھرچ اکھ بگرمٕژ شکل۔ بانڈٕ پأتھر معنی گندگوٚرادا کار۔یوٚ دوٚے موجوٗدٕ دورس منز بانڈٕ ناوِ ہیوٚن گوٚب چھ یامنٕد چھ ہش باسان چھےٚ اماپوٚ زتتھ برعکس اوس ویدک زمانس منز بانڈن ہُند روتبہٕ ریشن برابر مانہٕ یوان۔

مانوسمروتی منز تہٕ چھ بانڈن ہنٛدِ نژنک حوالہٕ دِنہٕ آمُت تہٕ مہابھارتس منز تہٕ چھ بانڈن ہنٛز ذِکر پُر زورلفظن منز کرنہٕ آمٕژ۔عیسوی سنہٕ بروٚنٛہہ ژور ہتھ وٚری چھ ڈرامانولیس بھاسَ بانڈن وِدوستکھ سُند عہدِ دِتھ تمس راز سُند اکھ مسخر بناوان۔بھرت سنٛز ناٹہٕ شاستر منز چھ بانڈٕ پأتھر پرین تروٹک ییٚہ ولاسکہٕ أتھی منز میلان۔

یوٚزی توہر گاہ أسی کشیرِ پٹھ وندھیا چل کِس دامنس تانی سروٚے کروہتہٕ یٚدی بانڈٕ پوٚری تہٕ کڑ الہٕ پوٚری ہن لبنہٕ۔وَنوٚ دہماچلو سُند وَنن چھ بانڈ تہٕ بھگت چھِ ذأتی

لُکہٕ فنکار، کلاکار تہٕ گلوکار۔ اگر پزنہٕ پأٹھی سام ہیمو ہندوستان کس تہذیب تہٕ تمدُنس ستؠ چُھ کأشرٕن بٹہٕ باںڈن ہُنٛد پےٚ اکہِ بٹہٕ ذأژ تلہٕ میلان۔ یم زَن پتہ کالہٕ اننت ناگ ضلعہٕ کِس أنٛدی پٔکی پرگنس منٛز سنٛدھیاہٕنٛدِس دامنس تل واقع ساگام کِس باںڈٕ زأژ ہُنٛد مأنہٕ جؠُن لڑکہٕ گونٛڈٕ کاک چُھ۔ امہِ ذاتُک سنہٕ چُھ 1881ء۔ وِچھو بلہن وکرمانکیہ دیو چتر: نرگ 18 شلوک 23۔ ''مہابھارت۔'' 10 ,261,49,12'' (بھارت ناٹیہ شاستر۔ش۔ن۔ 17) از ٹی این گنجو۔

امہِ علاوٕ چُھ لارنؔ صأب پننہِ کتابہِ منٛز ذکر کران زِ أکِس گامس منٛز أسی بٹہٕ باںڈ شِو بھگوتی ہٕنٛدِس مندرٕ کِس آنگنس منٛز پزٕ بتھ ؤری یہِ پأتھر گندان۔ یِؠ دوٚے کنہٕ ڈول دِنس پتہٕ تِمن باںڈن أچھ گاش روو۔ دپان خابس منٛز آو تِمن بھگوتی ہٕنٛدِ طرفہٕ جشنہٕ کرنُک وعدٕ ہینہ اِدٕ جشنہٕ کرُونے آو تمن سارِنے أچھن ہُنٛد گاش واپس، اِدٕ مادھورام صأبس تام اوس یہِ سلسلہٕ جأری۔ وارٕ وارٕ گےٚ موجودٕ حالاتو کِنؠ تتہِ تِم بٹہٕ باںڈ ختم، تہٕ جشنہٕ تہِ گُس کرِ ہے۔ مُہری بچہ ہٕنٛدِس نادس پتھٕے چُھ مُہری پؠٚرس مُہری پؠٚرناو پیٚومُت، ''نیل مت پران''۔ نیل مت پُرانس منٛز چھےٚ ییٚمہِ کتھِ ہٕنٛز ذکر تہٕ پیش گویی زِ باںڈ پأتھرن منٛز استعمال ٕقمتی کتھن تہٕ مولہٕ لبن سازن ہٕنٛزن انمول لَین تہٕ وادن گرٛژھِ گوڈ برُن تہٕ ہمت دِنٛی تِکیازِ تِم چھِ اسہِ زندگی ہٕنٛز مایہ، اسہٕ نس تہٕ گِنٛدنس بیٚیہِ لسنس تہٕ بسنس یکوٹہٕ روزنُک اکھ سُہ سبق دِوان یُس سبٹھاہ ضرٛوری چُھ۔

شری درچُھ زینہ ترنگی منٛز ییٚمہِ کتھِ ہٕنٛز باوتھ کران زِ سلطان حسن شاہ صأبنس استقبالس منٛز کوٚر اکہِ دوہہٕ باںڈو (86-1472ء دوران) گوٚبنُک اکھ

بہترین سٹایل پیش ۔ تمہِ پتہٕ کوٚ رتھو حیوانن ، جانورن تہٕ بیشتر زوٗزاٗ ژن ہُند گِندن تماشہٕ تہٕ بولبن ہُند مُظاہِر تمہِ آیہ پیش ۔ییٚمہٕ ستیٚ سلطان حسن شاہ صابٕنٮ تمام دربارٕکۍ تہٕ ذی عزت لۆکھ نبر تانۍ اٗسۍ اٗسۍ دَب دِوان اٗسۍ ۔ ژۄپوٚ تمن اوس کانہہ اٗسۍ اٗسۍ گُرس گوٚمُت ۔

سر والٹر لارنس ''ویلی آف کشمیرس'' منز لیکھان زِ باندٕ چھ گامن ہنٛز سماجی تہٕ سیاسی زندگی سہل تہٕ آسان حرکژو ستیٚ مارکس منزانان تہٕ بدِ کڈان ۔ یِہُند پوشاک چھ مولُل آسان ۔ یم چھِ گرٕ پسی ہنٛز ژھوین تہٕ حاکمن ہنٛزن چالن تمہِ آیہ مارکس منزانان زِ باسان چھ زِ سورٕے چُھ پوٚز ۔ چۆکر درس پتہٕ حاکم اعلیٰ ہس تام چھنہٕ یلہٕ تر اوان ۔ مےٚ رٔژ تمہ وار یاہ اشارٕ باندٕ پاٗتھرو منزٕ ے ۔ (وُچھو ہمارا ادب جے اینڈ کے نمبر 84-1983 ۔ص: 89-78) (نیل مت پُران ۔ ص: 819) زینہ راج ترنگنی از شری وَر ۔ 1-3-73,33-43,28,3-203))

سوٚم ناوِ کرٕ اٗکۍ کاشرِ لِکھارٕکۍ تہٕ لۆکھ بڈشاہ صابنہٕ زندگی پتہٕ اکھ پاٗتھر یتھ (زاٗنہ ژرت) ناو اوس ۔ اماپوٚز سُہ گوٚو پتہٕ گاٮ کھاتس ۔ تمۍ سُند زمانہٕ اوس نوین طرحن تہٕ نوین ایجادن ہُند ۔ تہٕ بڈشاہ صاٗب اوس یمن لطیف فنن قدر کران تہٕ واو دِوان ۔ بڈشاہ ہنٛدِس دربارس منز اوس جان فنکارن تہٕ ادیبن ینامہٕ تہٕ خلعت دِنہٕ یوان ۔ تمہِ وِزِ لٗب کاشرِ لُکہٕ فنن کاٗفی ترقی ۔ پاٗتھر و کوٚڈ کاڈتہٕ لُکو پکھن واش کڈنہٕ ۔ یہ کتھ چھےٚ واقعاتن درست زِ سُہ وق اوس کاشرِس لُکہٕ ادبس لُکہٕ پاٗتھرس زندگی بخشنک واٗحد وَق ۔ ژھوٚژ پاٗتھرٕ ژپوٚ زِ کاشرِس اَدب تہٕ تمدنس یوسہٕ بہترین شان حیات روزیا گاش تارٕکی

پأٹھ پڑ زلے یہٕ سوزُور کأشر بوٚلکھأری سوم بٹؔ تہٕ وید بٹؔ تمہِ ژُکہِ ستی یُس تمو کأشُر لُکہٕ فن زِندٕ تھاونہٕ خأطرٕ کوٚر۔ یم دوشوٕ ے أسی بڑی بارٕ لِکھأری وید بٹنہِ اکہِ ڈراما ہُک یُس تٔمی بڈشاہ صأبنہِ زندگی پٮ۪ٹھ لیوٚکھ چھُنہٕ کانٛہہ پٔے پتاہ تیٚچ ذِکر گوڈٕ تہِ کرنہٕ آیہٕ۔

یوٚ دوَے أسی پتھ کالس کُن نظر ترٛاوو اَسہِ لگہِ واریاہن گُتھن ہُنٛد بیٚیہٕ باس۔ تھیٹر چھُ کٔشیرِ منٛز سبٹھاہ پرٛون تہٕ مقبوٗل عام روٗدمُت یا گنٛدن گرٛبن چھُ خاص و عام تہٕ وقتہٕ کِنہِ حأکمن ہٕنٛزن نظرن منٛز سبٹھاہ روتبہٕ اوسمُت۔ تمہِ چہِ مثالہٕ نمو أسی حضٕ شیٚخٕ سنٛد بوشر کہو پٮ۪ٹھٕ یوسہٕ زِندٕ مثال تہٕ ثبوٗت چھُ......۔

تیٚمی ہیوٚت تِہنٛدِ بَر تل زاگُن لَس پٔنٛنۍ شربت پانہٕ چاوَے
چھِس پأتھر بیٚون بیٚون تہٕ کُنے ماگُن لیس سُہ ٹوٗٹھ سُے اِدٕ پڑاوَے

☆

کیلک گرٕ گرٕ ریٚشی لاگُن یُتھ پأتھر لاگُن منٛز رنٛگن
کیلک أپِ تو رگس تو شان شأنتہِ ہٕنٛزِ گرِ بُتش واد

☆

ژٔے گٔم روَک أسی دایک یم تا یک رنٛگن پٔزی
ووٚنۍ مٔژتھ شنکایہِ گیکھ پیٚیک پالیس یاوَن مٔژی

☆

گینٛڈ کأشِرٕ گوٚو رزے تُٔمی تہِ بوٹٕنۍ وَگر نیوٚو
سُہ زِ آگاہن وِجب گوٚو ٹُیتھ مےٚ وَر دِتم دِوو

☆

کاتۍش باڑس وقتہٕ کِس راڑس
جشنہٕ کوٚرن ذاتس ساریٚ سے راتس
بوٹٕنۍ پانژاٗلی گوٚ وِجت تہٕ گوٚس مِلہٕ ژار

☆

تھاوِن نہٕ قبوٗلیت مَلہٕ ہِنٛدِس مُشید اژنس
تھاوِن قبوٗلیت باڑہٕ ہِنٛدِس وژنس

نوٹ: کاتۍشی یا کاتہٕ ریٚشی یہِ چھُ باڑہٕ پاتھرُک ژُکی درتہٕ عقیدت مندیُس بوٹنہٕ (لداخہٕ) پتہٕ واپسی پتہٕ دِوِ سوے ماٛدانس منٛز سُمتھ ساری باڑ یکہٕ وٹہٕ دَیہِ ہِنٛدی ناوی جشنہٕ کرناوٕتی چھِ۔ اَنٛدی اَنٛدی تھاومتوٕ کنہِ ڈھیرو منٛزٕ آسہٕ اَسن گگرایہِ تہٕ ژَرِ پیٚیٔ گژھان تہٕ تتھی ہِتی اکہِ اکہِ ساری آسمان کُن وُڈِتھ تہٕ سپدی دَیہِ ہِنٛدی ٹاٹھی ''دھض شیٚخن یہِ اشارٕ چھُ شُرٕ کہِ کِس صوٗرتس منٛز تتھی ہِتی واتھ کھوان۔

اَمہِ پتہٕ یِمو صوٗفی گونماتو باڑہٕ پاتھرس متعلق پننہٕ شعرن منٛز ذِکر چھےٚ کٔرمژٕ تِمو منٛزٕ چھُ نعمہٕ صاب تہٕ شمس صاب قابلِ ذکر۔ کینہہ شعر چھِ ملاحظہٕ خاطرٕ یِتھ کِنی، باقی چھِ تحقیق طلب۔

آدن روٗم وونۍ پیوٚس سادس تانۍ آم تورے نادَس
شبن طرفن باڑہٕ سُنٛد پَے ڈوٗلچ وسولہٕ بیٚیہٕ سورنَے
زندٕ عاشقن چاوان موے تانۍ آمو تورَے نادس

باڈٕس جماتھ پنہٕ نے گرے درزٕ ماگُن بێیہٕ مسخرے
حأرت ا ۆنم تتھ کیا گرے تانٛ آمو تورَے نادٕس
رنگہٕ رنگہٕ جامہٕ باڈٕس نألی رانٛڈٕ نێچوٚس گرٕنم گُپأٚلی
زَر باف اطلاس بێیہٕ وڑنٛ سأٚلی، تانٛ آمو تورے نادٕس
ڈرزِ یامت مُژراوِ روٕنے سُے سامانہٕ گوٚنٛڈ آرمینٛے
لولُک قیمت سپدیا گنٛے تانٛ آموتورَیے نادٕس
نعمہٕ تحقیق کرتو مَرُن زِنٛدٕ مرِتھ پتہٕ کیا چھ مَرُن
تتھ چُھم گواہ مولوی تہٕ ساقی تانٛ آمو تورَے نادٕس

اتھ بأتس انٛدر چھےٚ کأشرٕن لکہٕ سازن ہنٛز باوتھ کرنہٕ آمٕژ۔ ستی ستی آرمێنہٕ پأتھر، اَکہٕ مُصدق بانٛڈٕ پأتھرن منٛز شمارتہٕ پأتھر آسنٕک پوٚرٕ باس دِوان۔ گویا اَمہِ پأتھرُک نہٕ آسُن ہیکہِ نہٕ سپدِتھ، قیمتی پوشاک بانٛڈٕ پأتھرس منٛز استعمال سپدٕنۍ رانٛڈٕ نێچوٚس گُپأٚلی بناوٕنۍ بیترِ۔

ڈرزِیامت مُژراوِ روٕنے سُے سامانہٕ گوٚنٛڈ آرمینٛے، چُھ بانٛڈ اکھ شوٚدِ منٛگ فنکار آسنٕک باس دِوان تہٕ پراتہٕ پژانٛئن پأتھرن ہنٛز یادٕ وۆترٕژنٛس پاوان۔
اتھ سِلسلس منٛز چُھ بێیہٕ انٛدٕ شمس فقیر صأبنہٕ ییٚمہِ شعرٕ ستی ہنا بیہِ تصدیق سپدان۔

زِبانٛڈٕ پأتھر چُھ کٔشیرِ منٛز بے حد مقبوٗل تہٕ صوٗفی رنگُک اشارٕ دِوان۔
اۆن دِتھ وۆن دِیو بانٛڈٕ جُشنٕس ڈرزٕ پأتھر نوٚہأوی زِنہٕ تشنٕس

آرمیٚنۍ لأ گتھ مسخر دڑام ہفتادودُ وِملت دردام

امہِ علاوِ چُھ ییٚہِ واریاہو شأعرو بانڈٕ پأتھرن ہنٛز ذِکر کُرمٕژ، ہرگاہ لیکھو تیٚلہِ گژھِہا اکھ بیاض تیار۔

یِمہٕ کتھِ نظرِ تل تھأوِتھ پرِ کأشرٕ ن سارِنے سِکر پٹ بند بأتھرن ہُنٛد فہرست لیکھِتھ تھاوُن۔ اِدِ یوٚ دوَے کیٚنژٕ ہن پأتھرن ہُنٛد سِکر پٹ سینہٕ بہ سینہٕ وُنہِ موجوٗد چُھ یادرِج چُھ تاہم چُھنہٕ کیٚنژٕ ہن پأتھرن ہُنٛد نب نشانے یِوان۔ ممکن چُھ یِنہٕ وأرِس وقتس منٛز ماکرِ کانٛہہ ژُکی دریمن ہُنٛد تحقیق یاسوٗمبرن۔ اَسہِ تہِ یوٚ تامتھ حسبِ مقدوٗر چلہِ أسی تہِ روزوٗ تحقیق تہٕ سوٗمبران کران تہٕ فلحال گروسکرپٹہٕ بنٛد پأتھرن ہُنٛد فہرست درِج:(۱) دردِ پأتھر یعنی درزِ پأتھر ۔(۲) گوسأنۍ پأتھر ۔(۳) راجہِ پأتھر ۔(۴) بُہری پأتھر بٹہٕ پأتھر یا راز پأتھر۔ (۵) واتل پأتھر۔(۶) انگریز پأتھر ۔(۷) ووٗنٹہٕ وألی پأتھر ۔(۸) بٕسمی پأتھر ۔(۹) چکدار پأتھر ۔(۱۰) آرمیٚنہِ پأتھر ۔ (۱۱) ہأنٛز پأتھر ۔(۱۲) شکارگاہ پأتھر۔ (۱۳) بانڈٕ ژوٚک ۔(۱۴) بکروال پأتھر۔

نأوِد پأتھر چُھنہٕ الگ کانٛہہ پأتھر یہِ چُھ راجہٕ بأتھرُک اکھ انٛگ امہِ علاوٕ یِم باقی پأتھر مثالے مُغل پأتھر، تِلہٕ وأنۍ پأتھر تہٕ ووٕری پأتھر بانڈ چھِ أسی ٕمتی کران تِم چھِ سوٗمبرن طلب۔ وُنہِ تہِ چُھ موقعہ زِیوٚ دوَے یِم رأوی ٕمتی باڈٕ پأتھر تحقیق کُرِتھ سوٗمبراوو کیٚنٛہہ نتہٕ کیٚنٛہہ مواد ہیٚکہِ وصوٗل سپدِتھ۔ یِم پأتھر سِکر پٹ بنٛد چھِ تِم چھِ سیٹھاہ مُشکل حالاتن منٛز گامہٕ گوم گژھِتھ بُزرگ تہٕ کُہنہٕ فنکارن نِشہِ سینہٕ بسینہٕ حاصِل کُرِتھ

کتأبی صوٗرتس منٛز چھپتھ تہٕ موجوٗد۔

کأشرٕن بانٛڈٕ پأتھرن متعلق کَروٕنہِ ذِکرضروٗری زِ ہندوستان اَکھ بۄڈ بارٕ مُلک آسنہٕ باوجوٗد چھُ اَتہِ کُٔنٛن تام ریاستن منٛزٕ فوک تھیٹرن منٛز اکھاہ اکھاہ مشہوٗر لُکہٕ ڈراما، تتھ برعکس چھِ سانہِ ریٛشہِ وارِ منٛز تقریباً (20) وُہ الگ الگ ناوٕ بانٛڈٕ پأتھر۔ سأنِس بانٛڈٕ پأتھرس منٛز چھےٚ یہِ اکھ خصوٗصیت یہِ زِ سٹیچس پیٹھ چھِ سأری فنکار روبروٗ کأم کران یعنی کہ ہندوستان کٕہن سارِنٕے تھیٹرن منٛز چھِ گوٚان وألی میوزِکل سامانہٕ وألی گُپت آسان گویا سٹیچس پیٹھ اداکار یا کلاکار چھُ پۆت منظر چو آواز و موکھٕ فقط وُٹھ تہٕ زیو ہلاوان، اہم ڈائیلاگ تہٕ میوزک تہٕ چھُ سٹیچس ژھایہِ کأم کران۔ امہِ کِنی چھُ اسہِ یتھ کتھِ پیٹھ ناز زِ سون اداکار چھُ سیٚدِ سیوٚد گوٚن وول تہٕ تہٕ میوزیشن تہٕ یێمہِ کِنٕز ازتانٕ مُلکہٕ کوٚ لُکہٕ تھیٹر واتھہٕ ستی ٹھول ہیٚچ نہٕ کُرِتھ تہٕ نہ ہیٚکہِ کُرِتھ۔ کأشُر بانٛڈٕ پأتھر چھُ أکس پزِ ڈلیلہِ تہٕ أکس حقیقی توارٖیخس پیٹھ کھڑا أسِتھ پنٕنی حقیقت بیان کران یوٚسہٕ ڈلیل راجن، مہاراجن، پادشاہن، گوسانٕہن، ہأنٛزن، نأوی دَن، بوہرٕن یا بٹن، آرمین، بکروالن، چکدارن، تِلہٕ وانٕہن، انگریزن، بیگارٕن، گرٛہستن، پٹوارٕن تہٕ رُشوٕ خورن ہٕنٛزِ زندگی ہُنٛد لُکُن بَسُن کرتوت تہٕ وکھرٕ وکھرٕ انہارو کِنٕز اَسان اَسان بَدِ چھےٚ کڈنہٕ یِوان۔ صوٗفیانہٕ کوٚ پُرسوز مقاموتہٕ دِلفریب وادوٕ ستی چھُ بانٛڈٕ پأتھرن اکھ خوبصوٗرت انہار میلان تہٕ یێمہِ اکھ پرٕزنتھ چھےٚ لبنہٕ یِوان۔ اِمکی صوٗفیانہٕ بأت تہٕ دلفریب سورنَے وار چھِ انسانس وولسنس اَنان۔ اِمکی یم پُرکشش واد چھِ امیک مزازٕ تہٕ انٛد ازٕ بدلأوِتھ انسانس وُچھنس پیٹھ تہٕ بوزنس پیٹھ مجبوٗر کران۔

بانڈٕ پأتھر چھُ اکھ فطری جذبُک اظہار:- ارسطوٗ چھُ وَنان زِ انسان چھُ فطری جذبُک اظہار۔ امہِ کِس جذبس منز چھُ أمِس امہِ کِس ورتاوس، نقل کرنس منز عأنک حِس آسان ۔ باندٕ پأتھرس منز چھِ تِتھی ہوی جذبہٕ تہٕ نقل واریاہس حدس تانی درٛینٛٹھی گژھان۔ گویا مسخرچھُ پأتھر چ لاکمہِ اتھس منزٕ ژٕتھ موقعہ محل کتھن زنم دِوان تہٕ پنہٕ نووٕ شنوٕ تہٕ برجستہٕ ڈائیلاگو ستی چھُ سماجس منز ناکارٕ گین تہٕ پیچھ انسانن ہنٛدی تُتی گوگل ئژ کڈان۔ پٔت کالکی مسلہٕ وارتاونس ستی ستی چھُ موقعہ محللکی مسلہٕ تہٕ لکُن تہٕ خاص حأکِ من ہنٛد بن کنن منز واتہٕ ناوان۔ یِیمہِ اَنمانہٕ اَز یُک الیکٹرانک میڈیاتہٕ پرنٹ میڈیاتہِ ہیکہِ نہٕ واتنأوِتھ۔ باندٕ ادکار چھُ لکہٕ ارثالس منز پنہٕ نہٕ اَسوٕنہِ ہونٛجہِ تُیتھ ڈائیلاگ ونان یِیمہِ ستی پیچھ شخص یارأشی حأکم زچہِ ژٹنس واتان چھُ۔ اَمہِ کتھِ ہنٛز شہادت چھےٚ لارن صأبنہِ یِیمہِ کتھ ستی لگان زِتُمی وُچھ حأکمن ہنٛز چالہٕ تہٕ گرٛیستبن ہنٛز ژوٕیہِ باندٕ پأتھرن منزٕ ے۔یہِ رہوایت چھےٚ ازکل تہِ پأتھرن منز مسخروٕسی درٛینٛٹھی گژھان گویالوٕکن ہنٛدی مسلہٕ تہٕ حأکمن ہنٛز غفلت شأری چھےٚ وُنی کبن تہِ باندٕ پأتھروٕسی بَدِ کڈنہٕ یِوان۔ پیٚتھ کَرو یِیمہِ کتھِ ہُنٛد تہِ ہُر بہٕ زِ باندٕ پأتھر چھُ صوٗفیانہٕ موسیقی کلاسیکل تھیٹرس لرِ لوٚرا وُنمُت۔

کٔشیرِ منز باندٕ گامن ہُنٛد تعداداوس زبان زدعام (72) دُستتھ۔ گرٛینٛد کٔمی کٔرہٕ مژأس تمیک چھُنہٕ کانٛہہ پَے تہٕ نہ چھےٚ یہِ پریشأنی ازتام کأنٛسہِ مَٹہِ ہیٚژ مژ اماپوٚز بڑِ ہٹہِ أسی سارِے باندٕ وَنان زِ کٔشیرِ منز چھِ (72) باندٕ گام۔ خأرسو چھُنہٕ کتھ، ژکہِ أسی راجو، مہاراجو، شہنشاہو پٔنن دِل رنٛزناونہٕ تہٕ شادکرنہٕ خأطرٕ تہٕ من رنٛزناونہٕ خأطرٕ کٔشیرِ

ہٕنٛدِس پٔرتھ کُنہِ پرگنس منٛز حسبِ مقدوٗر بانٛڈ بساونہٕ آمٕتؠ ۔ خصوٗصی طور پیٚتہٕ سیأحتی مرکز أسی، تِمن جاین أس نزدیک نزدیک بانٛڈٕ گام بساونہٕ آمٕتؠ، بڈ پایہِ اوس واتھور ییٚتھ سرینگر شہرس نزدیک آسنہٕ کِنہٕ مرکزی حیثیت حأصِل أس، اتہِ اوس بانٛڈن ہُنٛد اکھ بوٚڈ تعداد بساونہٕ آمُت ۔ تتھ دورس منٛز یوٚدوَے کانٛہہ غأرملکی یا ملکی حأکم کٔشیرِ ییہِ ہاتہٕ نٛدِ استقبالہِ خأطرِ أسی واتھورٕکی بانٛڈ استعمال سپدان ۔ سرکأری طور أسی بانٛڈن جشنہٕ کرنہٕ موکھہِ پرگن مقرر کرنہٕ آمٕتؠ ییمہِ سٟتؠ یہٕنٛدِ ذٕری یہِ کہِ اوزٕچ ذمہٕ دأری یِمنٕے پرگنن پٮ۪شراونہٕ آمٕژ أس۔

بانٛڈٕ گامن ہٕنٛدی ناو، آبأدی، پرگن، برگزیدٕ فنکارن ہٕنٛدی ناو تہٕ کتہِ کُس پأتھر أسی کران۔

اننت ناگ: ترٛے گامہٕ پوٗری مُہری پوٗر، اکن گوم تہٕ ہلر آرٕ ہوم أکی سے جایہِ ترٛونٛگرٕ کٔرِتھ بسان ۔ آبأدی الہِ پلہٕ ڈوڈ ساس ۔ پرگن عشمقام، اَچھ وَل، کوکرناگ، ویرناگ، اننت ناگ بیترِ پرگن أسی راجو مہاراجو سرکأری سطحس پیٹھ مقرر کٔری مٕتؠ ۔ اتہِ کیٚن برگزیدٕ فنکارن تہٕ اداکارن ہٕنٛدؠ انجام انن والین پأتھرن ہٕنٛز تفصیل چھےٚ یِتھہٕ کِنہٕ:

روٲیتی ماگن تۆیشوٗنی پوٗرہن اکُے ماگُن محمدی بچہِ ۔ اداکار تہٕ صوٗفیانہٕ سازندرِ، بچہِ، سرور بچہِ غلام بچہِ ''حال گُل محمد ماگُن''

روٲیتی مسخر: اسمال مسخر، رحمان مسخر، عمہٕ مسخر، خألق مسخر، نبر راتھر، صمد مسخر، جمال مسخر، صمدی مسخر ۔۲۔ علی محمد بھگت، عبدالغنی بھگت، ممہٕ مسخر، نبہٕ مسخر، روٲیتی سورنے نواز قادر بھگت، غلام رسول بھگت، رحمان شالہٕ، غلام محمد بھگت، ووستہٕ مومہٕ، فتح راتھر، ممہٕ

بھگت تہٕ (حال) غلام رسول کار سورنے نواز، یِمو سارِوٕے برگزید فنکار وتہٕ ادا کار وچُھ لُکہٕ تھیٹر زندٕ تھاونس منٛز اکھ اہم رول ادا کوٚرمُت تہٕ باندٕ پأتھرس منٛز خاص مقام حاصِل کوٚرمُت تہٕ پٔنٛز ربو ایت زندٕ تھأوِمٕژ۔ مِن جُملہٕ أسی یِم بُہری پأتھر، واتل پأتھر، شگار گاہ پأتھر، درزٕ پأتھر، گوسأنی پأتھر، بکروال پأتھر نکھٕ وألتھ لُکہٕ پأتھرس گوڈ بران۔ امہِ علاوٕ اوس ئُوس درمیانہٕ دورس منٛز بہترین لکھأری تہٕ ہدایت کار محمد سُبحان بھگت تیٖمی کأشُر لُکہٕ پأتھر زندٕ تھاونس منٛز اکھ اہم رول ادا کوٚر۔ سیٚر کانِلی گوٗنڈ عشقمام انت ناگک عبدالغنی کانٛیل چھُ سورنے واینگ مایا ناز تہٕ ناماور سورنَے نواز گُزر یوٚمُت، ووستاد زمان أمی فنکارن چُھ پننہِ وقتہٕ کأشرِ ٚن شوق بٔدن تہٕ فنکارن دِل مُہیت نیٚوٚمُت۔

کوپہٕ وور ''کپواڑہ'' درگہٕ مولہٕ : گوڈنیک ربو أیتی ماگُن سرفراز ملک ٹُمس پتہٕ سُبحان مسخر، قأدر مسخر، لسہٕ بچہِ، نژن وول، سورنے وألی اکبر بٹ، جبار بٹ، پننہٕ وٕقتکی مایا ناز تہٕ بہلہِ پایہٕ ادا کار تہٕ فنکار۔ آبأدی الہٕ پلہٕ ژٕ ساس۔ یِم أسی آرمینہٕ پأتھر، ڈٕرزٕ پأتھر، گوسأنی پأتھر تہٕ واتل پأتھر کران۔

ہَتہٕ مولہ کوپہٕ وور:- ربو أیتی ماگُن محمد صدیق میر، تس پتہٕ مہدٕ میر، حال، نثار احمد بھگت، صوفیانہٕ تہٕ قوأ لی گیون وأ لی افضل میر، مہدٕ میر، خأ لق بٹ بچہِ، سونہٕ بٹ بچہِ، رمضان میر، مسخر۔ سونہٕ بٹ، أسی بٹ، غنی بٹ، سورنے وأ لی، صمد میر، غنی میر، سرور بٹ، یُوسف میر، مِن جُملہٕ أسی یِم راجہ پأتھر، وٕنٹہٕ وأ لی پأتھر، بُہری پأتھر، ڈٕرزٕ پأتھر تہٕ آرمیٚنہٕ پأتھر کران۔ اَتھ آبأدی آسِ الہٕ پلہٕ ڈھاے ساس (2500)۔ یِمو فنکارو اوس لاہور تہٕ پشاور پنجأبی تہٕ اردو قوأ لی ہیچھتھ کٔشیرِ منٛز اکھ ناو کموومُت۔

گُل گام کپواڑہ:- آبأدی الہٕ پلہٕ ڈھاے ساس (2500) روأتی ماگُن صدف بٹ، تس پتہٕ سونہٕ بٹ تس پتہٕ ۔۔ صوفیانہٕ واہن وألی بچہ غلام نبی بٹ، غلام محی الدین بٹ، محمدؠ مسخر، لَسؠ مسخر تہٕ عمہٕ مسخر، سورنے وألی حیات ملک، غنی ملک از چُھ گُل گام روأیتی ماگنس ورأے، یم فقط ڈ رزٕ پأتھر، بُہری پأتھر، راجہٕ پأتھر، واتل پأتھر سگوان تہٕ ناونیشہٕ ناوان۔

کارِہوم کوپہٕ وور: آبادی لگ بھگ 1200 باہ شبتھ، روأیتی ماگُن، مہدٕ ملک، مسخر جبار ملک تہٕ لَسؠ میر، سورنے وول عبدالاحد بٹ، رحمان ملک۔ از کل نہ ماگُن نہ مسخر تہٕ نہ کانٛہہ سورنے وول البتہٕ ہیٚر کنہٕ ذکر کٔرؠ مٔتو فنکار وچُھ لگہٕ پأتھرس پٔنن خوٚن سگ دِتھ ناوٕ زیوٗنمت۔

بومئی سوپر وَرمُل:- آبأدی تقریباً ترے ساس۔ روأیتی ماگُن مہدٕ ماگُن، تس پتہٕ سونہٕ بٹ، تس پتہٕ أحدؠ بٹ بچہٕ۔ مسخر ریٚشؠ مسخر، غنی بٹ، ولی مسخر، رحمان بٹ، رحیم بٹ، سورنے گُلہٕ شوٕدٕ، خلیل بٹ، صوفیانہٕ سونہٕ راجہٕ، سونہٕ بٹ بچہٕ، یم سأری فنکار چھِ لگہٕ پأتھرس سگہٕ دِتھ سما جس منز اکھ ناوہتھ ناماوار۔ مِن جُملہٕ أسی یم درزٕ پأتھر، بُہری پأتھر، واتل پأتھر تہٕ کم کاسہٕ راجہٕ پأتھر تہٕ بکروال پأتھر کران۔

پلہالن، ورمُل:- آبأدی الہٕ پلہٕ ترٛے ساس، روأیتی ماگُن اسمال بٹ تس پتہٕ سونہٕ بٹ، عمہٕ بٹ، محمدؠ مسخر تہٕ رُسل مسخر، رشید بچہٕ۔ سورنے مشہوٗر ریڈیو اپروٗڈ غنی بٹ نہبری بٹ، احدؠ بٹ، قأدِر بٹ، نبہٕ بٹ، خألق ڈھولہٕ وول، رشید بچہٕ سورنے وول، یمو سارِوے فنکارو چھُ پٔنن میراث خوٚنہٕ ستی سگنومت تہٕ پٔنن ناو

نیشنو وُمت۔ یِم چھِ اَسی ءٔتی درزِ پأتھر، بُہری پأتھر، واتل پأتھر، شکارہ گاہ پأتھر کران۔

تِلہٕ گام، ورِمُل:-آبأدی الہٕ پلہٕ ژِ ساس(2000)، رِوأیتی ماگُن محمدٕ بٹ، امہِ پتہٕ نہٕ وُنہِ کانٛہہ تقرری۔ مسخر: عزیز مسخر، محمدٕ مسخر، سورنے واین وألی فتح بٹ، محمد بھگت، غلام محمد بٹ، ثناالله بھگت، گُلہٕ حاجؠ، یِمو چھُ دٔرزِ پأتھر، واتل پأتھر، بُہری پأتھر تہٕ چکدار پأتھرن ناماوأری حاصِل کٔرمٕژ۔

پُلو وم، ٹھُگر پور:-آبادی الہٕ پلہٕ ژِ (2000) ساس۔ رِوأیتی ماگُن اکبر بٹ تمہِ پتہٕ علی محمد بٹ، مسخر سونہٕ مسخر، عزیز مسخر، احدٕ مسخر، آسن بٹ، سورنے واین وألی احمد بٹ، علی بٹ، رُسل بٹ۔ یِم اَسی گُلہم پأٹھی درزِ پأتھر، واتل پأتھر، بُہری پأتھر تہٕ شکارگاہ پأتھر کران تہٕ یِمنے پأتھرن گوڈبران تہٕ تمے ءستی بہترین اداکار تہٕ فنکار آسنٕک شُہرِ نیٛومت۔

روٗہمو پُلو وم: آبأدی لگ بھگ ژِ ساس(2000) رِوأیتی ماگُن پَہہِ اَنہِ آمُت ٹھُگر پورُک علی محمد بٹ، محمدٕ سورخس اَس خۄبی یہِ زِسہٕ اوس ؤہری ؤری لیس فی برسوارِ ژرارشریف گٔژھِتھ شیخ العالمؒ سٕنزِ ڈیڈِ تل تہٕنڈِ لولہٕ مُقأمی سورنٔے وادوایان۔ بَہلہِ پایہِ سورنے نواز آسنہٕ سببہٕ اوس ژرار شریف کِہو معتبر ریٛشو تہٕ عقیدت منٛد وأمس شیخ العالم سُنٛد کۆستوٗ رناوکۆ رمُت۔ یِم باثڈٕ فنکار اَسی وِزِ وِزِ پأتھر، واتل پأتھر، بُہری پأتھر تہٕ شِکارگاہ پأتھرن گوڈبران۔ یٚیمہِ ءستی یِمو فنکاروا کھا اہم مُقام حاصِل کۆرتہٕ ناو نیشنوُ کھ۔

کولہٕ گوم(کُلگام، گونڈی پورہ):- آبأدی لگ بھگ ترٛے ساس(3000)

''ربوٲیتی ماگُن راجہ بٹ، مسخر غنی بٹ، مسخر اسد بٹ، احد مسخر (ا)، احد مسخر (۲)، رمضان مسخر، رحیم مسخر، ممہٕ مسخر، غنی مسخر، سُبلہٕ مسخر، سورنے وألی: غلام حسن گوٗنڈپۆری، گُلہٕ گوٗنڈپۆری، ووستہٕ غنی، محمد سبحان بٹ، سُبلہٕ بٹ۔

صوفیانہٕ گایک: غلام حسن گوٗنڈپۆری، گُلہٕ گوٗنڈپۆری، غنی بٹ، نبہٕ گوٗنڈپۆری۔

یمو فنکاروچھ یکُت کرِتھ ڈرزٕ پأتھرس، واتل پأتھرس، بُہری پأتھرس سگ دِتھ پنٕن پان ہیشو مُت۔

شُپین، شوپیان، تکیہٕ امام صأب:- آبأدی تقریباً زٕ ساس (2000)، ربوٲیتی ماگُن محمد رمضان راتھرتس پتہٕ رحمان بچہ۔

مسخر: عزیز مسخر، گلاب مسخر، رمضان مسخر، صمدٕ مسخر تہٕ قأدِر مسخر۔

سورنے:- عبدالخألق بٹ تہٕ احمد راتھر، یم أسی ڈرزٕ پأتھر، گوسأنی پأتھر، واتل پأتھر، بُہری پأتھر تہٕ راجہٕ پأتھر مِن جُملہٕ کران، اماپوٗ زیمن ماگُن، مسخرن تہٕ سورنے واین والین ہنز ذکرٕ پتھ کُن کرنہٕ آیہٕ تم أسی مایہ نازتہٕ بہلہٕ پایہٕ اداکار تہٕ فنکار یمو پننہٕ فنی صلاحیژ وٚکنی کوٗر پرگنن منز اکھ ناوحأصِل۔

بڈگوم، بڈگام:- یچھ گام آبأدی لگ بھگ زٕ ساس (2000)۔ ربوٲیتی ماگُن رمضان ماگُن تمہٕ پتہٕ غنی ماگُن، مسخر فتح بٹ، باقی أسی واتھورٕ تہٕ وانپور پہہ انان۔

سورنے: سونہٕ راتھر، سُبحان راتھر، صدہ بھگت درے گأمی تہٕ رحمان بٹ۔

صوفیانہ:- رمضان ماگُن، جمال راتھر، سُلہٕ راتھر، سُبحان راتھر، یمن اوس یچھہٕ پرگن سرکاری طور مقرر کرنہٕ آمُت، ڈرزٕ پأتھر، بُہری پأتھر، واتل پأتھر بڈٕ زبردست

پأٹھی نکھ والان۔ پتہٕ نس پرگنس منز اوسکھ باڈٕ فنکأری تہٕ اداکأری منز ناوکمووُمت۔

بڈگوم، بڈگام، بامردو:- آبأدی تقریباً ڈھاے ساس (2500)، رِوأیتی ماگُن سُبحان بٹ تِمس پتہٕ غلام محمد بٹ۔

مسخر محمد بٹ(۱)، محمد بٹ(۲)

سورنے وألی: رحیم بٹ، خضرت بٹ، رحمان بٹ، ثناء اللہ بٹ، غلام محمد بٹ، حیات بٹ، خاألق بٹ، یم أسی صوفیانہٕ موسیقی تہٕ زانان۔ یم فنکار، اداکار أسی مِن جُملہٕ ڈرزٕ پأتھر، واتل پأتھر، راجہٕ پأتھر، بُہری پأتھر بطورِ خاص گِنڈان۔ یمو فنکاروچُھ کُلہم پأٹھی پنُن میراث زندٕ تھاوِنس منز اکھ اہم رول ادا کرِتھ پنُن ناو ہیتھومُت۔

لولہٕ پۆر ٹنگمرگ: آبأدی تقریباً ڈھاے ساس (2500)، رِوأیتی ماگُن رحیم لون پتہٕ ہتہٕ کٔہنی۔

مسخر: سُبحان مسخر، رٔحت لون، قأدر لون، مقبۆل شیخ، صدٕ مسخر۔

سورنے وألی معہ صوفیانہٕ زانن وألی ووستہٕ صدیق، نوُر بٹ، رسول بٹ۔ اَتہٕ أسی مِن جُملہٕ فنکار تہٕ اداکار ڈرزٕ پأتھر، بُہری پأتھر، واتل پأتھر بطورِ خاص نکھ والان۔ پنُن میراث رٔژھرِتھ چُھ یمو پرگنس (Pargans) منز ناوزیٔومُت۔

سویہٕ بُگ بڈگوم: آبأدی تقریباً زٕ ساس (2000) رِوأیتی ماگُن رٔحت بٹ تِمس پتہٕ سُبحان بٹ، پتہٕ رحمان بٹ۔

مسخر: احد بٹ، ڈھولہٕ وول غفار بٹ، صوٗفیانہٕ تہٕ نژن وألی، کمال بٹ، احمد بٹ،

اسمال بٹ، غلام محمد بٹ، محمد بٹ۔

سورنے واین وألی: سُبحان بٹ، نبیرِ بٹ، غلام محمد بٹ، غلام نبی، عمہِ بٹ (لالہٕ) عمہِ بٹ، نبیری بٹ۔

اَتہٕ کہو فنکاروتہٕ اداکاروچُھ ذٕرزٕ پأتھر، بُہری پأتھر، واتل پأتھر کٔرتھ والٹر لارن صأب تہٕ باقی برٕگن حأرتس منز ترٛ وومُت۔ لارن صأبن چُھ یُہند پأتھر وُچھِتھ پننہِ کتابہِ منز سویہٕ کینٛہہ ذکر کران۔ ونُمت یمن چُھ کاسٹوم بڑٕ قیمتی تمہِ وقتہٕ قریباً 20000 وٕہن ساسن ہُندیٚیہٕ وُچھ کُو حأ کمن ہنٛز چالہٕ تہٕ گرٛیستین ہنٛز ژو یہٕ باتھٕ پأتھرو منٛز ے۔

بلہِ پوٗرشپین: - آبأدی الہ پلہِ ڈوٚد ساس (1500) روٗأیتی ماگُن سُبحان ملک تس پتہٕ نبیری ملک، تمہِ پتہٕ ماگنہٕ ورأے گام۔

ڈھول/ سورنے وألی: عمہ بٹ مُتیٚ پوٗر، نواب بٹ، محمدی بٹ، علی بٹ۔

قوال تہٕ صوٗفیانہٕ وألی: وزیر علی، غلام محی الدین ملک، عمہِ ملک، بشیر ملک، عبدالغنی ملک، گلاب ملک، رمضان ڈار، یم فنکار أسی بطورِ خاص مِن جُملہٕ ذٕرزٕ پأتھر، گوسأئی پأتھر، بُہری پأتھر، واتل پأتھر کران تہٕ برٕگنہٕ کہن لوٗکن رنٛزنأوِتھ پنُن ناو نیشناوان۔ اکھ کتھ چھےٚ ضرؤری آشکار کرٕنی زِ قوال کتھ بنیٛو وہند میراث چونکہِ واتھورس ستیٚ اُس رشتہٕ دأری تہٕ یُن گژھُن یٚیمہِ کنیٚ یم تہٕ وندٕ کالس لاہور تہٕ پنجاب أسی گژھان چونکہِ یہٕ ملکِ ٹولہٕ اوس پوٗرمُت لیٚوکھمُت یٚیمہِ کنیٚ یمن قوألی تہٕ پنجأبؠ کُن دلچسپی بڑے یہٕ۔ تمہِ وقتہٕ اوس ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اکُے ملک لاہورس منز اوس تمہِ وقتہٕ مشہوٗر

قوال فتح علی خان ییمٕو سٕتۍ ووستاۍ دِل ییوقبوٗل کٔر۔وزیر ملک اوس کارس منٛز بڑٕ ذہین ییمہِ کِنۍ ووستاد فتح علی خانن وزیرن سٕتۍ پنُن ناو بڑوتہٕ کوٚرنس وزیر علی ناو۔یہِ ناورۆد پتہٕ تٕمس وُمرِ تہٕ وأنسہِ پتہٕ اوس پارٹی ہنٛز پیش اندأزی تہِ سُے کران۔کٔشیرِ واپس یِنہٕ پتہٕ گوٚو یمن سخ شہرِ۔ییلہِ زن غلام محی الدین بلہٕ پوٚرۍ ناوس پتھ ریڈیو کشمیر سرینگرس منٛز بطورِ سٹاف آرٹسٹ نوکری لوٚگ۔وزیر علی صأبس کرِیوٚ کھ جتن اماپوٚز کینٛہہ ووجوٗ ہاتو کِنۍ مون نہٕ تٕمۍ رژھ تہِ۔خأروٕچ مجبوٗری کِنۍ گوٚو پتہٕ سُہ ریڈیو کشمیرس منٛز آڈیشن دِتھ پارٹی ہتھ پاس۔ یِم أسۍ میرأثۍ فنکارن ہنٛدی گرانہٕ دارپأٹھۍ اردو قوأ لی منٛز پروگرام دِوان اَمہِ پتہٕ کوٚر یمو آزاد صأبُن کأشُر کلامہٕ ژأرِتھ کأشر قوأ لی پیش کٔرِتھ بذریعہ ریڈیو کشمیر تہٕ دور درشن سرینگر کٔشیرِ منٛز اکھ اہم تہٕ تھوٚد مقام حأصِل۔امازمانس کیا کٔرۍ زِ ازچھُنہٕ یمو مایا ناز فنکارو منٛزٕ اکھ تہِ زنٛدٕ۔ووٚنۍ چھ فقط اکھ فنکار کٔشیرِ منٛز اطہر حسین بلہٕ پوری یُس رلہِ مِلہٕ جماعت رٔٹتھ میرأثۍ اندازس منٛز قوأ لی اردو تہِ تہٕ کأشُر تہِ گوٚوان۔شخص مذکوٗر لوٚگ قوأ لی گوٚنس پتھے محکمہ انفارمیشنس منٛز نوکری تہِ تہٕ اَمہِ کے برکتہٕ پٔنٛز تہٕ پننہِ عیالٕچ یڈ پالان۔

واتھورہ بڈگوم:-آبأدی کم ازکم ستھ ساس(7000)ساس۔محلہٕ چھِ ژٕ،یِم سبٹھاہ بٔڈی چھِ،أکس محلس چھُ ناو بالہٕ پوٚرتہٕ دوٚیم محلہٕ یُس امہِ نِشہِ بوٚڈ چھُ تتھ چھُ ناو ہأنٛز گوٚنڈ ۔یمن دوشوٕنۍ گامن چھِ روأیتی اداکارن تہٕ فنکارن وکھرٕ وکھرٕ ناو مثلاً ماگن محلہٕ، ووستہٕ محلہٕ،کار محلہٕ تہٕ مسخر محلّہ کِنۍ ناو ہینہٕ یِوان۔عالمی تہٕ مُلکی سطحس پیٹھ بہلہِ پایہِ فنکارن تہٕ اداکارن ہنٛدِ سببہٕ چھُ واتھور مشہوٗر۔بہلہِ پایہِ أدیب،لکھأرۍ،تنقید نگار تہٕ

وقتکی سیکریٹری محمد یوسف ٹینگ صأبن پھےٚ ییمہِ کتھِ ہنٛز ذکرٕ کرٕ مٕژ زِ واتھور چھ باٹھن ہُند ،کٔشیر منٛز سارِوٕے کھوتہٕ بڈٕ آبأدی وول گام۔ییٚتہِ ہسکن کأشرِس لکہِ تھیٹرس متعلق جان جان تجزِیہ کرنہٕ یتھ۔ بہلہِ پایہِ تہٕ کارِوٕگنٛز اداکار، فنکار تہٕ موسیقی کارن ہُند گُتہٕ جار آسنہٕ کِنٛز چھُ واتھور کٔشیرِ ہِندیو باقی باٹھو کھوتہٕ زیادٕ پرگن باگہِ آمتی ،باقی باٹھن یِٚ دوٕے پننہٕ ئبن گامن أندی پکھی پرگن باگہٕ أسی آمتی تتھ برعکس أس نوم نوم پرگن باگہِ آمتی ۔مثلاً شہرِ سرینگر، پلوامیک چھراٹ تہٕ شاہُور، اننت ناگک ڈٔچھن پوٚر، کوٚوٚرپوٚر، عشمقام، سپر کا نیلی گوٚنڈِ گوپھ بل تہٕ سنگم پرگن۔گاندربلک صفاپور پرگن، بڈگامیک ا وٚڑیچھ پرگن، ژرارشریف، ناگنٛز پرگن، ڈاڈہ اُومپور، سرسیار پرگن بیترِ۔اَمہِ علاوٕ أسی کٔشیرِ ہِندہِ باقی پرگنن ہِندی بٔڈی امیر تہٕ رئیس صوٗفیانہٕ فنکارن ہنٛزٕ جمأژ دعوت کٔرِتھ پنٛن گرٕ نِوان تہٕ پنٛن دِل رنٛزٕ ناوان۔گویا کہِ یِہندہِ گرن منٛز آسہٕ صوٗفیانہٕ کلامچہِ محفلہِ آراستہٕ سپدان۔تہٕ واتھورس سپز فن تہٕ کلچرکِس مأدانس منٛز مرکزیت تہٕ اہمیت حأصل۔

واہتھورکین فنکارن ہنٛز کارکردگیہ پتھ کالہٕ پیٚٹھ ازکال تام اکھ سرسری سام:

یہِ زن گوڈے ذِکرکرنہٕ آیہٕ زِ واتھورکی فنکار أسی بہلہِ پایہِ پیرن،فقیرن، درویشن، اَدب شناس حأکمن تہٕ اہلِ ذوق شخصیاتن ہِندِ خأطرٕ واتھورِ تہٕ تِہندہِ گرٕ ٹھکانن پیٚٹھ بجہِ بجہِ صوٗفیانہِ محفلہِ آراستہٕ کٔرِتھ تِہندمن رنزناوان تہٕ دِلس سکوٗن بخشان۔

واہتھورِ کِتھ گٔے تھی بہلہِ پایہِ تہٕ کارِوٕگنٛز فنکار تہٕ اداکار آفریدہ۔

بوٚزی تو ییٚمہِ انمانہٕ عام مول موج پننہٕ نِس شُرس تھیکتھی ژاٹہِ ہال سوزان چھ تمے انمانہٕ أسی واتھورس منٛز تہٕ وندٕ کالس منٛز گرن منٛز ژاٹہِ ہال بناوان۔ برگزیدہ تہٕ بہلہِ

پایہِ ووستادن ہٕنز خدمت حاصل کٔرِتھ آسی لوکٹین جوان سال لڑکن تعلیم دِنہٕ یِوان۔ یِم ووستاد آسی پننہٕ نوٕ فنی صلاحیتہٕ تہٕ ووستاآدی ڈھنگ استعمال کٔرِتھ صوٗفیانہٕ موسیقی منٛز استعمال سازن، بولن، تالن تہٕ سُرن ہٕنز تہٕ فارسی، اُردو، پنجاآبی تہٕ کاشرِ بأتن ہُنٛد معنی تہٕ اکشنہٕ بیٚیہِ کلاسیکل نژنٛچ پوٗرِ زانکاری تہٕ تعلیمہِ سٟتی آراستہٕ کران۔ ہوگے آس گرٛھان یِیٚلہِ کأنٛسہِ لڑکس تعلیم دِنٛچ تربیت دنہٕ آس یِوان۔ پوٗختہٕ تربیت یافتہٕ بنہٕ نٕس تام آسی أمس فنکارس حاصل کٔری مژرِ رقمہِ منٛز گوڈٕ پاو، پتہٕ اوڈٕ حصہٕ تہٕ پتہ 3/4 ترٛیٚیمہِ حصہٕ رٕنٛگی پوٗنسہٕ ٹوٗ ٹُنک ادا کران۔ اَمہِ لالچہِ تہٕ ڈرٕ اوس فنکار پننِس کارس کُن پوٗرٕ توجہ دِتھ کاررِوا فنکار بنان۔

فنکارن ہٕنٛدِس مقبوٗل عام گژھنس پٕتھ اکھ سام:

امہِ کتھِ ہٕنز ذکر آیہِ گوڈے کرنہٕ زِ بروٗنہہ کالہٕ واتھور چہٕ فنی صلأحژ ہُنٛد شُہرہ آسنہٕ کِنی چُھ فنکأری ہٕنٛدی کرتب وُچھنہٕ بروٗنہہ کالہِ مصرُک شہزادٕ تشریف آورسپُد مُت، دپان تٔمی یِیٚلہِ واتھور کین مایاناز فنکارن ہُنٛد تلوارِ منٛز باگ نژُن وُچھ تہٕ صوٗفیانہٕ سازن پٕتھ فارسی صوٗفیانہٕ مُقام بوٗزی تہٕ تٔمی کھیوٚ وِعبرت سبٛھاہ خوش گٔژھِتھ گرموٗن فنکارن انعامہٕ رٕنٛگی اتھِ۔ وٕری 1947 ہٕ یِیٚلہِ مصرُک آدم ملک صأب ہندوستانُک مہمان بٔنِتھ کشیرِ آو۔ ووستاد کمال بٹن گیوٚی تمس برٛونٛٹھِ کنہِ چشمہ شاہی سرینگرس منٛز فارسی شاعرن ہٕنٛدی کینٛہہ صوٗفیانہٕ بأتھ مُقامن منٛز۔ آدم مُلکن بوٗز صوٗفیانہٕ کلام سُہ گوٚس سبٛھاہ شادتہٕ خوش۔ سبٛھاہ مطمین گٔژھِتھ ووٚنُن زِ یِمی صوٗفیانہٕ کلامن واتنووُس بہٕ پننہٕ نِس مُلکس منٛز، مےٚ باسیوو مُستی منٛز زِ بہٕ چھُس وُنی کین مصرس منٛز پننہِ گرِ۔ یہِ تبصرٕ اوس تمہِ دُہکس اردو

اخبارِ آفتابس تہٕ سرینگر ٹائمزس منٛز چھپیوٚمُت ۔ ووستاد کمال بٹ اوس ستارِ نوأزی تہٕ صوٗفیانہٕ کلامہٕ گیوٚنس منٛز اَڈراونہٕ آمُت فنکار۔ کلامِ شیخ العالم تہٕ للہٕ واکھ گیوٚنس منٛز اوسنہٕ کمال بٹس کانٛہہ ثأنی۔ کٔشیرِ ہُنٛد بہلہِ پایہِ فقیر اکرم صأب ٹٲلہٕ مُل اوس أمی سٕنٛزِ زبِ صوفیانہٕ کلامہٕ بوزنہٕ سٕتی سٮ۪ٹھاہ مُتأثر۔ یٮ۪لہِ تمی کمال بُٹُن کمال وُچھِتھ زہر موہرِ ہٕنٛزِ ژریچہِ پٮ۪ٹھ آیت الکرسی کٔنٛدٕ کٔرِتھ کمال بٹس بطورِ مُہر ینامہٕ رٔنگی عطا کٔر۔ سو مُہر چھےٚ وُنی کٔمِن تہٕ گرِ موجوٗد۔ کمال بٹَس فقیر اکرم صأبُن رأضی آسُن بنیو کمال بٹس سٮ۪ٹھاہ شہرہ۔ شہر وگام گٔے بڑی ، فقیر درویش ، امیر تہٕ اہلِ ذوق فِدوی، مبارک شاہ فطرت تہٕ شمہٕ صأب پاندأنی آسی ونان زِ کمال بٹ اوس بوٚڈ ووستاد، اسہِ ہاچھِ کمال بٹنہٕ زبأنی تمہ گیوٚن بأت بوٗزی ٕتی یم نہٕ کانٛسہِ صوٗفیانہٕ گیوٚن وأٔلِس یاد آسی۔ بیٚیہٕ اوُسس ٹیُٹھ گیوٚن یاد زِ ستن دوہن گیوٚان اوس نہٕ پٔتِم گیوٚمُت بأت نوِ سرِ ؤنان۔ بخشی غلام محمد صأب اوس کمال بُٹُن فِدوی۔ سُہ اوس کمال بٹس فارسی کلامُک معنے تہٕ ایکشن تھوٚدِتُلِتھ جسمہٕ کیوٚ اَنٛگو ٕتی کرناوان تہٕ گیوٚناوان۔ اَدِ دے گٔرِتھ لاگنو کمال بٹ بخشی صأبن ریڈیو کشمیرس منٛز مستقل مُلأزِم۔ تِکیا زِ فارسی گیوٚنس پٮ۪ٹھ ایکشن ہاوٕنکی صِفت آسی نہٕ کمال بٹس ورأے کانٛسہِ تہٕ فنکارس۔ تبت بقال صأب تہٕ اوس کمال بٹس عزت کران گرِ بأژن اوس تبت بقال صأب ؤنان زِ کمال بٹ چھُ بوٚڈ ووستاد، یور یٮ۪لہِ یِوان آسہِ أمِس گرٕ شِ عزت کرُن، یہِ کتھ ؤنی مےٚ روزِ روشن پأٹھی تہنٛدی زِٹھی فرزندن تبت بقال صأبہٕ نِس ؤہرِ واس پٮ۪ٹھ ۔ 2 نومبر 1979ء گوٚو کمال بٹ رحمتِ حق۔ صحت منٛد آسی تھےٚ ووٚنُن گرِ بأژن زِ مےٚ ہسا چھُ نیرُن مےٚ مہٕ کٔرِو کانٛہہ علاج بیترِ۔ خدا کٔری نس مغفرت سٮ۪ٹھاہ زندٕ

دِل تہٕ شرمدار مٔنش اوس۔

واتھور کِہن فنکارن ہنٛز کارکردگی اکھ سرسری سام:

آزاد ی برونٛہہ کوسہٕ کارکردگی کٔر واتھور کہو لٔکہٕ فنکاروسو چھنہٕ ژٕو رِژھیٚپہٕ۔

کینٛہہ کارکردگی چھکھ کٔرمٕژ اِدِچھ واہتھورا کہِ کلچرل گامہٕ نٲوٕ ناماوار۔1980 ہمنٛز آو بارسس اَتہٕ نیشنل بانٛڈٕ تھیٹر ناوٕ اکھ لکہٕ تھیٹر۔امہٕ کہِ ذریعہٕ کوسہٕ کارکردِگی آیہٕ کرنہٕ تفصیل چھ ہتھ کٔنز زِکمہٕ انمانہٕ دِیتۍ اٲمۍ گروپن منٛز جُملہٕ کاٲشرِس لٔکہٕ تھیٹرس سگ۔

1981 ہگوڈنچ ڈاکومنٹری فلم دی بانڈس آف کشمیر(The Bands of Kashmir) منٛز کأم کرن وألی تہٕ پأتھرِچ ڈیمانسٹریشن دِنہٕ وألی واتھور نیشنل بانٛڈٕ تھیٹر کی فنکار اَتھ ڈاکومنٹری منٛز ہأو واتھور کہو منٛز جُملہٕ فنکاروٕ لتھ میلتھ دٔرزِ پأتھر، واتل پأتھر، ہانٛزٕ پأتھر، بہری پأتھر، لٔکہٕ نژٕن، بانٛڈٕ ژوک تہٕ بانڈن ہنٛزٕ سمأجی زندگی ہنٛدی کینٛہہ پہلوٗ۔

1982 ہمشہوٗرجواہرلال نہرو انعام یافتہ فوٹوگرافر رُگبیر سنگھ سنٛزِ فرانٛسہٕ منٛز چھپیٚمٕژ عالمی شہرت یافتہٕ کتاب ”کشمیر ہمالیز“ (The Kashmir Himalians) منٛز چھ، دٔرزِ پأتھر تہٕ گوسأنی پأتھرن ہنٛز ڈیمانسٹریشن ہنٛدی زِ دلفریب فوٹو تہٕ عالمی کلچرَکس نقشس پیٹھ واتھورُک ناولیکھنہٕ آمُت۔

اگست 1994: سنگیت ناٹک اکیڈیمی ہِنٛدِس زُونل تہٕ نیشنل فوک تھیٹر فیسٹولن منٛز چھےٚ نیشنل بانٛڈ تھیٹر واتھورِچ شرکت کٔرتھ امتیأزی پوزیشن حاصِل کرٕنی اوس بوٚڈ کارنامہٕ۔

1986 ءمنز سلمان رشدی سٕنز لیٚکھنہٕ آمژ ناول The Criddle Of The Mid Nigth Child یمیٚک ڈائریکٹر لنڈ نگ Gef Dum Lope اوس چُھ تتھ فِلمہِ منز گوسأنی پأٹھرچ ڈیمانسٹریشنہِ ہنز اتھ فلمہِ منز نیشنل بانڈٕ تھیٹرٕچ شرکت۔ ڈائریکٹر سٕنڈِ ڈائریکشن مطأبق تَمِہ پأٹھر کہِ ذٔریعہِ شان بڑاوٕنی چھنہٕ گف کتھاہ۔

1980 ءپیٹھٕ سنگیت ناٹک اکیڈیمی تہٕ منسٹری آف کلچر گورنمٹ آف انڈیا کہِ طرفہٕ مأٔلی امداد لگاتار میلنہٕ کِس سلسلس منز بیشتر روأتی بانڈٕ پأتھرن ہنٛدی پروڈیکشن ورکشاب تہٕ تمہِ مزید ہیمال نأ گر راے، اکہٕ نُنٛدن ہشہِ لُکہٕ ذٔلیلن ہنٛدی ورکشاب تہٕ پروڈیکشنہٕ گیٚجہِ صاحب تہٕ کاہَن گاو یاد تھاو۔ غلام علی مجبوٗر سٕنٛدی لیکھی متی فوک پلے سٹیج پروڈیکشنہٕ۔ دہلی دوٗردرشنہٕ منظوٗر رشُدٕ 13 فوک پلے ''پأتھر چُھ جأری'' پروڈیکشنہٕ سرینگر دوٗردرشنہٕ خأطرٕ لُکہٕ پأتھرن وُہ (20) قسط، روأیتی پأتھرن واہ تہٕ صوٗفیانہٕ موسیقی ہنٛدی داہ نیشنل بانڈٕ پأتھر واتھورکہِ طرفہٕ کرنہٕ آمتی تہٕ انجام اَنہٕ آمتی۔

ریڈیو کشمیر سرینگرٕ طرفہٕ اوٹ ڈور، سٹیجنگ 4 پأتھر، ان ڈور سٹیج، ترٛے 3 پأتھر تہٕ سٹڈیو پروگرام 1975 ءپیٹھٕ 2010 ءتام لگاتار پیٚچھِ دار لُکہٕ پأتھرکی پروگرام عملہِ منز اَنٕنی۔

N.S.D تہٕ سنگیت ناٹکہِ طرفہٕ بالترتیب زٕ (2) تہٕ اکھ (1) دِلہِ تہٕ بمبہِ انٹرنیشنل فوک فیسٹولن منز شموٗلیت۔ سنگیت ناٹک اکیڈیمی (نارتھ زون) تہٕ کلچرل اکیڈیمی ہنٛدِ طرفہٕ مُلکہٕ چہن تمام ریاستن تہٕ یونین ٹیرِٹری ہنٛد ہن فیسٹولن منز بانڈٕ پأتھر چہِ پُرزور ڈیمانسٹریشنہٕ تہٕ سٹیج پروگرام نکھٕ وإٔلنی۔

سرینگر کلچرل اکیڈیمی ہنٛدِ طرفہٕ 1982ء پٮ۪ٹھ مُلکی تہٕ غاٴر مُلکی V.V.I.P صاحبن روٲیتی اسقبال۔ 2008ء پٮ۪ٹھہٕ 2012ء تام یوم جمہوٗریہ ہنٛزن مہان تقریبن منٛز دِلہِ راچھتھ ریاستہٕ کہِ طرفہٕ شموٗلیت ، ریاستی کلچرل اکیڈیمی ، سنگیت ناٹک اکیڈیمی تہٕ نارتھ زون پٹیالہ کہِ طرفہٕ سرینگرس منٛز منعقد گٔری متٕن سارِنٕے فوک تھیٹر فیسٹولن منٛز شرکت کٔرِتھ امتیاٰزی پوزیشن حاصِل کٔرمٕژ۔

بمیہ ہنٛدِس پنکج کمارسٕنزِ ڈاکومینٹری فلم ''پاٴتھر چھُ جاٴری'' آو نیشنل ایوارڈ۔ شروٗع پٮ۪ٹھ آخرس تام کاٴم کٔرمٕژ۔ نیشنل بانڈ واتھورن 2010-11ء بالترتیب اُستاد بسمہ اللہ خان یُو اایوارڈ، شاہجہان احمد تہٕ منظور الحق (نیشنل ایوارڈ دوشوٕے واتھورس)۔ N.S.D کہِ طرفہٕ اکہِ رہتک میک اَپ ورکشافس منٛز کاٴم۔ ٹریننگ کرمٕژ تہٕ نیشنل بانڈ تھیٹر کٕہو دوٕ یولڑکو۔ یِمٕژاہ کارکردگی نظرِ تل تھاٴوِتھ چھُ ضروٗری وَنُن زِ واہتھو چھُ حقیقی طور لُکہٕ تھیٹرُک مالیُن۔

واتھورس منٛز برگزیدہ ماگنن ، مسخرن ، گِندن گرٕبن ، ڈانسرن تہٕ صوٗفیانہٕ موسیقی ہنٛدٕبن سازندرن تہٕ گیوٕن والٮ۪ن ہنٛدی ناو۔ یِمو کاٴشرِس لُکہٕ تھیٹرس تہٕ صوٗفیانہٕ موسیقی ہرسُو گوڈِ بۄڑ رتہٕ للہٕ کھۄل کٔرِتھ تھوٗوُک زندٕہ۔ تفصیل گَرو ترتیبس منٛز پیش۔

ماگُن :- گوڈٕ گوڈٕ آسی زٕے ماگن (ا) صدف بھگت تہٕ نبر ماگُن۔ پتہٕ پاٴنژ بیک دور صدف بھگت اوس پنٛژ ہتھیاٴری تہٕ بہَلہِ پایہِ ماگُن۔ عزیز میر بوٚٮ۪ن جاٴئی یارآسنہٕ کِنہٕ اوٗسُس روتبہٕ تہٕ بڈیوٗمت۔ عزیز میرنس پوشاکس کُن وُچھِتھ اوس الپاکِی تہٕ قیمتی پوشاک لاگنس منٛز تہٕ کارکسب کِنہٕ سبٹھاہ ناماوارتہٕ کارِووگُن۔ صوٗفیانہٕ موسیقی گیوٕنہٕ وِزِ

اوس سازِ کشمیرس پیٹھ ضرب دِتھ داتن وولساوان۔

نبر ماگُن:- اکھ دراز قد فنکار تہٕ اداکار۔ پننہِ اداکأری تہٕ فنکأری منٛز اوسُن اکھ خاص مُقام حاصِل کوٚرمُت۔ ماگن گی دوران اوس نژ ٕنکہ بڈی کرتب ہاوان یہ اوس کرم بلندنہٕ زأژ منٛزٕ سوأ ےسس بڈٕ خوٗبی۔

صدف بھگتس تہٕ نبر ماگنس آے پانژ ماگن بیک دور مأدانس منٛز۔ (۱) اکبر بھگت۔ (۲) صدیق بھگت (۳) مختہٕ بھگت (۴) رسول بٹ (۵) سونہٕ بٹ۔

صدیق بھگت المعروف صدیق ماگُن:- دراز قد اَسہٕ وِنہٕ بُتھ ٕ، زأوِیُل جسم اکھ پایہٕ بۄڈ اداکار تہٕ فنکار پأٹھر ماگُن تہٕ سیتارِ تہٕ مدہم نوازسۄ فیانہٕ موسیقی گیوٚن وول مارکس اوس وولنس اَنان۔ منٛزر تہٕ اَسِن کمأوِمژ یٖمہٕ کِنۍ مارکس منٛز تاسس سوکھیل اوس کران زِ سوزٕ مارکہٕ تہٕ ڈُچھن وألی اَسی حأرتن گژھان۔ ماجہٕ بڈی بب صدق ماگنہٕ نہٕ رُسوخہٕ اوسُس حسہٕ لاٗلُن یُن گژھُن۔ سکندر صأب اوس مہاراجہ ہری سنگھن تہٕ صدیق ماگنس دوشوٕنی پیر یٖمہٕ کِنۍ ہری سنگھُن محلہٕ خان یُن گژھُن اوسُس تمہٕ برکتہٕ اَسی صدیق ماگنس صدیق مہاراجہ ناوٕ ونٛتھ عزت کران۔ فقیرٕ سنٛز نظرِ عنایتہٕ کِنۍ اوس حکمت تہٕ کران تہٕ تصرُف اوس تصرُف لدن ژُلہٕ راوان۔ امہٕ کِنۍ اوسُس سماجس تہٕ پرگنس منٛز سبٹھاہ عزت۔ اَکھ شرم دار تہٕ بےٚ لالچ درویش صفت فنکار اوس۔ اکھ رُت ناو ہتھ دژ اویٖمہٕ عالمہٕ پنٛنۍ ماگن وارثت گرِنی عبداللہ بھگتس پننہِ نِس کأنِسس بھأیس حوالہٕ۔

پانژن ماگنن ہنٛدی ناو یم بہ یک دور ماگُن بوچھِ ہتھ پننہِ نِس مُقررِ گامس منٛز ماگنأزی کران اَسی:

کبیر بھگت:- دراز قد، مائٹھ رنگتھ ریش، درویش صِفت بَہلہِ پایہِ مایاز ناز فنکار تہٕ اداکار، سبٹھاہ ذہین تہٕ گاٹُل پأٹھ ساز صدف ماگنہٕ نہِ گرٛزنہٕ پتہٕ غأر معمولی ماگُن آسنہٕ باوجوٗد سنبھألن واتھورچھِ ماگن گی ہنٛز کمانڈ تِکیازِ ماگن گرس منٛز اوس نہٕ توٚ تام کانٛہہ فرد ماگُن گی نکھہِ والنہٕ خأطرٕ تیار تاہم صدیق بھگت تہٕ مختہٕ بھگت بالغ گژھنس تام روٗد واتھورُک لُکہٕ تھیٹر زِنٛدٕ تہٕ قائیم تھاونس منٛز شیٛکرٕ نی مکٕژ ہیوٗ کھڑا۔ تژٛیش تعویز تہٕ اوس چلان أخری ایامن تام کرِنی لُکہٕ تھیٹرٕ چ خدمت بڈٕ ژُکہِ سان۔ اما ماگن ۍگی ہُنٛد کُنٛز گُلف کوٚرن وراثت دارن یاں زِصدیق بھگتس تہٕ مختہٕ بھگتس امانت پأٹھی حوالہٕ۔

موختہٕ بھگت ماگُن:- میٛانہٕ قد ہشاش بشاش تہٕ خوش لوٗٹہٕ بَہلہِ پایہِ فنکار تہٕ اداکار، ماگنہٕ سُنٛد رول اوس سرتاپا نبھاونس منٛز مہارت تھاوان۔ لوٗکن اوس پننہِ کارکردگی ؠستی مطمین تہٕ خوش تھاوان۔ صوٗفیانہٕ موسیقی منٛز اوس أکس جوان سال لڑکی ہُنٛد باس دِوان۔ مشہوٗر فوک تھیٹر ڈائریکٹرٕ تہٕ ڈائریکٹر رادھا کرشن براروصأبن ژٕ نووختہٕ ماگن 75وٗ رشہِ وأنسہِ منٛز ایکشنہٕ سان۔ تمۍ وٚون زِمےٚ باسیووزن أسۍ 16وٗرِش جوان کوٗر گتہٕ گیوٗرکران۔ یٚیمہِ عالمہٕ نیرنہٕ پتہٕ کٔرن پنٛنۍ وارثت پننہٕ نِس نیٚچوِس غلام محمدس حوالہٕ۔

غلام محمد بھگت:- أمۍ أس موختہٕ　ماگنس نِشہِ ماگنأزی رٕٹمٕژ۔ اِدٕ ماگنأزی ؠستی ؠستی اوس صوٗفیانہٕ　موسیقی ؠستی لوے خوے تھاوان۔ ساز کشمیر اوس زبر تہٕ جان زانان۔ یٚیمہِ ۍکنٛز ریڈیو کشمیرس منٛز **Approved** ساز ندر آسنہٕ ۍکنٛز صوٗفیانہٕ پارٹی ؠستی شموٗلیت کٔرِتھ ریڈیو، ٹی، وی تہٕ باقی سرکأری فنکشنن منٛز پننہِ فنٛج خٔدمت اوس کران۔ سُہ تہِ گوٚو رحمتِ حق ماگُن وراثتُک، ہیوٗت نہٕ کانٛسہِ تہِ ناو۔

عبداللہ بھگت: اکھ قدآور جسیم تہٕ غاٗرت منٛد فنکار تہٕ اداکار، پنٕنہٕ اداکاٗری تہٕ غاٗرت منٛدی ہٕنٛدی کوٚرُن اکھ ناو قایم۔ کٔشیرِ ہٕنٛدو تمام ماگنو منٛزٕ چھُ عبداللہ بھگت ماگُن ہُنٛتھ نبرِمبن مُلکن ''امریکہ، فرانس، جرمنی تہٕ اٹلی'' ہٕنٛدٕہن ڈاکومنٹریَن پیٹھ چھاوٕنہٕ آمُت۔ نیشنل بانٛڈ تھیٹرُک اہم صوٗفیانہٕ کلاکار تہٕ ماگُن تہٕ صدررٕو زِتھ رٕو د 1974ہٕ تام لُکہٕ تھیٹرس تہٕ صوٗفیانہٕ موسیقی گوڈٕبَران تہٕ اَتھی وٕریس سپُد رحمتِ حق۔

رسول بٹ ماگُن:- اکھ قدآور تہٕ خوبصوٗرت زاٗویُل جسم خوش مزاج فنکار تہٕ اداکاراوس واتھور کبن بانٛڈن منٛز اکھ نموٗنہٕ۔ ماگن گی منٛز اوُسس تہٕ نژنس منٛز کاٗنہہ بروٗنہہ گژھان۔ ماگن گی دوران اوس رسول ماگُن کلاسیکی نژٕنکو وَکھرٕ وَکھرٕ روٗپ ہاوان۔ کرم بلنٛدن زُژ آسنہٕ کِنۍ اٗسس فقیری تہٕ درویشی ہٕنٛدی۔ وَکانہٕ تہٕ ریش تعویز دِتھ اوس عقیدت منٛدن منٛز اَہنٛدِ عقیدتُک شُہرہ گوٚمُت۔ آخری وقتس تام کٔرن لکہٕ تھیٹرس حق ادا یی۔ کٔشیرِ منٛز خوشک ساٗلی یا قحط ووہ باہ درپیش پیٚنہٕ وِزِ اوس بانٛڈ تہٕ عام لوٗکھ ہتھ شیخ العالمہٕ سٕنٛدِس دربارس منٛز زرارشریف تہٕ تتہٕ جشنہٕ کٔرتھ تہٕ منٛگہٕ منٛگہٕ کٔرتھ ناگہاٗنی بلایو تہٕ خوشک ساٗلی نِشہٕ نجات لبہٕ ناوان تمچہ مثالہٕ چھِ لوٗکھ بار بار دوہراوان۔ اماپوٚز ماگن گی ہُنٛد وارِث بنوٗن تہٕ کاٗنہہ۔

سونہٕ بٹ:- اکھ جسیم تہٕ خاموش طبعیت فنکار تہٕ اداکار، ماگن گی تہٕ اَسس وراثتس منٛز باگہٕ آمُت۔ ذی ہوش تہٕ ہوشمند ماگُن اوس اکھ نموٗنہٕ۔ فارسی زباٗنی پیٹھ عبوٗر آسنہٕ کِنۍ اوس مارکس داد دِنس پیٹھ مجبوٗر کران۔ فارسی زباٗنی واٗلی پاٗتھر اوس رَتھ کھالان۔ ڈائیلاگ ورتاوٕنس منٛز اوس طاق۔ فارسی گیوٗن یعنی صوفیانہٕ موسیقی اوس سیتارس پیٹھ

گِوان۔

رحیم صأب صفاپوٗری اوسُن پیر مونمُت ۔یێمہِ سِنٛزِ نظرِ عنایتہٕ سٟتؠ بے شمار لُکن اوٚہند عقیدٕ اوس۔ درویش صفت سونہٕ بٹ اوس پنہٕ نِہن عقیدت مٔندن تٔرُ کوٚسٟتؠ سہوٗلیت واتناوان، وأنسہِ تہٕ وُمرِ گٔرِن پنہٕ نِس میراثس رأچھ۔ رحمت حق سپدنہٕ بروٚنٹھے بنووٗن پٔنُن زیٹھ نیچو غلام علی مجبوٗر پننہِ میراثُک رأچھدر۔

غلام علی بٹ مجبوٗر:-میانہٕ قد،میانہٕ جِسم بٔہلہِ پایہِ قلمکار،فنکار تہٕ اداکار۔ وراثتی ماگُن بننہٕ پتہٕ اوس مجبوٗر نیشنل بانڈٕ تھیٹرس ماگن رول تہٕ گِہے مسخر رول نِکھ والان۔ اکھ پوٚرمُت لیوٚکھمُت نوجوان آسنہٕ کِنہٕ اوس بہترین لُکہٕ پأتھر آیہِ ڈراما لیکھان۔ طنز و مزاحس منٛز اوس نہٕ غلام علی مجبوٗرس کانٛہہ تہِ ثأنی۔فوک سٹائل پأتھر لیکھتھ گٔرتِمؠ بحیثیتِ ''ہدایت کار'' بے شماریأتھرن تجربہٕ گٔرِتھ اکھ مُقام حأصِل۔ اکھ حوصلہٕ مٔند تہٕ بے خوف فنکار تہٕ اداکار آسنہٕ کِنہٕ لیکھِنہٕ بے شمار ڈراما پأتھر چالہِ ریڈیوس تہٕ ٹیلی ویژنس کِتھؠ۔ تِمن گٔرِن بحیثیتِ ڈائریکٹر تہِ تہٕ بحیثیتِ ادکار تہِ کأم۔ سرکأری پیشہٕ کِنہٕ اوس محکمہٕ تعلیمس منٛز ووستاد مگر بٔہلہِ پایہِ فنکار آسنہٕ کِنہٕ نیووسہٕ کلچرل اکیڈیمی بحثیتِ سٹاف آرٹسٹ ڈیپٹیشنس پیٹھ۔أتی سروس دوران گوٚو رحمتِ حق۔ تِمس متعلق اگر لیکھُن ہیمو اکھ بیاض تہِ گژھِ کم۔ ووہرٕ 2008ہٕ منٛز گوٚو مجبوٗر کینسرکِس دأدِس منٛز مُبتلا اِدٕ مارچ 2009ہٕ منٛز دوٗردرشن کِس قسط وار بانڈٕ پأتھر سیریلس دوران گوٚنڈُن گوڈٕ ماگنأزی ہُنٛد دستارٕ شاہجان احمدس تہٕ تنہٕ پیٹھ چُھ سُے واتھورس منٛز ماگنأزی ہُنٛد رول نِکھ والان۔منظوٗر الحق یُس سورنے تہٕ سنطوٗر،سازِ کشمیرس،سیتارس،طبلہٕ وائنس منٛز مصروف چُھ سُہ تہِ چھ

ماگُن مېراتُس رأ چھُ کرِتھ ماگن گی نکھہٕ والان۔ اَمہِ حسابہٕ چھہٕ واتھورس منز وُنی کمہِن تہٕ زٕ قائلِ کار ماگُن موجوٗ دتہٕ تزیم چھُ علی محمد ووستہٕ کار مېراث تزٲ وِتھ ماگن گی نکھہٕ والنس منز سخت محنت کران تہٕ تعداد ووت تزٕ ہن پٹھ واتھورس منز بہلہٕ پایہٕ تہٕ قدآور صوٗفیانہٕ گیوٚن والین سازندرن۔

ماگنو علاوٕ یم کارٕ ووٗ گٔرتہٕ مایا ناز صوٗفیانہٕ گیوٚن وأ لی سازندر تہٕ پیش أنداأزی کرن فنکارأ سی تم چھہٕ نوم:

(۱) مانہٕ گرانہٕ قادر بھگت، نبر بھگ، گلاب بھگت، محمد بھگت، رحمان بھگت۔

(۲) منور بھگت، محمد بھگت، رمضان بھگت۔

(۳) احمد بھگت گوٹی، سُلہ بھگت گوٹی، مہدہ بھگت گوٹی،

(۴) اسمال بھگت، قادر بھگت (۱)، قادر بھگت (۲)، نادر بھگت، محمد بھگت کا ژُر، غلام نبی بھگت، عرف نبر متو، ایرڈ ڈریڈیو کشمیر سازندر، یہ اوس ریڈیو کشمیرس منز رمضان جوٗس، محمد عبداللہ تبت بقال تہٕ غلام محمد قالین بافنہٕ وقتہٕ صوٗ فیانہٕ پروگرامن منز سازندری کٔرتھ پننہٕ فنٔک مظاہر کران۔ قادر بٹ اوس پیش اَند ازی تہٕ کران تہٕ ییٚہ اوس بیرؤنی سیاحن/ انگریزن صوٗفیانہٕ تہٕ سازٕ ستیٚ مطمین تہٕ دِل رٔژ ناوان۔ سُلہ بٹ ووستہٕ (۲) تہٕ خلیل محمد ''غلام محی الدین بھگت''، عبدالغنی بھگت (۱)، عبدالغنی بھگت (۲) سعد بھگت بچہ، ثنا اللہ بھگت (۱) ثنا اللہ بھگت (۲)، قادر بھگت (۳) محمد بھگت متو (۳)، اکبر بھگت، محمد سلطان بھگت، محمد اسمال بٹ، غلام محمد بٹ، غلام محمد بٹ (۲)، اسمال بٹ (۲) احد بٹ ذرہ ،غلام محمد بٹ ذرہ، صابر بٹ۔

تمن فنکارن ہنٛدی ناویم پوٚختہٕ پأٹھؠ جشنہٕ سورنے، صوٗفیانہٕ سورنے تہٕ خوبصوٗرت سورنے وادتہٕ پیش سورنے اندأزی کرنس منٛز حرفن مولأسؠ۔

ووستہٕ کارگرانہٕ:- ووستہٕ علی، ووستہٕ غفار، ووستہٕ رسول بٹ، ووستہٕ احمد بٹ۔ ووستہٕ علی اوس پٔنٛژ دہر بأج ہیتھ لوکچہٕ سورنے یمن ٹوٹہٕ أسؠ ونان مہاراجن ہنٛدِس محلّہ خانس تہٕ دربارس منٛز۔ پننہٕ فنٛگ بھرپوٗر مظأہرٕ کٔرِتھ مہاراجن ہُنٛد دِل رنٛزٕناوان تم سورنیہٕ ٹوٹہٕ چھِہ ازتہٕ تِہنٛدِس گرس منٛز موجوٗد، محمد بٹ سُیتو، غلام محمد ڈار، بہادر بٹ، عمہٕ بٹ (۱) علی بٹ، محمد بٹ کرٛال، رمضان بٹ کلا (۱) رحمان بٹ کانٛدر، سونہٕ بٹ کانٛدر، عمہٕ صأب (۲)، عمہٕ بٹ کانٛدُر (۲)، غلام محی الدین بٹ، قادر بٹ کرٛال، ووستہٕ قأدِر، عزیز بٹ ووستہٕ، سُلہ بٹ ووستہٕ، عزیز شوٗدٕ، غلام محمد بٹ، رمضان بھگت (۲)، رمضان بھگت (۲) احمدٕ بھگت، رحیم بٹ کرٛال، قادر بھگت درویش ڈھولہٕ وول، علی بھگت مُتو ڈھول وول، سلام بھگت ڈھول وول، غلام محمد عرف کلینز ڈھول وول گویا یمو ڈھولہٕ والین ورأے اوس نہٕ کانٛہہ تہِ ڈھول وأیِتھ ہیکان۔ ووستہٕ علی سورنیس متعلق چھےٚ ییمہِ کتھِ ہنٛز ذِکر کرٕنی ضروٗری زِ ووستہٕ علی اوس شیخ العالمنہٕ ہنٛدِ لولہٕ پوٗہہٕ نِس رتٕبس علمدارِ ہنٛدِس وورسس دوران ژرارسرٕکہٕ پیٹھ گُژھتھ بونہٕ ژھالیس منٛز بیٖتھ رأژ پہرس "بانگہِ وقتہٕ واتنس تام" سورنیہٕ پیٹھ رأژہنٛدی تمام مُقام ادا کران۔ شوقہ بنٛد تہٕ اہلِ ذوق عقیدت منٛد أسؠ ہُشیارٕ روٗزِتھ ووستہٕ علی نہِ سورنیہٕ پیٹھ ادا کرنہٕ یِنہٕ وألؠ صوٗفیانہٕ کلامن ہُنٛد حض تُلان۔ تِمہٕ ژور بونہِ چھےٚ برلبِ سڑک ازتہِ تروتازٕ ووستہٕ علی سُنٛد یادتازٕ کران۔ چونکہِ ووستہٕ علی ہنٛدی آباد واجداد أسؠ ژرارٕ پیٹھے ہأتٛز گوٚنٛد واتھوربسنہٕ آمتؠ۔ لہذا أس تمن عقیدٕ

موجۆب شیخ العالمنہٕ لولہٕ وورٕسنس رتبس سورنے مجرأ ہی دِژ پوان۔ أمی ہٕندِ رحمتِ حق سپدنہٕ پتہٕ اوس او ہندبۆ ڈہیؤ نچو غنی بٹ ووستہٕ کاریہ حق ادأیی مرنہٕ کس دمس تام نکھ والان۔ ووستہٕ سُبحان اوس ووستہٕ علی سُند دۆیم نچو سہ تہٕ اوس سورنے واٮ۪نس منز بہلہٕ پایہٕ سورنے نواز۔

بانڈٕ پأتھرس منز چُھ مسخرتھٔر کوٚنڈ ماننہٕ یِوان۔ مسخرس ورأے بانڈٕ پأتھر کرُن چھے ناممکن تہٕ نہ آسنس برابر۔ مسخرٕے چُھ بانڈٕ پأتھر۔ واتھورس منز یمو بہلہٕ پایہٕ مسخروزنم چُھ لوٚبمُت تہٕ بانڈٕ پأتھرس سگ دِتھ زندٕ تھوومُت چُھ موخصر پأٹھی چُھ تہُند ناو یتھٕ پأٹھی:

ا: سونہٕ مسخر (ا): یہ اوس پھوٚف مگر مسخری منز اوس نہٕ أمس بروٚنٹھہ کنہٕ کانٛہہ مسخر نکھ ؤسِتھ ہبکان۔ صوٗفیانہٕ نغمہٕ کرن والی أسی أمس شہر کین خوجن ہٕندٕ ہن نغمن منز مسخری ہُند رول کرنہٕ یِوان۔ دَمہٕ چایہٕ وِزِ اوس یہ تھوٚ دؤنتھ چاٹہٕ بأزی کرِتھ لگن ہُند من رژٕ ناوان تہٕ اسہٕ ناوان أمس أسی شہری چاٹہٕ مسخرٕ نأوی شہرس منز چاٹ وَننہٕ یِوان۔

علی مسخر:- یہ اوس ژھوٚٹ رِنڈِ پھول ہیؤ۔ او ہند ژھوٚٹ آسنس پٹھ أسی لوٗکھ اَسان، مارکس اوس وولہٕ ساوان۔ تم چاٹ اوس ورتاوان یم موقعہ محل آسہٕ ہن۔ صوٗفیانہٕ موسیقی تہٕ ایکشنہٕ تہٕ نژنس پٹھ اوسس کمال حاصل، مسخری دوران اوسُن وورسہٕ جشنس پٹھ مہاراجہ پرتاپ سنگھس ستی ڈٕسی پوٚسی کرِ ھوٚ ییمہٕ کنۍ علی مہاراج تہٕ وَنان أسس۔

سُلہٕ مسخر (ا): سُلطان مسخر مٔتو، قادر مسخر، سونہٕ مسخر (۲) عزیز مسخر، احمدی مسخر، خالق مسخر (ا) خالق مسخر عرف خالق راتھر، رحیم مسخر (ا)، رحیم مسخر (۲)۔ عمبر مسخر،

رزاق مسخر، احدؔ مسخر (پر) جمال مسخر (پر) گلاب مسخر، قاؔدر مسخر (۲) گلزار مسخر، بشیر مسخر (کوثر)۔ اقبال مسخر۔ اقبال مسخراوس حاضرِ جواب اکھ بہلہٕ پایہٕ مسخر اداکار۔

امہٕ علاوٕ ییمو بٔہلہٕ پایہٕ تہٕ ژٕ کی درشخصیاتو کاشرس صوٗفیانہٕ موسیقی لیس تتہٕ لکہٕ تھیٹرس ووتہٕ بو دیُت تہٕ گوڈٕ بوٚ رتمن منز چھ کرم بلؔند، عبدالغنی نمتہٕ ہالی، ماسٹر محمد رمضان راتھر، غلام محی الدین عاجزؔ، خلیل محمد قائلِ ذکراماپوٚ ز خلیل محمدن کوٚ رصوٗفیانہٕ موسیقی علاوٕ کاشرِ قوٲلی ہُند تجربہٕ کٔرتھ اکھ خاص مُقام حاصِل۔

1947ء بروٚنہہ کُس حال اوس سانہٕ لکہٕ تھیٹرک تہٕ صوٗفیانہٕ موسیقی ہُند:

1947ء آزاٗدی بروٚنہہ اوس کاشرس لکہٕ تھیٹرس تہٕ صوٗفیانہٕ موسیقی، بانڈٕ نغمن بے حد چلے جاوتہٕ اکھ منفرد مُقام حاصِل۔ 1947ء منز گیہٕ اتھ سرکاری سرپرستی ختم۔ زمیندارن لوٗگ زمین پننہٕ نِس قبضس منز، تمو روٗٹ اتھہٕ پتھ ییمہٕ ستیٚ لکہٕ فنکارن ہندس ا وزکس پٹھ پیو وسبٹھاہ اثر۔ فنکارن ہُند بو نوزُک تہٕ سونٔد راتھو ہچھ نہٕ موٚ زوٗ ری کٔرتھ پژ ہتھ رنگہٕ آ یکھ اتھہٕ تنگی۔ بڈی تہٕ مایہ ناز ووستادگیہٕ کسمپرسی ہندس، تہٕ نادا ری ہندِ سببہٕ زنگہٕ ڈوان، پتھ کُن روز پتہٕ چھانٹ۔ تکیازِ امہٕ بروٚنہہ اسی ییم لکہٕ فنکار حسبِ دستوٗر ماگن بو کچہٕ ہیتہٕ وٕنڈن منز تقسیم گوٚ ھتھ پننین پننین پرگنن منز لکہٕ فن ہتھ لکن ہنڈی دِل رٔنزٕ ناونہٕ گژھان، راجن مہاراجن ہندِ حُکمہٕ اوس زمیندارن حُکم دِنہٕ آمُت زِ تم پکہٕ ناون مانگے دِتھ ییمن فنکارن ہُندٕ وری ییک اوز کہٕ ییمہٕ ستیٚ فنکار تہٕ بچن تہٕ بییہ روزِ سون ییہ مولل سرمایہ ''لکہٕ فن'' زِندٕ تہٕ جاوید۔ ییہ سلسلہٕ اوس چلان تو تام یوٚ تام عواٗمی حکوٗمت اٗس نہٕ۔ اَما عواٗمی حکوٗمت ینس ستیٚ گوٚ ویہ مولُل سرمایہ گاٗلی کھاتس۔ زمیندارن روٗ د

زمین پنٕنِس قبضس منٛز یمو گٔر فنکارن مانگے بنٛد فنکار ہیٚتِنٛ ژھوٕ کنٛ ییٚمہٕ ستۍ سأنِس لُکہٕ فنس سبٹھاہ ددارِ تہٕ نقصان ووت۔ اما پۆز تمہِ وقتہٕ کنٛو ذیلدار و مانگدار و گرٕیہ مولل سرمایہ رژھراونس منٛز سبٹھاہ پہل۔

نٔوٕ ھۆن تہٕ پڑ ژھہٕ گاٚر کمہِ انمانہٕ گٔیہ کأشرِس لُکہٕ فنس:

ۄری 1958ء منٛز آیہٕ سأنٛ جموں وکشمیر کلچرل اکیڈیمی بارسس کأشرِس کلچرس لۆگ وۆتھ بو۔ کلچرٕ کیٚ ژُکی درلگی ژھأر دِنہٕ تیٚوٚت کال اوس سون واریاہ تہٕ بےشمار فن رأسی گۆمُت۔ فنکار أسی اکہٕ پاسہٕ ناخوانٛد بیٚیہٕ طرفہٕ أسی بُجرن آوٹھأوٕمتۍ۔ کأنِہہ تہٕ سخت سکت أسِکھ نہٕ رۆزمٕژ۔ کلچرل اکیڈیمی کۆر حُکمنامہٕ زِ وۄنٛ ہیٚکن فنکار تنظیمی طور گروپ وائز سوسائٹی ایکٹس تحت رجسٹریشن کٔرِتھ ییٚمہِ کہِ وساطتہٕ تِم پننہِ فنُک مظاہر کٔرِتھ تہٕ تِمن پیٚیہ تمیُک معاوضہٕ دِنہٕ۔ کرٕ ہے کُس ناخواندگی ہنٛدِس عالمس منٛز۔ البتہٕ خودایہِ سُنٛد شکریہِ کھڑا تھاونس تہٕ نۆسرِ زنٛدٕ کرنس منٛز آے زِ نفر۔ رادھا کرشن برار وتہٕ موتی لال کیمو صأب مأدانس منٛز۔ رادھا کرشن براروکھۆت واتھورتہٕ بنوٚن ہمالیہِ بانٛڈ تھیٹر تہٕ موتی لال کیمو صأب کھۆت أکنٛ گوم تہٕ تتہِ بنوٚن کشمیر بھگت تھیٹر۔ یہِ اوس 1964ء ییٚلہِ زن یم دۄشوٕے تھیٹر رجسٹرڈ سپدی۔ 8 ستمبر 1965ء سپُد ہمالیہ بانڈ تھیٹر کہِ طرفہٕ گوڈنیُک لُکہٕ پأتھر پٹھان پأتھر ناو برارُو صأبنس ہدایتس منٛز ٹیگور ہالس منٛز سٹیج۔ یہِ سٹیج کرنس منٛز کٔر وقتہٕ کنٛو بہلہِ پاے لکھارو، ژُکی دروکوٚشش۔ کیٚنٛہہ وقت گُزرِتھ لۆگ رأدی برور سانگ اینڈ ڈراما ڈویژنس منٛز اکتھے نیٚوٚن واتھور کہِ ہمالہ تھیٹُرک سرپرست غلام محمد بٹ پانس ستۍ وِٹھکأوِتھ آیہِ گٔیہِ کتھاہ۔ ۄری ووت 1972ء واتھورِ کنٛ فنکارن ہمیہِ

نہٕ ٹیٚپش تمو کوٚر کشمیر بانڈ تھیٹر کہِ ناوٕ تھیٹر رجسٹرڈ تہٕ روٗ دی رسول ماگنہٕ سرپرستی منٛز کاٗم کران۔ اَمِچ ہوگےٚ گۄڈِہتھ کر باقی بانڈٕ گاموتہٕ یہٕ کوٗشش زِتم بناون تھیٹر۔ اَدٕ 1973ء پتہٕ یم بانڈٕ تھیٹر رجسٹرڈ گۄڈِہتھ کاٗم چھِ کران، تہُند فہرست چُھ ضلع وار یِتھ کٔنز:

ضلع اننت ناگ: کشمیر بھگت تھیٹر، علمدار بھگت تھیٹر، کشمیر فوک تھیٹر، اَکنہٕ گام عزیز فوک تھیٹر ہلر آرٕ ہامہ۔

ضلع کولگام:-سلطان بھگت تھیٹر، دیوسر فوک تھیٹر، گونڈی پرہ۔

ضلع شوپیان: کونسر تھیٹر، تکیہ امام صاحب، گُلشن تھیٹر بلہٕ پور۔

ضلع پوامہ: رُمہٕ ریٖش فوک تھیٹر رہموہ۔ یوسمرگ فوک تھیٹر ٹھکر پورہ۔

ضلع بڈگام: نیشنل بانڈٕ تھیٹر، ہمالہ فوک تھیٹر، کشمیر بانڈ تھیٹر، ویلی فوک تھیٹر، کرم بلند فوک تھیٹر، معانی شاہ فوک تھیٹر، شاہ قلندر فوک تھیٹر، بڈ شاہ کلچرل انسٹی چیوٹ، جان فوک تھیٹر، سخی صوفیانہ تھیٹر، شیخ العالم صوفیانہٕ تھیٹر، پمپوش ڈراماٹک کلب، شیخ العالم کیلی گرامی اینڈ کلچرل انسٹی چیوٹ، کلچرل سوسائٹی، وتستا فوک تھیٹر، واتھورہ بڈگام۔

ضلع بارہمولہ: بابا ریشی فوک تھیٹر، گنڈولا فوک تھیٹر، ملک بادشاہ فوک تھیٹر، لال پورہ ٹنگمرگ۔ گلمرگ فوک تھیٹر، اَرنہٕ مال فوک تھیٹر، مانسبل فوک تھیٹر پاہالن پٹن، قاضی کشمیر فوک تھیٹر، ولر فوک تھیٹر، للہٕ تھیٹر بومئی، بومئی بانڈ تھیٹر، سوپور۔

ضلع کپواڑہ: دلکش فوک تھیٹر، گُلستان بھگت تھیٹر، کہو مُل فوک تھیٹر، ہتہٕ مولہ کپواڑہ۔ شاہ ولی لُکہٕ رنگ، کرمانی بھگت تھیٹر درہ گہٕ مُلہ کپواڑہ، نونہال بھگت تھیٹر، شاردا فوک تھیٹر، بلبُل فوک تھیٹر، صنوبر فوک تھیٹر گُل گام کپواڑہ، حسرت فوک تھیٹر کرالہ

پورہ کپواڑہ۔

ؤری 1980ء پیٹھہٕ ازتام آے واتھورس منٛز بٔہلہِ پایہِ غٲرملکی سکالرتہٕ فلم میکر یمن منٛز ۔ABC London، بی بی سی لندنہٕ پیٹھ چیف ڈنکوپ تہٕ سلمان رشدی ناوینٛز لایق فلمساز آسی ۔امہِ علاوٕ آے U.S.A واشنٹنگ پوسٹ ایڈیٹر نفیسہ سعید ۔اٹلی ،فرانس ، جرمنی ،کینڈا پیٹھہٕ بیشتر سکالرتہٕ فلمساز یمو باںٔڈٕ پأتھرس متعلق زانکٲری حاصل کٔرتہٕ باںٔڈٕ پأتھرچہِ کینٛہہ ڈیمانسٹریشنہٕ،نیشنل بانڈ تھیٹر کین فنکارن نشہِ فلماوِ۔ڈاکومنٹری فلم آف کشمیر بذریعہ سدارت کاک تہٕ پأتھر چھ جٲری ڈاکومنٹری فلم پنٛنچ کماری۔

واتھورس منٛز لُکہٕ تھیٹرٕچ کارکردگی تہٕ موجوٗدٕ حالت (سازشانگس تہٕ نازِ واتھور) اکھ مشہوٗ رمثال ۔اعدادِ شمارٕ کنٛز چھنہٕ اکہِ پیٹھ پانٛژ وعلاوٕ رجسٹرڈ تھیٹر گروپ کُنہِ تہِ باںٔڈٕ گامس منٛز نظرِ گژھان ۔ییٚلہِ زن واتھورس منٛز اعدادشمارٕ مطأبق سارِوٕے کھوتہٕ زیادٕ رجسٹرد (14) ژوداہ گروپ بیک وقت کأم چھِ کران ۔یمن گرپن منٛز چھُ بیشتر تھیٹر گروپن منسٹری آف کلچرتہٕ سنگیت ناٹک اکیڈیمی ہنٛدِ طرفہٕ مألی امدادحاصل سپدان ۔ییٚمہِ کنٛز اَتہِ پرٛانین روأیتی پأتھر وعلاوٕ کینٛژھن نوٚون تہٕ لکہٕ ڈٕلیلن پیٹھ ہیمال نأگرا ے،اکہٕ نُندن، گیچہ صاحب پأتھرن ورکشاپ چھُ سپدان تہٕ پرڈیکشنہٕ تہِ چھےٚ کرنہٕ یِوان ۔یہِ سلسلہٕ چھُ 1980ء پیٹھ برابر ازتانٛی چلان۔ امہِ ستیٚ چھُ اوٚک پاسے لُکہٕ پأتھرن یازِ فوک تھیٹرس زنٛدٕ تھاوٕنکی موقعہٕ فراہم ،دوٚییمہِ طرفہٕ مالی معاونت کہِ برکتہٕ فنکارن تہِ اوزکہٕ میلان ۔بہرحال چھُ واتھور شدٕ مدٕنوٗی تعلیم یافتہٕ لڑکہٕ تھیٹرس

منز دأخلہٕ دِتھ صوٗفیانہٕ کلام تہٕ باتھٕ پأٹھر رٔژھراونس منز مصروفِ عمل۔ یوٗ ہے وجہ چُھ زِ کا کردِگی وُچھِتھ دِیت مرکزی سنگیت ناٹک اکیڈیمی واتھورکٮ۪ن دون لڑکن شاہجہاں احمد بھگتس تہٕ منظوٗر الحقس استاد بسم اللہ خان یوا پُرسکار بالترتیب وٗری 2010ء ہس تہٕ 2011ء ہس منز۔ امہِ علاوٕ کٔر واتھورکۍ فنکارو مُلکہٕ کٮ۪ن بجن بجن فنکشنن، نیشنل تہٕ انٹرنیشنل تھیٹرن منز شرکت تہٕ ازتہِ چُھ یہِ سلسلہٕ جأری تھأوِتھ۔ بیٚیہِ چھِ ترٛٮ۪ن جوان سال لڑکن بالترتیب أکس مقصود حسینس جونیئر فیلوشپ تہٕ بیٚیہِ دون یوٗنس مجید راتھرس تہٕ ارشاد مجید راتھرس باتھٕ پأٹھرس وٕتھ بوو دِنہٕ خأطرٕ Young Aritists Scholar Ship ینگ آرٹسٹس سکالرشپ منسٹری آف کلچر گورنمنٹ آف انڈیا کہ طرفہٕ عطا سپُد مُت۔ یٮ۪لہِ امہِ برونٛہہ قریباً 15 ہن لوکٹٮ۪ن بچن CCRT سینٹر فار کلچر ریسورسز اینڈ ٹریننگ نیہِ دِلہِ ہنٛدِ طرفہٕ داہ وُہر وظیفہٕ توٚرمُت یٮ۪مہِ کہِ برکتہٕ تِمے لڑکہٕ تھیٹرن منز بڈٮ۪ن فنکارن ہٕتۍ شانہ بشانہ کأم چھِ نکھٕ والان، یمو بچو واریاہہِ پھِرِ بال میلاہس تہٕ جشنہٕ بچپن NSD کیٚ طرفہٕ شرکت تہِ کٔرمٕژ چھےٚ۔ 17 مئی 2024ء وٗری یس منز کٔر واتھورِ کۍ مشہوٗر تھیٹر گروپن عالمی تھیٹر فیسٹولس Inter National Theatre Festival۔ بھارت رنگ مہا اُتسوکس ناوس منز ٹیگور ہال سرینگرٕ پانژن تھیٹرن "مہاراشٹر، جموں و کشمیر، پنجاب، بنگلور، بنگال تہٕ اِٹلی ہنٛدٮ۪ن پانژن (5) دوٚہن ہنٛدِس انٹرنیشنل فیسٹولس منز شرکت کٔرِتھ پننہِ فنٛک مظاہرٕ۔ یہِ اوس آرمیٚنٛز پأٹھر، امیک ہدایت کار اوس استاد بسم اللہ خان یُوا ایوارڈ یافتہٕ شاہجہاں احمد بھگت۔

☆☆☆

VIRASAT

(Quarterly Journal of Enthnic Literature)

Volume:3 No:1

Translation Research Centre, Kashmir
Jammu and Kashmir Acadmey of Art, Culture and Languages
Srinagar

Content

S.No	Title	Author	P.No
1.	NAVREH	Prof.Upendra Koul	3
2.	The Patron saint of Rafiabad	Manzoor Akash	6
3.	Yaarbal- A heritage site	Peerzada Ab. Rashid	10
4	Kupwar:An adobe of sufi saints	Khursheed Dar	13
5.	Handifrafts of Kashmir	Fida Firdous	17
6.	Some common trees of Kashmir	Avtar Mota	23

NAVREH

Professor Upendra Kaul

Navreh is the first day of the Kashmiri Hindu New Year for the Kashmir Pandit population, estimated to be around three million. This word is derived from Sanskrit Nava Varsha, meaning the new year.

The day is dedicated to Goddess Sharika and they pay homage to her on that day. It takes place on the first day of the bright half in the month of Chaitra (March-April) of the Kashmiri Hindu calendar.

This day is also observed as a new year in Andhra Pradesh, Telangana, Karnataka (Ugadi), Maharashtra and Goa (Gudi Padwa) and Manipur (Cheiroba). The Navreh celebrations however are very different from most of these festivals.

As the legend goes, Mother Goddess Sharika's dwelling was on Sharika Parbat (Hari Parbat) where the celebrated Sapta Rishis gathered about 5079 years ago, as the first rays of sun fell on Chakreshwari at the current Hari Parbat in Srinagar .The Sapta rishis are the revered seven sages (Atri, Bharadvaja, Gautama Maharishi, Jamadagni, Kashyapa, Vasistha and Vishwamitra).

On the eve of the Navreh, the priest of the family provides

a religious almanac (Nechipatra), a collection of the important events and forecasts for the coming year and a scroll (Kreel-Pach) of the Goddess. All the dates are mathematically calculated.

This is followed by preparing the traditional Thali (a metal tray) on the eve of Navreh. It is filled with rice, the Almanac, the scroll, flowers both fresh and dried, milk, yogurt, new grass, wye the bitter herb (sweet flag, sweet rush, Acorus calamus), walnuts, a pen, an ink container, a paper pad, coins, salt, cooked rice, bread, honey and a small mirror.

This thali is then covered with cloth at the night preceding the new year. On the day of Navreh, the family gathers together and uncovers the thali and views it with reverence.

The rice and coins represent our daily bread and wealth, the pen and paper a zest for the desire of learning, the mirror represents retrospection, the calendar signals the changing time and the Deity the universal constant, and they together are a reminder of the constancy of changing time.

The bitter herb is reminiscent of life's bitter aspects, to be taken in stride alongside the good. The bitter herb 'wye' is usually eaten with walnuts to bring wholeness of life's experiences in the admixture.

The consumption of this bitter herb has also been practiced by Native American cultures as well as by some of the American transcendentalists for various philosophical reasons.

After a darshan of the thali, each member of the family picks up a walnut and takes it to a river and drops it in it. It is a gesture of thanksgiving. The day is also a hallmark of the beginning of the spring and the Chaitra Navratra.

The special preparation of the day is Tahri (boiled rice with turmeric), along with ghee (clarified butter) which is first offered to the Goddess at the temple. Later a portion of it is consumed as a prasad (sacred food) by the family members.

The day is full of celebrations with wearing of new clothes, cooking and serving fancy dishes, and visiting friends and relatives. There also used to be a mela where lots of people would gather and in good old days would go for a picnic to view almond blossoms.

Before exodus, the Pandits living in the surrounding of this temple used to start their day with morning prayers at the Hari Parbat temple and many of them also used to go to 'Makdhoom Sahib' a shrine adjacent to this temple.

On the third day after Navreh-the day of 'Zanga Traey'-womenfolk would visit their parents if close by, and return in the evening with presents of a bunch of salt, bread and small amount of money as atagath (travel money). This was to harken a good beginning (zang in Kashmiri) for the New Year

.

(Prof Upendra Kaul is Founder Director of Gauri Kaul foundation.)

***

The patron saint of Rafiabad

Manzoor Akash

Nestled in the picturesque Rafiabad kandi belt, the shrine of famous Sufi saint Syed Ibrahim Bukhari (RA) in Soin Syednar village is thronged by the devotees round the year.

Rafiabad upper-belt is bordered by bewitching natural beauty of lush green forests, serene locales and gorgeous mountain peaks clad with snow throughout the year which render a very peaceful aura to the shrine at some 20 kilometres away from district headquarters of Baramulla.

Born in 1875, Syed Ibrahim Bukhari (RA) was one of the towering and high-ranking saints of the reshi order who lived during the reign of Zain-ul-Abideen Budshah. The iconic and enlightened Sufi figure came under the influence of pious and illuminated soul of the Reshi lineage known as Hazrat Zain-ud-din Reshi (RA).

In those days, Sufis and great Shaikhs used to send their special disciples and religious students to different parts of the country to spread and propagate the Islamic teachings. Syed Ibrahim Bhukhari Sahib (RA) had to do the same.

After attaining the illumination in the world of spirituality, he was ordered by his mentor Hazrat Zain-ud-din Reshi (may Allah's blessings be upon him) to conduct an extended visit to the Valley

of Kashmir. Acting upon the advice of his mentor, Syed Ibrahim Bukhari (RA) without any delay embarked on his spiritual journey to the whole valley of Kashmir. While traveling from one place to another in the Valley, he finally reached the Kandi belt of Rafiabad where he met another Sufi mystic of his time namely Baba Fakhr-ud-Din Wali (RA) who was meditating in a cave at a mountain-top situated between Vejibal and Chakka.

After spending some time in and around Rafiabad vicinity, he lastly selected Soin village as a permanent place for his meditation. Those days, the village was known among people as Soin only which later with the settlement of Syed Ibrahim Bukhari (RA) attained its new name as Soin Syednar. Nar in local parlance means 'a place' between two hillocks. The village from then onwards turned up to be Soin Syednar, affectionately called by devotees as Saednar.

It is believed that earlier the same place used to be a hub of wild animals. Villagers used to take precautions while moving around the spot as it was frequently visited by leopards and bears that disappeared with the arrival of Syed Ibrahim Bukhari (RA).

According to an elderly resh baay (a female disciple) who takes care of the Ziarat (shrine) for over a decade now, it used to be a garbage dumping site there and with the advent of Syed Bukhari (RA), everything changed all of sudden and became neat and clean.

According to local elderly people, Syed Ibrahim Bukhari (RA) was one of the prominent Sufi mystics of Rafiabad area whose brother Syed Qasim Bukhari (RA) is buried in Astanpora, which translates into 'shrine locality' in Kashmiri language,

represents a village near Bakhipora, some half a kilometer away from here.

Just on the main entry of this shrine towards the West is a Nag (well) which is a relic here. Inside the pristine water of this miraculous well, it is believed that there is a fish with golden nose-ring which appears only to those in the water who are virtuous and pious.

It is said that the water of this well changes its color whenever any crisis is going to hit the area. This well lies under the custody of an elderly woman who looks after the shrine. The water of this spring is considered holy. Devotees get this water home and deem it a panacea for all diseases.

The door to this well remains locked and is opened only when the devotees visit the shrine. Moreover, the water of this well is supposed to be the main source of irrigation water for Dandusa village where three younger brothers of this Sufi figure namely Syed Masoom Sahib (RA), Syed Yaqoob Sahib (RA) and Syed Karim Sahib (RA) are believed to have spent their time in meditation and worshiping.

It is also believed that the Sufi saint has provided his three brothers the water though a Koul (streamlet) locally known as Batechh as his gift which always saves many Dandusa villages from drought like situations. Earlier, the water of this well used to come down in a small streamlet.

But then due to trash dumping on its banks by locals, the water in the stream had suddenly disappeared, and later oozed out at some distance away on a clean spot which is a living miracle for the devotes to be seen here.

Besides maintaining a free Lungar (kitchen) at the shrine

for the poor, every year the people from Dandusa village come to perform a "bhandar" (a traditional community feast also called Niyaaz locally) here, at the shrine, to pay their due obeisance and show faith to the saint for bestowing them with rainfall for their dried-up crops. It is said that when these villagers perform this bhandar here, the entire area of Rafiabad is blessed with abundant rain which is enough to save them from drought like situation.

No doubt, the Karam'at (miracles) of Syed Ibrahim Bukhari Sahib (RA) are numerous, yet, it is said that on one occasion, few burglars stole some utensils from his cave while he was busy in his deep meditation. The following day when the thieves woke up, they found their eyesight lost. Later, when the burglars came to know the truth that they had stolen the utensils of a great Sufi mystic, they immediately returned the utensils to the mystic and fell upon his feet who afterwards prayed for restoration of their eyesight.

Syed Ibrahim Bukhari (RA) is an iconic soul of Kashmir's Sufi culture who guided people towards the right path of brotherhood, peace, harmony and enlightenment. He died in 1956 and was such a pious, virtuous and God-fearing Sufi mystic whom his disciples will remember, always for emanating light and joy. He worked tirelessly for the welfare of people irrespective of caste, creed and religion. We, thus, need to preserve and share his legacy with the future generations as well.

(The author is a writer and columnist)

***

Yaarbal- a heritage site

Peerzada Abdul Rashid

Jhelum river holds cultural and social significance in Kashmir, playing a vital role in the region's history, economy and daily life. Its presence has shaped the cultural fabric and social dynamics of Kashmir over the centuries. It flows at slow speed from Khanabal (Anantnag) to Khadinyaar (Baramulla), enabling houseboats, shikaras, dongas and the boat-bus to ply with ease, in it. The tourist industry, trade and commerce, forming the backbone of the Kashmir economy, are all due to its many water bodies; River Jhelum being one of them.

Dotted with buildings, shrines, temples, mosques and more along its banks, the area holds spiritual and cultural significance. These religious-cum tourist places can only be reached via steps or staircases from the riverside, called Yaarbal. River Jhelum has also several bridges over it.

Yaarbal is used by the Pujari of a temple before doing Pooja in the temple. The Imam of a mosque and other Namazis do ablutions in it to offer prayers. The ashes of the dead are also immersed from it in the river.

Bathing, swimming and laundering are usual chores done at Yaarbals. It is a place for social discourse and gossip. After the exchange of greetings and pleasantries, people discuss domestic and social issues, which include matrimonial.

Women friends at Yaarbal were called 'Yaarbal Kaakin'

(Yaarbal sisters). Yaarbal, in Kashmiri, literally means the meeting place of friends. This word has been frequently used in Kashmiri songs, drawing applause from music lovers. Another term similar to Yaarbal is the 'Baale Yaar' also used in Kashmiri poetry.

When any disputes would arise among womenfolk, they too settled at Yaarbal by some elderly 'Kaakini'. Bickering between mother-in-law and daughter-in-law was common. Even brawls with raised voices ensued at times. Women in rural areas drew water from the Yaarbals.

Water springs also have small Yaarbals. Their water is cold in summer but warm in winter. Springs like Cheshma Shahi in Srinagar, Trehgam and Tikker in Kupwara and at various other places are considered sacred and their water is taken home by people as 'Amrit'. The water of some springs has medicinal properties which help in curing skin-borne diseases.

The commercial importance of Yaarbal is also substantial. It has served as the sale outlet for lake foods like fish, nadroo, sangara and other products. Goods and passengers are ferried in boats from Yaarbals in Dal Lake and tourists use them for embarking on shikaras to reach the houseboats located in the interiors of Dal.

River transport is the backbone of our economy. It is a heritage transport system of tourist attraction and helps to de-congest our roads. Earlier, it was used for transporting foodgrains to variou food stores. These stores were located on the river banks known as Ghats, and the storekeeper was known as Ghat Munshi. Building material is also transported by river transport. Boat Buses would also ply from the Yaarbal of Lasjan in Pampore up to the Yaarbal of Chatabal Weir in Srinagar.

Tourists are very excited about using them.

Yaarbals are also venues for water sports events. The floating Post Office in Dal also functions near a Yaarbal in Nehru Park in Srinagar.

Nehru Park has many Yaarbals, well decorated and duly numbered, for tourists, which helps the tourist trade. The famous "Bund" in Srinagar is a grand Yaarbal that enchants and entertains one and all with its mesmerizing beauty and leisurely heritage walks.

Yaarbals in Kashmir have also served as political hubs. Many political processions have been taken along the river Jhelum, starting from Yaarbal. Yaarbaals are reminiscent of many political upheavals and religious processions.

Yaarbals add to the beauty of the river Jhelum. Its viewpoints and resting points invite the attention of writers, poets and intellectuals. It is known as the river-side beautification of Srinagar city.

The beautification of the Jhelum River in Srinagar involves various initiatives, such as riverfront development, landscaping and pollution control. These efforts enhance the aesthetic appeal of riverbanks, create recreational spaces and promote environmental sustainability. Urban planning and community involvement are crucial for the success of such projects. These projects boost our tourism, trade and business.

True to its literal meaning, Yaarbal is the meeting point of both friends and Kaknies alike.

(The author is a writer , based in srinagar)

***

Kupwara: An abode of Sufi saints

`

Khursheed Dar

Kupwara is among those few districts of Jammu and Kashmir that is blessed in many ways. Apart from its natural beauty, the district also has a rich heritage and culture.

The diversity that this district possesses in the form of various tourist sites pertains to different facets of history, religion and its phenomenal culture.

One aspect of this diversity can be seen through a large number of Sufi shrines that are spread all over the district. One can spot a Sufi shrine in almost every village of this district. Some of these shrines are as follows;

Shrine of Hazrat Zati Shah Wali (RA)

One of the most sacred religious destinations in Kupwara, the shrine of Hazrat Zati Shah Wali (RA) holds a prominent place in the Sufi culture of Kashmir; it is revered by people of all faiths. It was built in 16th century AD in a beautiful village called Muqam-e Shahwali, Drugmulla.

This village is at a distance of 5 kilometrs from the southeastern direction of the district headquarters. The shrine of Hazrat Zati Shah Wali is a symbol of syncretic Sufi culture of Kashmir.

The shrine is co-located adjacent to Jamai Masjid and

includes the tombs of saint's sister and brother also. Every year, in the month of May, an Urs or annual fair is observed for three days which is attended by devotees from all faiths including Hindus and Sikhs.

Shrine of Hazrat Shiekh Syed Abdul Wahab (RA)

This shrine is located at a village called Shahnagari which falls within the jurisdiction of Qalamabad Tehsil of district Kupwara. Shahnagari was given the name by Hazrat Shiekh Syed Abdul Wahab after he settled in the village.

The holy shrine of Hazrat Shiekh Syed Wahab, having devotional linkage to Hazrat Abdul Qadir Jeelani, is surrounded by thousands of Devdaar trees. There is huge rush of devotees round the year. If one wants to see the cool sweet springs, the murmuring waters and the waterfalls from the heights, there is hardly a better place than this in the valley.

Underground Cave Khankah of Kashmir

This historical and spiritual site is located in the evergreen conifer woods of Shahnagari. Shahnagar means the city of kings in Kashmiri language. The 700-year old first underground seven room cave Khankah is just a few hundred meters away from the holy shrine of Hazrat Shiekh Syed Abdul Wahab (RA). From its internal structure and style of construction, it is clear that the dervishes used to meditate and perform "chilla" here.

There is also a spring at a short distance from the cave, which has now dried up. The approximate length of this cave is 30 feet. It is 2.5 feet wide and approximately 6 feet in height.

Although the cave is crumbling, yet the corridor and its seven chambers can still be seen. The recent reopening of this underground cave-khankah is a reminder of the harmony that is

deep rooted in the Kashmiri culture.

Shrine of Hazrat Baba Abdullah Guzriyali (RA)

Mubark Abdullah, popularly known as Abdullah Guzriyali (RA) was a revered Sufi saint of Kashmir. His resting place is in the lap of the oldest series of Himalayan mountains at a village called Guzriyal in Kupwara district. This iconic mystic was more concerned towards social work. He was a multidimensional mystic who not only played a leading role in the propagation of Islam but also developed a number of human habitations, villages, built hundreds of Masjids, minor bridges/culverts, bathrooms, orchards, and Inns (Musafir Khanas).

Shrine of Hazrat Mohammad Amin Owaisi (RA)

This iconic mystic was born around 1900 AD at Surgan (Drawa), near Sharda in Kishan Ganga valley. According to popular belief, Hazrat Mohammad Amin Owaisi was a steadfast Sufi and was associated with the Owasi Silsila of Sufism.

The Owaisi Silsila was raised to its pinnacle of popularity in Kashmir by this towering mystic. He was like a star guiding so many. He may be considered as a perfect Wali who created a large following, not just a crowd but highly disciplined and enlightened group, to bring the people on the right path. Even today many true seekers are guided by his followers. The shrine is visited not only by Muslims but Hindus as well.

Shrine of Hazrat Shiekh Ahmad Chogali (RA)

Mulla Ahmad, better known as Sheikh Ahmad Chogali (RA), and reverentially as "Sheikh seab" was a Sufi scholar and a saint of the Suhrawardiyya order. Owing to his command on Islamic literature, Hadith, Fiqah etc., he is known as Mohiuddin Ibn-i Arabi Thani.

His shrine at Chogal, Handwara is visited by people of all faiths. Chogal village is located in Handwara Tehsil of Kupwara district. The shrine of Hazrat Sheikh Ahmad Chogali is one of the venerated Sufi shrines of district Kupwara and witnesses huge rush of devotees round the year.

Three Religious sites at Trehgam

Trehgam village of district Kupwara symbolises communal harmony and coexistence of different faiths. The three religious sites are 400-years old Shiva temple, the grand mosque and the shrine of Hazrat Syed Ibraheem Bukhari (RA). The three stand in a row and in front of them is a famous pond. This pond is believed to be a thousand year old and is the main source of drinking water for almost half a dozen villages.

Sir Walter Lawrence mentions in his book The valley of Kashmir that the pond of Trehgam reflects the utmost beauty of Kashmir. The foundation of the grand masjid near the Shiva temple was laid by Hazrat Syed Ibraheem Bukhari who is believed to have come from the middle east along with Mir Syed Ali Hamadani through Hindukush mountains.

The Shiva temple too is a symbol of unity. Although no Kashmiri Pandit family lives in this village but many of them visit their roots and offer puja in the Shiva temple from time to time.

(The author is a noted writer)

***

Handicrafts of Kashmir

Fida Firdous

In its quality, elegance and beauty, Kashmiri handicrafts are unique. The assortment of Kashmiri artisanship is a beauty par excellence. Modernity and technology, no doubt, influenced and are influencing spheres of life across the globe, but the craftsmanship of Kashmir still pulls off applause from people. It still stands out with its gladdening and pleasing colors in the market of exquisiteness.

Humans keep replacing things to facilitate their ease and comfort and to fulfill their creative urge, and we understand this continuous replacement of articles and objects as a change. In this process of constant replacement in time, the arts that cannot upgrade themselves in their quality and beauty are supposed to perish. And those who cherish themselves in a way that can meet comfort and aesthetic pleasure manage their existence. Same is the case of handicrafts in the face of the technological onslaught. Only handicrafts can cope with this onslaught which can absorb the demands of time and sustain quality with elegance.

Kashmiri handicrafts are a rainbow variety of arts whose essence has always been quality coupled with a seamless grace. That is why they still firmly stand against technological

challenges. Among the handicrafts of Kashmir are the Kani-Shawl, Paper Machie, Khatam band, carpet-weaving, wood carving, Kandikari, copperware, Tillawork, etc. All this hard-toiling handiwork is also a reflection of rich Kashmiri culture and ethos.

Here is a brief outline of some of the cherished handicrafts of Kashmir:

Pashmina weaving

It is an art dealing with weaving shawls made of wool taken from the Chyangra goats, whom we find in the Himalayan regions. The Chyangra goats are raised in the high ranges of the Himalayan mountains, over three thousand meters above sea level. The Chyangra goat is also called the Pashmina Goat as its wool is used in making the pashmina shawl, the finest shawl in quality. The finest part taken from the chyangra goat's fur is called cashmere. Cashmere is the ultra-soft inner part of the fur and holds a romantic and unique stature in the luxury goods industry.

Chyangra Pashmina or Chyangra Cashmere is so delicate, almost under 17 microns in diameter, that it needs highly skilled artisans to spin the finest quality yarn. A highly skilled spinner can spin only fifty grams a day. Being a natural insulator, Chyangra Pashmina is warm in winter and comfortable in summer.

It is important to avoid mechanical touch while handling cashmere, the ultra-soft form of wool. Hence, manual handling is a prerequisite to keeping the feel and beauty of the cashmere pristine.

The Pashmina Shawls's fiber is ultra-soft cashmere. The

Pashmina Shawl is a versatile piece of clothing. Pashmina Shawls have been worn by royalty and the elites for centuries. Pashmina blankets were a part of the wealthy women's dowry in the whole sub-continent and beyond.

Pashmina Shawl handicraft is globally famous. Its making process involves hard labour. Its beauty, elegance and grace have given it a status-symbol. People feel honoured while giving and receiving Pashmina Shawls as gifts.

Khatamband

Khatamband Handicraft of Kashmir enjoys a royal status, like the Pashmina Shawl. Only people from the wealthy class can afford Khatamband in their houses. Khatamband also enjoys reverence in religious circles because while decorating a shrine or a mosque with Khatamband, people show their reverence towards their devotional feelings.

Khatamband is the decoration of the ceiling of a room or a building. But this adorning involves a particular wood called fir, conifer in the Himalayas. Deodar and walnut woods are also used in making Khatamband. But Fir is the favourite and first choice because of its lightweight character. Khatamband ceiling is a type of wooden tiling. Artisans, popularly known as Najjars in Kashmir, shape wood in different geometrical designs and fix them on the original ceiling. Cutting wood in such intricate designs is a profoundly meticulous task, and their fixing is equally laborious. The designs are generally geometrically polygonal and can be patterned to form numerous combinations. The art is unique in that only hands are used to fix the beautiful designs carved out of wood pieces. Artisans do not use nails or glue in this hard-toiling craftsmanship but hands only. It is indeed

a rigorous work.

Khatamband ceiling presents an extremely artistic look for the eyes, and its aesthetic appeal attracts all. It compels the human eye to gaze at it repeatedly. In shrines or mosques, it seems as if its presence has added to the mystique of the place.

With the increase in the middle class in the J&K UT and in the rest of the country, the Khatamband craft industry in Kashmir has got a boost. It has the potential to emerge as a vital contributor to J&K's economy in addition to contributing to skilled employment generation. But what is unfortunate is that a poor number of artisans, around 500, are engaged in the craft.

Given the extensive potential of Khatamband Craft in the growing middle class in UT and the rest of the country, the Ministry of Micro, Small & Medium Enterprise (MMSE) should open a Kashmir Khatamband Vocational Centre to augment its rich potential.

Paper Machie

Paper Machie is an artistic handicraft with a long history in Kashmiri culture since the 14th century. It is a highly laborious decorative craftsmanship, demanding delicate skill and patience. The material which lays the foundation for Paper Machie craftsmanship is an amalgam prepared from discarded paper, straw of rice plant, copper sulfate and cloth. The pulp obtained needs to be kept in water for three to four days. Then it is taken out and left for drying. Once dried, the mixture is then converted into fine powder.

Paper Machie Craftsmanship involves a two-stage process: Sakhtsazi and Naqashi. In the first stage of sakhtsazi,

the mixture is converted into powder and in the second stage, the powder is mixed with glue and then put into a peculiar mold- made of clay or wood- to get the desired shape. The item is taken off the mold in semi-dry condition to make its outside smooth. Artisans, after smoothening the item, design (Naqashi) the product. The naqashi (or the designing) is a profoundly delicate and intricate task an artisan has to carry out in paper machie making. It is the stage where the artisan's skill comes to the test. Designing or naqashi in Paper Machie is the artwork that gives the craft exquisite elegance. It takes it to the level of astounding decoration. It includes the design of flowers, animals, deities, plants vibrant colours, etc., in adoration of the paper machie product. Articles like pen cases, cigarette cases, bowls, flower vases, dolls, plates, puppets, sculptures and other items of decoration or daily use are made.

We can use paper machie artwork to decorate our homes. In Kashmir, we can see its graceful artwork in shrines such as Khanqah-i Mualla and Hazrat Sultan-ul Arfeen's Shrine. This elegant art is mesmerising. We can use this art to decorate ceilings, walls, chairs, beds and other interior parts of our homes, shops and business units.

Paper Machie products are sold to domestic tourists and are even exported to European countries such as France. The French traders were the first to introduce this refined art to the European markets.

But, unfortunately, paper machie artwork has been losing its charm and demand for some time now. Artisans associated with the craft are worried about its future. Its artisans generally come from poor background and the distressing condition of this

art has led to worry in them.

Given the heritage status and the positive role of the paper machie art in Kashmir, the Administration needs to take up immediate initiatives to protect this art from extinction and help the artisans dealing with it to sustain it. The art needs to be institutionalised and given the official patronage. The craft of Paper Macchie like pashmina shawl and khatamband, can also contribute to the J&K UT's economy.

The other handicrafts and artwork in Kashmir are Sozani, Panjkari, hand embroidery, carpet weaving, etc. All the handicrafts need to be taken to the next level.

The G-20 meeting in Kashmir has given a great push to the craft industry of Kashmir. Further, the global recognition of Srinagar as a creative city due to the efforts of the J&K Govt has awakened hope in the artisans and other stakeholders associated with the handicraft industry of Kashmir.

(The author is a noted writed and columnist)

***

SOME COMMON TREES OF KASHMIR

Avtar Mota

In this paper, I give local (Kashmiri) names of some common trees found in the Kashmir valley.

Poplar

Although poplar varieties range in height and breadth, most share some traits that make them easy to recognize. For example, you can often distinguish a poplar by its leaves that are often heart-shaped and rimmed with tiny teeth. Brilliant green in summer, they glow gold in autumn

Poplar roots can crumble house foundations. Poplar trees don't live long. A poplar tree can live up to a maximum of fifty years even under proper care. A poplar tree can rise to 150 feet in height with a trunk diameter of up to 6 feet. Poplars need fertile soil, acidic or neutral, as well as direct sun and sufficient water to keep their roots moist. Poplar trees thrive in warm weather and need moist to wet soil. There are about 35 varieties of Poplar trees in the world.

Tree grooves outside the forest range in the Kashmir valley comprise more than ninety per cent of poplars and willows. In the Kashmiri language, Poplar (Safeda) is known as 'Fraes't'. "Yohuy chhukh fraes't hue " is a common satire used in

the Kashmiri language which roughly means "you are simply tall without much utility'. This tree has now found much utility in the cricket bat, fruit packaging and plyboard industry. Accordingly, it is now cultivated commercially. Before that, it was used by poor people for house building in the Kashmir valley.

Poplars are the fastest growing tree species of Kashmir. The commercial plantation of this tree is considered as a cash crop. Apart from revenue generation, this tree has also been found useful in cleaning the environment by carbon sequestration and phytoremediation. It is also useful in ecological wastewater treatment systems, streambank stabilisation, soil building, biofiltration, soil erosion control, etc.

In Kashmir, this tree grows along canals and ponds or wetlands and needs low water table for its growth. Poplar tree in Kashmir looks brilliant green in summer season. During the autumn season, its leaves turn yellow and start falling to the ground. The tree looks like a naked Faquir during the winter season.

In Kashmir, Srinagar- Baramulla road had rows of tall poplar trees on both sides that added grace and grandeur to this highway. So are poplars seen along Srinagar-Anantnaag road with a peak concentration near Bejbihara town. This peak concentration patch of poplars on the highway looks like a green tunnel. The soft cotton-like white fluff of poplar seed that floats in the air during late spring/early summer season in Kashmir, has been proving a health hazard lately. Some experts believe that the poplar tree 'pollen' has been aggravating respiratory illness in the Kashmir valley.

Willow

The Willow tree is believed to have existed in the Kashmir valley since ancient times. However, on the suggestion of Walter R. Lawrence (who land bandobast in the state) and J.C. Macdonell (Head of the Forest Department), Maharaja Partap Singh ordered large scale plantation of the tree in the entire length and breadth of the Kashmir valley during the 19th century. The massive plantation of willow and poplar trees in and around the Wular lake by the J&K government during the twentieth century proved counterproductive. It dried up a major part of the lake and reduced the lake surface considerably. Walter R. Lawrence, in his book, The Valley of Kashmir writes:

The Veer, or willow, grows in every village of Kashmir where there is water or moisture, and its reproduction is very simple. There is an enormous waste of withies every year, as the young wands are cut down for fodder and after being stripped of their leaves are burnt for fuel. I have suggested that a Kashmiri should be sent to England to learn the basket industry. There is ample material in the valley to supply the whole of India with excellent baskets and chairs.

The willow is known as Veer in the Kashmiri language. Veer is a common tree in Kashmir's countryside. A cluster of willows, known as Veer-vaar in Kashmiri is a common sight near streams and brooks, making a heavy demand on water. It grows along rivers, brooks and streams and lakes in the Kashmir valley. It is used as an ideal timber while the graded variety of the willow is used for making cricket bats. This Cricket bat industry is localized in Sangam-Halamulla village near Bejbihara town.

Apart from fuel, willow leaves are also used as animal fodder. Dried willow leaves are stored on trees and used as animal fodder during the winter season in the Kashmir valley. These dried willow leaves are known as Baatchhi in Kashmir.

In every marriage function, where cooks are engaged, willow stock would be purchased months before the actual marriage date. It was cut to the proper size so that it could be burnt easily by the Kashmiri cooks in the open hearth or furnace known as Wura in Kashmiri.

The willow twigs or shoots are also used for Kangris, baskets, chairs and other useful domestic items. Many artisans of Kashmir are engaged in the manufacture of these willow items that are marketed within and outside the state. Fresh willow twigs were also used as Miswaakh (teeth cleaning brush) in the Kashmir valley.

As timber, willow was also supplied through government depots to the public. It was much sought-after firewood at the government-run timber depots in the Kashmir valley.

Deodar

Deodar (Cedrus Deodara) or Kashmir Cedar is also known as Divdhor in Kashmiri. Though a high altitude tree, Deodars also grow in the low valleys. I have seen some Deodar trees near Harwan as well. Its wood is ideal for making furniture, boats, houseboats, bridges, railway tracks, doors and window frames, etc. This is perhaps the best of timber that is produced in Jammu and Kashmir in terms of utility and durability. Paddy husking mortars or muhul was also made from this wood. Deodar wood is quite expensive and can withstand hot, moist and various other climatic conditions. It is a choice wood for

building construction. Resin is also extracted from the roots of this tree that has much commercial utility. At some point of time, Deodars must have been available in every part of the Kashmir valley. I have found that every old building or shrine in the valley has plenty of Deodar wood used in its construction. Doda district, Jammu used to be a rich source of Deodar wood. Most of us must have seen Deodar wood sleepers being moved to Jammu (Akhnoor) from Doda, Bhaderwah and Kishtwar using Chenab river as the mode of transportation. I am told that before 1947, deodars from Jammu forests were transported to Wazirpur (now in Pakistani Punjab) through the waters of Chenab river.

Hindus believe that forests full of Deodar trees or Devadaru trees are the abodes of the ancient sages who were devoted to Lord Shiva.

Himalayan Blue Pine

The Himalayan blue pine is known as Kaayur or Yaari- Kul in Kashmiri. This is again a high altitude tree. It grows in the upper forests and this wood is used for making doors, windows and frames and furniture in the Kashmir valley. This evergreen tree can grow up to a height of 150 feet. It has a thick grey-brown bark. Kaayur wood is a poor man's Deodar. A poor variety of this wood is also used as timber and its charcoal is also used in Kangris. This tree also gives a white resin and the portion with resin is known as Laesh (in Kashmiri) that burns instantly. As timber, Kaayur was also supplied through the government-run depots to consumers in the Kashmir valley. There is a popular Kashmiri saying 'Kaashur yaar guv kaayur naar' or 'The burning charcoal of the kaayur timber is a friend of

the Kashmiri'. Another Kashmiri saying 'Vunn tchein yaarein daai sundh sugg' or 'The jungle pines are irrigated by god only' makes this tree closer to Kashmiri life.

This wood decays easily on contact with the soil. Himalayan pines are also a commercial source of the turpentine and tar.

Nettle Tree

Nettle Tree is known as Bremiji in Kashmiri. A tree that grew from a small shrub to a magnificent shady tree in graveyards and shrines of Kashmir is facing extinction.

Bremjj happens to be amongst some oldest trees world over. Known as Nettle tree outside Kashmir, it grows in many areas of Asia, Europe and the US. It also grows in Australia and some African countries.

A cool shady tree that was seen near graveyards or Ziyarats of saints in Kashmir, where, as per local belief, it was planted by the Syeds from Central Asia followed by Sufi saints. They possibly believed in providing some cool shade to those who lay buried.

In 2010, I could locate a few Bremiji trees in Malla khah graveyard of the city near Rainawari and just one inside the Budshah's tomb in the downtown area of Srinagar city. May be more are still there in the villages that I could not check. I can only say about the city where it is almost extinct.

The fruit of Bremiji, reportedly sweet to taste, invited a variety of birds to this tree during summers. In Kashmir, the tree would flower in mid-April with seeds ripening in mid-October. The size of the Kashmiri nettle tree is comparatively small. Normally it grows to a height of maximum 10 to 12 feet from the ground and

from top it spreads like an umbrella. The fruit is also smaller than the size of a cherry. The flowers are hermaphrodite(having both male and female features) and are pollinated by bees. Its leaves remain bright green in summer season and turn yellow in autumn before they fade away for winter. A very slow growth spread over many years changes a small shrub into a tall shady Bremiji tree. The tree can also grow in dry soil.

Many poets from Kashmir have used this tree symbolically in their poems. I came across its mention in a Gazal of the noted Kashmiri poet Rafiq Raaz. I quote four lines as under:-

Dhoo'r hu'thh Bremiji kullis aayii zabaan
Natcheini laejji la'sha hubba shab chhu siyaah
Paan gotchh la'bana yunaai gham chhu yutuaai
Taaf gotchh raah e khudaa shab chhu siyaah

(Faraway, that nettle tree has started to converse now,
There, those dead bodies too are up and dancing.
Lord! help us to trace out our own self now,
Sunshine this way Lord, these nights are pitch dark now.)

Himalayan silver fir

The Himalayan Silver Fir is known as Budul in Kashmiri. This wood is preferred by carpenters as it is easier to work on. It has almost no knots. Budul trees are found in the higher altitude forests of Kashmir and as timber, Budul was also supplied through government-run depots in the Kashmir Valley. This was an ideal wood to be used for beams in building construction in Kashmir.

Elm

Elm is known as Brenn in Kashmiri. It is a tall tree that grows in higher altitudes not less than 7000 feet. The tree could be massive to look at. There is a popular Kashmiri saying 'Yohaai chhukh brenn mondd hue' (You look like a log of Elm tree), referring to being hard and incapable of being cut or sliced for utility. It was used for making heavy doors of shrines and Ziyarats in the Kashmir valley. It was also used for making carts and window frames. Elm forests are to be seen in higher reaches around Lolab valley in Kashmir. Hindus in Kashmir revered this tree and identified it with Lord Ganesha.

Birch

Birch is known as Burza (Bojh Patra) in Kashmiri. It has been quite a familiar tree in Kashmir as its bark was extensively used for writing books, manuscripts and making roofs of shrines and buildings. A thick layer of birch bark was finally covered with thick mud to give the final finish to mud roofed buildings in Kashmir. Hindus also used this bark in various religious ceremonies and rituals. Burza was also close to Kashmiri culture and life. Birch is a deciduous tree that has papery plates of bark. The wood is quite hard. In Kashmir, Silver Birch trees are found at a height of 9000 feet and above from sea level generally near meadows.

False Witch Hazel

False Witch Hazel is Hatab in Kashmiri. It used to be the most preferred and ideal timber in Kashmiri kitchen. It is heavy and was also known as Ironwood that came from shrubs and small trees. It was also supplied through the government-run

timber depots in the Kashmir valley. The twigs of this tree were used in kangri making. The Muhul (Kashmiri) or pestle that was used in manual husking of rice in homes was made from Hatab while the husking mortar or the Kunz (Kashmiri) was made from Deodar wood. This wood was also used for making ladles in Kashmir. This timber gives a little hard variety of charcoal which was ideal for Kangris. This tree grows in coniferous forests of Poonch, Bani, Kupwara, Pahalghaam, Badherwah and Kishtwar. The tree appears to be extinct in the Kashmir valley at the moment.

Mesquite Tree (Babool)

Mesquite tree or Babool is known as Kikkar- kul in Kashmiri. Kashmiri Kikkar is also closer to the Acacia Nilotica family of trees. The thorny Kikkar tree is seen in many areas of Kashmir. I saw so many kikkar trees in Bejbihara and Kulgam. Unlike the desert Babool, the wood of the Kashmiri Kikkar tree is soft and easy to work upon. It was known as a poor man's building material and would be mostly used for beams. The leaves of this tree are reported to be having medicinal uses.

Kashmir Cypress

The cypress is known as Sarva Kul in Kashmiri. It is a coniferous, graceful and ornamental tree that can grow to a height of 50 to 60 feet in the Kashmir valley. It is planted in gardens and parks and even in private lawns. The seed shedding of this tree is done by the dark brown cones that grow on this tree. Kashmir cypress holds its foliage year-round.

The Sweet Chestnut

The sweet chestnut is known as Punjeib Goar (Singada) in Kashmiri. I have seen these trees in Daara near Harwan, Srinagar and also near Dachhigaam wild sanctuary. The fruit of this tree has a dark brown shell and a soft sweet mass inside it. This fruit is known in Kashmir as Punjeib Gour or a chestnut from Punjab. The valley also has a wild variety of this fruit known as the horse chestnut or Haan-doon. The outer shell of the horse chestnut fruit is light brown and is reported to be toxic and not fit for human consumption. From all accounts, it is presumed that the sweet chestnut was brought to Kashmir for plantation during the rule of Dogras may be in the late 19th century. The sweet chestnuts are available in Srinagar during the late October and early November and are consumed after roasting them on charcoal.

Mulberry Tree

The Mulberry tree is known as Tuel- Kul in Kashmiri. This tree is seen in every part of Kashmir up to an altitude of 7000 feet. The leaves of this tree are ideal food for silkworms and hence the tree is quite important in the silk industry. It is a protected tree. Mulberry tree twigs are also used by Kashmiri Pandits in some religious rituals and ceremonies. The mulberry wood is also used for the doors and agricultural implements like a plough. This wood is strong, elastic and comes up with a clean finish. After seasoning, it can be turned and carved that makes it ideal for making hockey sticks, badminton or tennis rackets.

As per a rough estimate, there are about 7 lakh mulberry trees in J&K out of which more than 3 lakhs are in the Kashmir valley and the remaining in Jammu division. The tree has

become pivotal and crucial for sericulture development in J&K.

Chinar Tree

Chinar tree is known as Booen in Kashmiri. The chinar is a majestic tree that grows to a height of 100 feet from the ground and its girth could go up to 40 feet. The Chinar is a cool, shady and friendly tree that is seen everywhere in the Kashmir valley up to an altitude of 8000 feet from the sea level. Its botanical name is Platanus orientalis. It is found everywhere in Kashmir and even inside lakes (Char Chinar and Sona Lenk near Hazrat Bal in Dal lake, in river Jhelum near Shadipora Sangam), outside shrines and inside all Mughal gardens of Kashmir.

A deciduous tree, Chinar traces its origin to Greece. The tree is at its most elegance and exuberance during autumn. In Autumn season, Chinars spread a golden hue all over in the Kashmir valley. The Autumn Chinar remains a great attraction for lovers of natural beauty of the Kashmir valley. During the summer season, this majestic tree wears green elegance and is home to many birds. The Kashmiris love to sleep under its cool shade during the hot summer days.

So close is this tree to the life and culture of Kashmir, that it finds symbolic mention in the Kashmiri poetry as well. Even the 14th-century saint poetess Lal Ded has used it. I quote Lal Ded:

Kentchun roenni tchheyi shihij booen
Neruv neibur ta shuhul karuv
For some people, their wives prove like the grand Chinar tree

Be near them and you feel the comfort of their cool shade.

The Sikh scriptures mention that Guru Nanak Dev Ji addressed Brahmins of Mattan under a tall and shady Chinar

tree at Martand Teertha in Kashmir. Many references convey that Chinar, known as Booen in Kashmiri has been an ancient tree in the Kashmir valley that was widely revered as Goddess Bhawani. It was also called Bhawani. Some Sanskrit scholars are of the view that the ancient name of this tree has been Bhuvan Vahini. The Kashmiri Pandits planted this tree with reverence in many temples and Shakti-Peethas including Kheer Bhawani in Tulamula. Many elders have confirmed the presence of this majestic tree in Sharda Temple (now in POK) before 1947. The Chinar trees have also been planted in Devi Angan just below the Sharika Temple in Hari Parbat area of the Srinagar city. A Chinar tree has also been planted outside the Sharika Temple gate on the hillock. Devi shrines of Tekar (Kupwara), Kulwagishori (Kulgam), Akingaam (Anantnag) , Zeashta Devi (Zeethyaar in Srinagar), Devibal-Nagbal (Anantnag) and many more have Chinar trees.

In his book Rajtaringani, Kalhana makes mention of the Vata tree. The description of the Vata tree mentioned by Kalhana matches a Booen. He again mentions some ancient trees on the edges of rivers and canals to which Nishadas (boatmen) were fastening their boats. The name Chinar is a late adaptation, maybe around late fourteenth century when the Muslims started coming to Kashmir from Central Asia or Iran where it was already known by this name. Some historians believe that when Mughals saw this tree in Kashmir, they named it Chinar as they had already seen this tree in Central Asia. Mughals made good efforts for the propagation of this tree planting saplings in gardens and parks of Kashmir.

The Muslim Sufi saints also planted saplings of this tree near Ziyarats and shrines. The Kashmiris credit Sultan Zain-ul Abidin for extending and encouraging plantation of Chinar trees in all the areas of the Kashmir valley during his rule. Researchers have found a Chinar tree, which could be the oldest in Asia, in Chittergam Chadura village in Budgam district of Central Kashmir. The tree is believed to have been planted by Hazrat Syed Qasim Sahib in 1374 A.D.

In Kashmir, many saints, Sufis, Sadhus have used the large hollow trunk (Booeni Goff) of the Chinar tree to perform meditation. This has added to the sacredness of the tree. At the confluence of rivers Sindh and Vitasta) near Shadipur in Kashmir known as `Prayag', a Chinar tree is growing for many centuries. It is surrounded by water on all sides. The Kashmiri Pandits call it 'Prayaagitch Booen '. Before 1990, they would come to this place for immersion of the ashes (remains) of the dead.

The Chinar tree can also grow in plains but does not acquire the height and girth that it has in Kashmir. Long back, Dr L S Negi, the then Director of Agriculture cum Horticulture (H.P.), planted two Chinar trees on the Ridge in Shimla. Both the trees have grown and look majestic now. I saw them on my visit to Shimla. These Chinars are five in number. The large one is inside the ridge park while the other is just outside it. Two more medium-sized are also inside the park while another small sapling is growing fast near the statue of Dr Y. S. Parmar. Dr M. S. Randhawa also planted some Chinar trees in Punjab Agriculture University, Ludhiana and Chandigarh. The Chinar trees are also found in Bhaderwah, Doda, Kishtawar, Banihal,

Poonch and Rajouri areas of Jammu Province.

In Kashmir, this tree is home to many birds. Its grand leaves are dried and used as Kangri fuel. The tree gives a tough, hard, high quality and expensive wood for the furniture industry. Though Chinar is a protected tree in J&K, it is being continuously felled by greedy timber traders and smugglers illegally.

(The author is an eminent researcher and writer, presently based in Jammu.)

***